حُرمتِ آواز و ساز

تالیف

مولانا محمد حسین کلیم رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج

الشیخ عبد الولی

استاذ جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے

www.KitaboSunnat.com

Dar-ul-Andlus

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمتِ آواز و ساز

تالیف

مولانا محمد حسین کلیم

تحقیق و تخریج

الشیخ عبد الولی

استاذ جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے

دار الاندلس

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور
+92-42-37230549

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314

Head Office : +92-42-35062910 Cell: +92-322-4006412 Fax: +92-42-37150407

E.mail: dar_ul_andlus@yahoo.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

حرمتِ آواز و ساز

تالیف

مولانا محمد حسین کلیم حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

الشیخ عبدالولی

استاذ جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے

اشاعت اول .... فروری 2011ء

ناشر .... دارالاندلس

تعداد 1000

قیمت ....

Dar-ul-Andlus

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

دارالاندلس

4- لیک روڈ چوبرجی لاہور
+92-42-37230549

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314

Head Office : +92-42-35062910 Cell: +92-322-4006412 Fax: +92-42-37150407

E.mail: dar_ul_andlus@yahoo.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُرمتِ آواز و ساز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرضِ ناشر 13

مدعائے نگارش 17

پہلا حصہ:

حرمت سماع

❀ حرمت سماع 23

❀ یاد رکھنا 24

❀ غلط فہمی کا ازالہ 26

❀ راگ سخت حرام ہے 28

❀ غرضیکہ 30

راگ باعث گمراہی کیوں؟

❀ پہلی وجہ 31

❀ ایمان سے کورا مسلمان 32

❀ ایمان کی شان 36

❀ خلاصۂ گفتگو 39

❀ دوسری وجہ 40

❀ خلاصہ 45

❀ تیسری وجہ 46

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ قرآن وسنت سے اعراض کا انجام 48
❀ عمل کا تقاضا 49
❀ شرک کے بعد بڑے گناہ 51
❀ تاریخ انسانی کی پہلی غلطی (حرص) 52
❀ حدیث پر ضروری تبصرہ 56
❀ توضیح طلب دوسری بات 64
❀ احادیث میں تضاد نہیں 67
❀ اصل بات 67
❀ قرآن وحدیث میں ٹکراؤ نہیں 72
❀ عقلی تقاضا 76
❀ خلاصہ 76
❀ دوسرا گناہ، فحاشی 77
❀ فحاشی پھیلانے کی شیطانی تدابیر 79
❀ ۱۔ بے حیائی کا سد باب 79
❀ ۲۔ انسداد بے پردگی 82
❀ چہرے کا پردہ 87
❀ ایک اشکال کا ازالہ 92
❀ ایک اور اشکال اور اس کا ازالہ 93
❀ کافرانہ تمدن کا ایک ڈھنگ 98
❀ ۳۔ مخلوط مجالس کا سبب 102
❀ اسلام میں عورت کا مقام 103
❀ خلاصہ 104

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ مرد کی فطری کمزوریاں 104
❀ ایک اور سوال 104
❀ مرد عورت کا فطری لگاؤ 110
❀ شاپنگ کو جانا 114
❀ خلاصہ 120
❀ راگ کی روک تھام 121
❀ پریس کا کردار 124
❀ آرٹسٹ 125

گلوکاروں کے متعلق ارشاداتِ نبوی

❀ پہلی حدیث......مغنیائیں موجب تباہی ہیں 126
❀ دوسری حدیث 127
❀ تیسری حدیث......گانا سننے کی سزا قیامت کے دن 129
❀ چوتھی حدیث......گانا سننے والے کا جنازہ نہ پڑھو 130
❀ پانچویں حدیث......راگ کی کمائی حرام ہے 131
❀ چھٹی حدیث......گلوکار شیطان کے زیر اثر ہوتا ہے 132
❀ ساتویں حدیث......اگر راگ کا رسیا جنت میں چلا بھی گیا تو 134
❀ آٹھویں حدیث......گویوں پر اللہ کی لعنت کی ہے 142
❀ جس پر اللہ کی لعنت ہو 146
❀ ملعون سے دوستی حرام ہے 148
❀ ملعون سے نفرت نہ کرنے والا بھی ملعون ہے 154
❀ نفرت سے مراد برائی کے خلاف محاذ آرائی ہے 157

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ اے واجب الاحترام علمائے کرام! 162

رقص وسرود صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں

❀ رقص وسرود صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں 165
❀ رقص وسرود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر میں 166
❀ رقص وسرود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں 166
❀ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظر میں 169
❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں 170
❀ ائمہ پر بہتان 170
❀ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ 172
❀ امام فُضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول 172
❀ حضرت ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ کا قول 173
❀ یزید بن ولید رحمۃ اللہ علیہ کا قول 173
❀ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 174
❀ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول 174
❀ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول 174
❀ امام قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول 175
❀ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 176

ائمہ اربعہ کے ارشادات

❀ ۱۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں 176
❀ ۲۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے 179

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ۳۔امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں 179
❀ ۴۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی نظر میں 182
❀ ائمہ دین کا متفقہ فیصلہ 185

دوسرا حصہ:

حرمت ساز

❀ حرمت ساز 189
❀ باجے اتنے ہی برے ہیں جتنے کہ بت 189
❀ ساز کافرانہ آرٹ ہے 191
❀ ساز کی بابت احادیث پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم 192
❀ ایک اشکال کا جواب 193
❀ چھٹی حدیث ...... باجے شراب کی طرح حرام ہیں 194
❀ آلاتِ طرب کا بیوپار 195
❀ ساز باجے توڑ دینے چاہئیں 196
❀ ساتویں حدیث ...... ساز کے رسیاؤں کو انتباہ 198
❀ آٹھویں حدیث ...... ہوا کا عذاب 199
❀ نویں حدیث ...... زمین میں دھنسا دینے اور پتھروں کی بارش کا عذاب. 200
❀ دسویں حدیث ...... مندرجہ بالا حدیث کی تفصیل 201
❀ گیارھویں حدیث ...... صوم وصلاۃ بھی اس عذاب کو نہ ٹالیں گے 202
❀ بدعمل علماء 203
❀ دلوں سے خوف جاتا رہے گا 204

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ بارہویں حدیث...... زلزلے آئیں گے 204
❀ میوزک کی تان شیطانی اعلان ہے 205
❀ تیرہویں حدیث...... چوپایوں کے گلے کی گھنٹیاں بھی ساز ہے 206
❀ چودہویں حدیث...... جھانجن بھی ساز ہے 207
❀ پندرہویں حدیث...... جہاں ساز بجے وہاں شیطان ہوتا ہے 208
❀ سولہویں حدیث...... جہاں ساز بج رہا ہو وہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم 208
❀ سترہویں حدیث...... بدر میں نزول ملائکہ میں حائل رکاوٹ کیسے دور ہوئی 209
❀ مجوزین کی ایک بے وزن دلیل کا تجزیہ 210

مزامیر کی بابت ائمہ اربعہ کا فتویٰ

❀ امام مالک کا فتویٰ 212
❀ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ 213
❀ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا فتویٰ 218
❀ مقتدائے فرقہ رضا خانیہ کا فتویٰ 218
❀ نظام الدین اولیاء کا فتویٰ 219
❀ امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ 221
❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ 225
❀ آواز و ساز شیعہ علماء کی نظر میں 226
❀ جملہ فقہائے امت کا متفقہ فتویٰ 231
❀ جس تقریب میں گناہ ہو رہے ہوں 233
❀ حرفِ آخر 235

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النور: ۱۹)

''اس میں شک نہیں کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں فحاشی فروغ پائے ان کے لیے دنیا میں بھی تکلیف دہ عذاب ہے اور آخرت کے دن بھی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

آج ہمارے معاشرے میں رقص و موسیقی اور فحاشی وعریانی نے پوری قوت سے ڈیرے لگا رکھے ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اس کے اثرات سے محفوظ رہا ہو۔ مسجد میں، جو فقط اللہ کی عبادت اور اس کے حضور سربسجود ہونے کے لیے خاص ہیں، وہاں پر بھی موبائل اور گھڑیاں بھرپور طور پر موسیقی کے رنگا رنگ ساز پیش کرتی ہیں۔ جلتی پر تیل کا کام وہ علمائے سوء کر رہے ہیں جو خانہ ساز دلائل کے ساتھ رقص و موسیقی کے جواز کے فتوے جاری فرما رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اسے روح کی تسکین قرار دے رہے ہیں، خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور قوم کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ رقص و موسیقی کے حوالے سے شرعی دلائل پیش کر کے قوم کو جہنم میں گرنے سے بچایا جائے۔ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی طرف سے اس زبردست یلغار کا مقابلہ کیا جائے۔

مولانا محمد حسین کلیم رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب ''حرمت آواز و ساز'' اس موضوع پر بہترین تحریر ہے۔ یہ کتاب مرکز کی طرف سے مولانا مرحوم کی زندگی میں بھی شائع ہوئی بلکہ اس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جماعت کی تربیت گاہوں میں بطور نصابی کتاب کے شامل تھی۔ کافی عرصہ سے ناپید تھی، نیز کتاب میں کچھ فنی کمزوریاں بھی تھیں۔ کئی ماہ مسلسل اس پر کام کر کے اسے جدید قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں فضیلۃ الشیخ عبدالولی استاذ جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے نے کتاب کی تخریج و تہذیب کا فریضہ ادا کیا۔ جس پر ادارہ ان کا بے حد مشکور ہے۔ دارالاندلس کے شعبہ ریسرچ کے احباب بھائی محمود الحسن اسد اور بھائی اشتیاق احمد نے بھی خوب محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

اس کتاب کا یہ حق ہے کہ اسے ہر مسلمان پڑھے۔ اپنے بیوی بچوں اور دوست احباب کو پڑھائے تاکہ ہر مسلمان فحاشی و عریانی اور آواز و ساز کی لعنت سے محفوظ ہو اور صراط مستقیم پر چلنے کی سعی کرے۔

اللہ تعالیٰ اسے سب کے لیے نافع بنائے۔ خصوصاً مؤلف مرحوم اور ان کے ورثاء کے لیے اسے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین!

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ''دارالاندلس''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسنون خطبہ

«إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

---

① آل عمران: ۱۰۲/۳۔ ② النساء: ۱/۴۔ ③ الاحزاب: ۷۰/۳۳۔ ۷۱۔
④ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب خطبته ﷺ فی الجمعة: ۱۵۳/۶۔ ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة۔ نسائی، کتاب صلاة العیدین باب کیف الخطبة۔ ابن ماجه، باب اجتناب البدع والجدل۔ دارمی، باب اتباع السنة۔ مسند احمد: ۱۲۷/۴۔ ۱۲۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔''

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے (جس کے نام پر) تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو (بچو)۔ بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔''

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدعائے نگارش

رب ذوالجلال نے اس کائنات کو سرمایۂ حسن و جمال سے مالا مال پیدا کیا ہے۔ مرغزاروں کی سحر آفرینیوں سے کون بے خبر ہے؟ موسمِ خزاں میں لباسِ برگ ہائے سے عریاں پیڑوں کی جاذبیت کون نہیں جانتا؟ موسمِ بہار میں نرم و نازک، تر و تازہ اور ہری بھری کونپلوں کی رعنائی کسے نہیں بھاتی؟ برکھا رت کا اپنا رنگ ہے۔ موسمِ گرما کا اپنا انداز ہے۔ موسم سرما کی اپنی کیفیت ہے۔ صحرا اک دوسرا ہی سماں پیش کرتے ہیں۔ کوہساروں کا سب سے جدا نظارہ ہے۔ وہاں کی آبشاروں کا اک منفرد زمزمہ ہے۔ تاروں بھری رات اپنی سرمستیوں سے عجیب ہی کیف پیدا کرتی ہے۔ چاند اپنی خوشگوار تب و تاب سے سمندر تک کو آپے سے باہر کر دیتا ہے۔ شہزادۂ مشرق جب حیات بخش کرنوں کے ساتھ نوید صبح سناتا بڑھتا چلا آتا ہے تو تمام تر نرالا پیغامِ فرحت لاتا ہے۔ بوقتِ باراں جب سورج کی شعاعیں بوندوں سے شیر و شکر ہوتی گزرتی ہیں تو شوخ و شنگ عروسی ملبوسات زیب تن کیے نو بیاہتا دلہن کی طرح رنگ برنگا ہنڈولا سب لوگوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ دیکھیے تو، رب کائنات نے بوقت تخلیق حسن ورعنائی، خوبی ولطافت اور زیبائش وجمال کو کس قدر ملحوظ رکھا ہے۔

بلاشبہ یہ جہاں رعنائیوں کا مرقع ہے لیکن حضرت انسان، رَبِّ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ کی تخلیق کا شاہکار ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾ (التين: ٤)

''ہم نے انسان کو یقیناً سب سے زیادہ خوش شکل پیدا کیا۔''

اور اس کے جمال وکمال کے سامنے ہر رعنائی وتوانائی ہیچ۔ اس کے فطری حسن کو دیکھ کر مرغ ومور اور کبک وتیہو بے قیمت نظر آتے ہیں۔ اس کی لے سے محظوظ ہونے والے کو بلبل کے سہانے بول اور کوئل کی کیف آور کوکو ناچیز لگتی ہے۔ شیروں نے اس کی دلاوری کا لوہا مانا اور فرشتے اس کی عظمت کے حضور سجدہ ریز ہوئے اور علم وحکمت میں تو اس کی گردِ پا کو بھی نہ پا سکے:

قَالُوا۟ سُبْحَـٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ﴿٣٢﴾ (البقرة: ٣٢)

''بولے! تو پاک ہے، ہمیں تو اسی قدر معلومات ہیں جو تو نے سکھا دیں۔''

پھر خالقِ جمال ونفاست نے انسان کو حسین وجمیل ہی پیدا نہیں فرمایا، بلکہ حسن ورعنائی کو برقرار رکھنے کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا:

إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً ﴿٣٠﴾ (البقرة: ٣٠)

''میں زمین پر ایک نائب بنانے کو ہوں۔''

اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور:

وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَـٰحِهَا ﴿٥٦﴾ (الأعراف: ٥٦)

''زمین کو آراستہ کر دیا جانے کے بعد اس میں بگاڑ نہ پیدا کرو۔''

اس پر نص صریح ہے۔ کیونکہ انسان کے شرمناک کرتوتوں کی وجہ سے بارشیں رک جاتی ہیں، پہاڑوں کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں، دھرتی اناج اگلنا بند کر دیتی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھول سے چہرے بھوک کے مارے کملانے لگتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ زلزلے ہنستے بستے شہروں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے ہیں:

وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا۟ فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا ٱلْقَوْلُ فَدَمَّرْنَٰهَا تَدْمِيرًا ﴿١٦﴾ (الإسراء: ١٦)

''اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو (فواحش پر) مامور کر دیا تو وہ (بجائے نیکی والی راہ اختیار کرنے کے) نافرمانیاں کرتے رہے پھر اس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا (چنانچہ ان پر حجت پوری ہو گئی) اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔''

انسان کو حکم تو یہ ہوا ہے کہ وہ افزائش جمال کے لیے کوشاں رہے لیکن جب اس کے برعکس وہ اس جہان کی ویرانی کا موجب بنتا ہے تو پھر رب العالمین اس پر سخت ناراض ہو جاتا ہے اور دوزخ کی انتہائی گہرائیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں:

ثُمَّ رَدَدْنَٰهُ أَسْفَلَ سَٰفِلِينَ ﴿٥﴾ (التین: ٥)

انسان کے جو کرتوت آباد دھرتی کو کھنڈرات میں تبدیل کرنے کا موجب بنتے ہیں ان میں سے ایک ہولناک گناہ ساز و آواز بھی ہے۔ اس لیے کہ یہ نفاق کو پروان چڑھاتا ہے اور نفاق ایمان و یقین کا دشمن، یہ باعث گمراہی ہے اور گمراہی رحمتِ رب تعالیٰ سے محرومی۔ اس سے فحاشی راہ پاتی ہے اور فحاشی شیطان سے انتہائی قرب کی راہ۔ یہ شراب کے سے اثرات کا حامل ہے اور شراب امن و آشتی کا قاتل۔ سماع و ساز حیا کو نیست و نابود کر دیتا ہے اور شرم و حیا اور ایمان لازم و ملزوم۔ یہ گناہ شرک و بدعت کے بعد کبائر میں سرِفہرست ہے اور ارتکابِ کبائر اللہ سبحانہ سے دشمنی مول لینا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث میں مطربوں اور مغنیوں کی سخت مذمت آئی ہے۔ اسلامی عدالت میں ان لوگوں کی گواہی معتبر نہیں یعنی یہ لوگ اسلام کی تعلیمات کے مطابق انتہائی ذلیل ہیں۔ قرآن و حدیث کی ہدایات کے مطابق یہ شیطانی گروہ کے ممبر ہیں۔ ان کا دھندا نہایت مکروہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھناؤنا ہے۔ ان پر اللہ ذوالجلال کی لعنت ہے، یہ لوگ مر جائیں تو نمازِ جنازہ یعنی دعائے مغفرت کے مستحق نہیں۔ ان سے کسی قسم کی ہمدردی رکھنا بھی اللہ ذوالجلال کو سخت ناپسند اور ان کے خلاف پوری پوری محاذ آرائی نہایت مؤکد حکم ہے۔

ائمہ دین پر بہتان کہ وہ سماع کے جواز کے قائل تھے، کی بھی قلعی کھول دی گئی ہے۔ سنی، شیعہ دونوں مکتبِ فکر کے مفسرین، محدثین اور ائمہ کرام راگ وساز کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ دونوں مکتب خیال کے فحول علماء نے صرف شادی بیاہ کے موقع پر اور وہ بھی دف کی حد تک اور پاکیزہ اشعار کی شرط کے ساتھ اجازت دی ہے۔

ضمناً چند دوسرے مسائل بھی آ گئے ہیں مثلاً اللہ سبحانہ کا جاہ وجلال، اس کے حضور انبیاء کا عجز و نیاز، قرآن وسنت میں انبیاء کا علو مرتبت، حدیث کا وحی ہونا اور کتاب وسنت کا آپس میں گہرا تعلق وغیرہ...... اور جیسا کہ آج کل اسکالرز کا طریقہ ہے کہ صرف عنوانِ مقالہ تک محدود رہا جائے، ہم نے اس کا التزام اس لیے نہیں کیا کہ ہمارے سامنے علمی کاوش نہیں بلکہ بڑا مقصود بدعملی سے ڈرانا اور تقویٰ وطہارت والی زندگی بسر کرنے کا داعیہ پیدا کرنا تھا ((وَ مَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ))

کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں راگ کی برائی مذکور ہے۔ دوسرے جزو میں باجوں کی مذمت۔ نیک شگون سنت رسول ہے۔ یہ سطور یعنی تتمۂ کتاب ۱۷ رمضان المبارک کو لکھی گئیں جن تاریخوں میں اسلام کی پہلی جنگ یعنی جنگِ بدر لڑی گئی۔ یہ اتفاقاً ہوا جیسا کہ غزوۂ بدر۔ کیا معلوم بدر کی لڑائی کی طرح اس کمزور سی کوشش کے دوررس نتائج برآمد ہوں۔

((وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ))

محمد حسین کلیم

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا حصہ

حُرمتِ سماع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت سماع

ٹیلی ویژن سائنس کی عصر حاضر کی حیران کن ایجاد ہے۔ اسے اگر تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا، جیسا کہ بیدار اقوام عالم کر رہی ہیں، تو اس سے بے پناہ فوائد حاصل کیے جا سکتے تھے لیکن افسوس صد افسوس کہ مسلمان ممالک بشمول عرب دنیا کے ٹی وی کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ مقام عبرت ہے کہ بھارت کا ہندو، جن کے دھرم سے گانے بجانے کا چولی دامن کا ساتھ ہے، وہ تو اپنے نونہالوں کو ٹی وی پر اسلحہ اور ہوائی جہاز بنانے کی تربیت دیں اور جس ملت میں سترہ برس کی نوخیز عمر میں ایک جابر ہندو راجہ داہر کے راج کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والا محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ گزرا ہے اور پھر یہ نوخیز جرنیل اپنے مرکز سے ہزار ہا میل دور ہے اور ہندو راجہ اپنی راجدھانی میں، جس ملت اسلامیہ نے ایسے سپوت پیدا کیے اس ملت کے نونہالوں کو ٹی وی پر ''سنگ سنگ چلیں'' اور ''بازیچہ'' پروگراموں میں راگ و ساز کی تربیت دی جا رہی ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اے مسلمان بھائی! کیا تجھے معلوم ہے کہ ان نونہالوں کی تربیت کی تیرے اوپر کیا ذمہ داری ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ﴿٦﴾ (التحریم:٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اے ایماندارو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچانے کی فکر کرو۔“

اور حدیث پاک میں ہے:

((اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ زَوْجِھَا وَ وَلَدِہٖ وَ ھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ))[1]

”سنو! تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی اور بیگم اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگران ہے، اس سے ان کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔“

یاد رکھنا:

تیرا بچہ جسے اللہ سبحانہ نے تیرے گھر میں خالص مسلمان پیدا کیا تیرے خریدے ہوئے ٹی وی پر ”سنگ سنگ چلیں“ اور ”بازیچہ“ پروگرام دیکھ دیکھ کر اگر میوزک کا دلدادہ بن گیا اور ڈانس کا ماہر ہوگیا تو یہ سارا گناہ تیرے اور تیری بیگم کے سر ہوگا جنہوں نے اس کے لیے ٹی وی کی شکل میں غلط استاد مہیا کیا، حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ کَمَا تُنْتَجُ الْبَھِیْمَۃُ بَھِیْمَۃً جَمْعَاءَ ھَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْھَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ یَقُوْلُ فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ))[2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم: ۷۱۳۸ (حدیث میں اختصار کیا گیا ھے)۔ صحیح المسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل: ٤٧٢٤ ـ

[2] صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الروم: ٤٧٧٥ ـ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود: ٦٧٥٥ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نومولود دین اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اس کے ماں باپ یا تو اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی یا مجوسی، جس طرح چوپایہ مکمل اعضاء والا پیدا ہوتا ہے۔ کبھی تم نے کٹے کانوں والا پیدا ہوتا دیکھا؟ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھتے ”اللہ کا وہ دین جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کے دین کو بدلنا بالکل نہیں، یہی بالکل درست دین ہے۔“

میرے عزیز! تو تو مر کر دفن ہو چکا اور تیرا جسم مٹی بن چکا ہوگا لیکن تیرا یہ صاحبزادہ ٹیلی ویژن کے عشقیہ ڈرامے دیکھ دیکھ کر عشق لڑانے کا ماہر ہوگا یا چوری ڈکیتی میں کائیاں ہوگا یا میوزک کا استاد ہوگا یا ڈانس میں یکتا ہوگا، اگر ان گناہ کے کاموں میں امتیازی درجہ حاصل نہ کرے گا تو یہ کام اس کی سرشت میں تو ضرور داخل ہو جائیں گے اور اس کی فطرت بدلنے کا ذمہ دار تو اور تیری بیگم۔ چنانچہ تمہارے مر جانے کے بعد یہ بچہ ٹیلی ویژن پر سیکھے ہوئے غلط کام کرے گا اور اس کے گناہ تمہارے نامۂ اعمال میں بھی درج ہوں گے۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ))①

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا نامۂ اعمال لکھا جانا بند ہو جاتا ہے سوائے تین طرح کے عمل کے۔ ① صدقہ جاریہ ② یا وہ علم جس سے استفادہ کیا جائے ③ یا نیک بیٹا جو اس (یعنی ماں یا باپ) کے لیے دعا کرے۔“

① صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان ...... الخ: ۴۲۲۳۔ ابوداؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الصدقة عن المیت: ۲۸۸۰۔ نسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة عن المیت: ۳۶۸۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی کا ازالہ:

او میرے عزیز! کبھی یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ مرنے کے بعد صرف نیکی ہی نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے گناہ نہیں لکھا جاتا۔ نہیں برادرم! حدیث میں گو نیکیوں ہی کا ذکر ہے تاہم ضمناً یہ مطلب ہے کہ اگر اپنے پیچھے برائی چھوڑ کر جائے گا تو برائی بھی نامۂ اعمال میں درج کی جائے گی۔ اگر کوئی مسجد بنوا جاتا ہے تو اسے ثواب پہنچتا رہے گا۔ اگر سینما گھر بنوا جاتا ہے تو گناہ پہنچے گا۔ اگر دین کی باتیں سکھا کر مرا یا نیکی پھیلانے والی کتابیں لکھ کر وفات پائی تو جو جو لوگ ان سے استفادہ کریں گے اس استاد اور مصنف کو مرنے کے بعد بھی نیکیاں ملیں گی اور اگر میوزک کی تعلیم دے کر گیا یا گانے ریکارڈ کروا کر مرا تو مرنے کے بعد بھی اس کے پیچھے چھوڑے ہوئے گناہ اس کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ اسی طرح اولاد کو اگر نیک راہوں پر چلا کر دنیائے فانی کو روانہ ہوا تو مرنے کے بعد بھی اسے خراج تحسین وصول ہوتا رہے گا اور اگر اسے گناہوں کے دلدل میں پھنسا کر قبر میں پہنچا تو اس کے فرزند کے کیے ہوئے گناہوں کی پھٹکار کی بارش مرنے کے بعد بھی اس پر جاری رہے گی۔ اس حدیث نبوی میں تو ضمناً ان باتوں کا ذکر ہے۔ دوسری حدیث میں صراحت سے مذکور ہے:

((عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ...... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِمْ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ لَا يُنْقَصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ))①

"حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا...... تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں میں اچھا طریقہ رواج دیتا ہے جس پر اس کے مرنے کے بعد بھی عمل ہوتا

① صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة : ٦٨٠٠۔ جامع الترمذی، ابواب العلم، باب فی من دعا الی هدی فاتبع : ٢٦٧٥ وابن ماجه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے ایسے شخص کو اس طریقے پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور یہ ثواب ان لوگوں کے ثواب میں سے نکال کر نہیں دیا جاتا اور جو شخص مسلمانوں میں برا طریقہ جاری کرتا ہے جس پر اس کے مرنے کے بعد بھی عمل کیا جاتا رہتا ہے، اسے اس برائی پر عمل کرنے والے سب لوگوں کے برابر گناہ ملتا ہے اور یہ گناہ ان لوگوں کے گناہوں میں سے نہیں دیا جاتا۔"

ایک دوسرے ارشاد نبوی ﷺ میں یوں وارد ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (ابْنِ مَسْعُوْدٍ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ)) ①

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کسی شخص کو بلا وجہ قتل کر دیا جاتا ہے تو (قاتل کو گناہ ملنے کے علاوہ) حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی اس قتل کا گناہ پہنچتا ہے، کیونکہ سب سے پہلے اسی نے قتل کا طریقہ نکالا۔"

اب میرے مسلمان برادر! فیصلہ تیرے اور تیری بیگم پر ہے۔ اگر چاہو تو اپنے لخت جگر کو ٹیلی ویژن کے حیا سوز پروگرام دکھا کر اور اسے میوزک اور ڈانس کی تعلیم دلا کر مرنے کے بعد بھی اپنے نامۂ اعمال میں گناہ درج کرانے کا انتظام کر لو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا بیٹا میوزک وغیرہ میں نام پیدا کر لے اور دوسروں کا استاد بن کر ابھرے۔ ایسی صورت میں اس سے سبق پڑھنے والوں کا گناہ بھی احادیث کی رو سے آپ دونوں کے کھاتے میں چڑھایا جائے گا۔

اور اگر چاہو تو اسے نیکی و پارسائی کی راہوں پر ڈال کر اپنے مرنے کے بعد دنیا سے نیکیاں وصول کرنے کا بندوبست کر لو۔ بات سیدھی سادی ہے اور فیصلہ کرنا بہت آسان۔

① صحيح البخاري، كتاب الانبياء : ٣٣٣٥ـ صحيح مسلم، كتاب القسامة والمحاربين، باب بيان اثم من سن القتل : ٤٣٧٩ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راگ سخت حرام ہے:

اللہ تعالیٰ کے پاس سے سچا مسلمان آنے والے آپ کے فرزند کو ''سنگ سنگ چلیں'' اور ''باز بچہ'' میں جو تعلیم دی جاتی ہے اسلام میں کس قدر ناجائز اور سخت گناہ ہے، آپ اس سے غافل ہیں۔ افسوس کہ آپ کاروبار میں پیش آنے والے مقابلوں سے تو غافل نہیں رہتے اور نہ بچوں کو دنیاوی تعلیم دلانے اور کاروبار کے نشیب و فراز سکھانے سے غافل رہتے ہو لیکن ابدی زندگی آپ بڑی غفلت یا فراخدلی سے تباہ کر رہے ہیں۔ آپ کو اس کا احساس کیوں نہیں؟ ٹیلی ویژن پر آپ کو جو تفریح مہیا کی جاتی ہے یا جو آپ کے بچوں کو سبق پڑھایا جاتا ہے اس کے بارے میں قرآن و حدیث کی جو ہدایات ہیں وہ سنیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ ٱلْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٦﴾ (لقمان: ٦)

''اور لوگوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو بے ہودہ گفتگو خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے نادانی میں گمراہ کریں اور اسے مذاق بنا لیتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذی اپنی کتاب جامع الترمذی میں، جسے محدثین اہل السنۃ نے کتب ستہ میں شمار کیا ہے، ایک روایت لائے ہیں:

((عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الْقَيْنَاتِ وَ لَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَ لَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَ لَا خَيْرَ فِی تِجَارَةٍ فِيْهِنَّ وَ ثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ فِیْ مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ...... الآية))[1]

[1] ''ضعیف'' جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع المغنیات: ۱۲۸۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''گلوکارائیں نہ تو بیچو اور نہ ہی انہیں خریدو اور نہ ہی انہیں گانے کا فن سکھاؤ اور ان کی تجارت کرنے میں قطعاً کوئی بھلائی نہیں اور ان کی قیمت رزق حرام ہے۔ ایسی ہی قباحتوں کے بارے میں یہ آیت ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَھۡوَ الۡحَدِیۡثِ﴾ نازل ہوئی۔''

امام ترمذی یہ حدیث تفسیر سورۂ لقمان (ابواب التفسیر: ۳۱۹۵) میں بھی لائے ہیں لیکن اسی سند سے اور اس سند میں علی بن یزید ہے جسے محدثین نے منکر و متروک بتایا ہے۔ اس بنیاد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض لوگوں نے راگ اور ساز کے معاملے میں لچک دکھائی ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول وارد ہے جو کہ بالکل صحیح سند سے ہے:

((حَدَّثَنَا عَمۡرُو بۡنُ عَلِیٍّ قَالَ ثَنَا صَفۡوَانُ بۡنُ عِیۡسٰی قَالَ اَخۡبَرَنَا حَمِیۡدٌ اَلۡخَرَّاطُ عَنۡ عَمَّارٍ عَنۡ سَعِیۡدِ بۡنِ جُبَیۡرٍ عَنۡ اَبِی الصَّھۡبَآءِ اَنَّہٗ سَأَلَ ابۡنَ مَسۡعُوۡدٍ عَنۡ قَوۡلِ اللّٰہِ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشۡتَرِیۡ لَھۡوَالۡحَدِیۡثِ قَالَ الۡغِنَاءُ)) ①

''(امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں) ہمیں بتایا عمرو بن علی نے (وہ کہتے ہیں) ہمیں بتایا صفوان بن عیسیٰ نے (وہ کہتے ہیں) ہمیں حمید الخراط نے خبر دی عمار سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابوالصہباء سے، انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس آیت و من الناس سے کیا مراد ہے؟ بولے ''گانا''۔

یہی روایت امام حاکم اپنی کتاب المستدرک میں لائے ہیں، کہتے ہیں:

---

① جامع البیان: ۱۱/ ۶۰ سورۃ لقمان آیت: ۶۔ تفسیر الطبری: جزء ۲۱، ص ۳۹، ۴۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھجری "صَحِیۡحٌ موقوفاً" المستدرك للحاکم ۲/ ۴۱۱۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا، ذھبی نے اس کی موافقت کی۔ حافظ ابن قیم نے اغاثة اللھفان: ۱/ ۲۴۸) اور شیخ البانی نے تحریم آلات الطرب: ۱۰/ ۱۴۳ میں اس کو صحیح کہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”حَدَّثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثَنَا بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ الْقَاضِيْ ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى الْقَاضِيْ“

اس کے بعد وہی سند ہے جو آپ نے طبری کے حوالے میں پڑھی اور وہی روایت ہے۔ روایت کے آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب ہے: ”هُوَ وَاللّٰهِ الْغِنَاءُ“ ”اس سے مراد اللہ کی قسم! گانا ہے۔“ اس کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ“ یعنی اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

پھر اس کی تصحیح کرنے میں امام حاکم اکیلے نہیں بلکہ فن رجال کے استاد علامہ ذہبی مستدرک کے خلاصہ میں لکھتے ہیں: ”صَحِيْحٌ، حَمِيْدٌ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ صَالِحُ الْحَدِيْثِ“ (1)

علاوہ ازیں استاد الحدیث علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تحفۃ الاحوذی“ میں لکھتے ہیں:

((وَاَخْرَجَ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ بِاَسْنَادٍ صَحِيْحٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ قَالَ الْغِنَاءُ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ)) (2)

”اور امام ابن ابی شیبہ صحیح سند سے لائے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو بولے، اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اس سے مراد گانا ہے۔“

اور طبری کی ایک روایت میں ہے کہ یہ بات قسم کھا کر تین مرتبہ کہی۔ (3)

غرضیکہ:

سورۂ لقمان کی مذکورہ بالا آیت راگ و ساز ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی تفسیر

(1) المستدرك مع التلخيص: ٢/ ٤٠١ مكتب المطبوعات الاسلامية حلب ۔
(2) تحفة الأحوذي: ٤/٥٧١، ح ١٢٨٢ ۔ (3) طبری: ص ٣٩ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔[1] اور ان اقوال نے ترمذی کی مذکورہ بالا مرفوع حدیث کی تائید کر دی...... اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ راگ گمراہ کرنے کا باعث ہے اور جو کام گمراہ کرے وہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

راگ باعث گمراہی کیوں؟

پہلی وجہ:

اس لیے کہ اس سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ)) [2]

”راگ (مسلمان کے) دل میں نفاق کو اس طرح بڑھاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو بڑھاتا ہے۔“

اور امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً لائے ہیں۔ اس میں البقل کے بجائے الزرع کا لفظ ہے جس کا معنی کھیتی ہے۔[3]

غرضیکہ راگ نفاق کا بیج بوتا ہے اور پھر مسلسل اسے پروان چڑھاتا ہے اور نفاق ایمان کی ضد ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے:

---

① تفسیر ابن جریر الطبری : ۲۱/۴۰۔

② ”ضعیف“ ابن ابی الدنیا فی ذم الملاھی ۱/۵۔ سنن ابی داؤد : ۴۹۲۷۔ الضعیفة للألبانی۔

③ الجامع الصغیر حرف الغین، ص: ۷۳ جلد دوم۔ اور مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع کراچی، ص: ۴۱۱، نیز دیکھو علامہ نواب صدیق الحسن کی عرب و عجم میں مشہور کتاب الدین الخالص النصیب الآخر ص ۵۹۵ مطبوعہ مطبع انصاری دھلی ۱۳۱۱ ھجری۔ نواب صاحب رحمہ اللہ اسے ابن ابی الدنیا کے حوالے سے مرفوعاً بھی لائے ھیں اور ابن مردویہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوفاً بھی۔ موقوفاً صحیح اور مرفوعاً ضعیف جیسا کہ گزرا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَ مَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))①

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں چار عادتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس شخص میں ان میں سے ایک عادت ہوگی وہ ایک عادت میں منافق ہوگا جب تک کہ وہ عادت چھوڑ نہ دے (۱) اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ (۴) جھگڑے تو گالیاں بکے۔“

ایمان سے کورا مسلمان:

امام ترمذی نے یہ حدیث درج کرکے اس پر یہ تبصرہ فرمایا ہے:

((وَاِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَ اِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِيْبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا رُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ شَیْءٌ مِنْهُ))②

”محدثین کی نظر میں اس سے مراد عمل کا منافق ہے کیونکہ عقیدے کا منافق صرف عہد رسالت میں پایا جاتا تھا۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ سے ایسا ہی اظہار خیال ملتا ہے۔“

لیکن امام نووی نے جو شرح مسلم میں درج فرمایا ہے دلائل کی رو سے وہ زیادہ صحیح نظر آتا

① صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامة المنافق : ۳٤۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب خصال المنافق : ۲۱۰۔

② جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب فی علامة المنافق : ۲٦۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

((وَحَكَى الْخَطَّابِيُّ قَوْلًا آخَرَ أَنَّ مَعْنَاهُ التَّحْذِيرُ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَّعْتَادَ هٰذِهِ الْخِصَالَ الَّتِي يُخَافُ عَلَيْهِ أَنْ تُفْضِيَ بِهِ إِلٰى حَقِيقَةِ النِّفَاقِ))[1]

''امام خطابی نے اس کا ایک اور مطلب نقل کیا ہے کہ اس سے مسلمان کو ڈرانا مقصود ہے تاکہ ان عادات سے دور رہے۔ ایسا نہ ہو کہ اگر وہ ان سے دور نہ رہا تو ممکن ہے کہ وہ واقعی منافق بن جائے۔''

یعنی آج بھی عقیدے کا منافق پایا جاسکتا ہے اور اس طرح کا منافق جناب رسول اللہ ﷺ کے وقت سے مختص نہیں اور اس پر حدیث بھی گواہ ہے، تاریخ بھی اور مشاہدہ بھی۔ حدیث ایک تو اوپر گزری کہ گانا نفاق پیدا کرتا ہے اور گانا جناب رسول اللہ ﷺ کے ہی وقت میں نہ تھا بلکہ آج عین عروج پر ہے۔

دوسری حدیث حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَ يَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَ يَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَ يَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا))[2]

''جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں۔'' پوچھا گیا کہ کیا مومن میں بخل کی عادت پائی جاسکتی ہے؟ فرمایا: ''ہاں'' پھر سوال ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا مومن میں دروغ گو ہونے کا وصف پایا جاسکتا ہے؟ فرمایا: ''نہیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

((عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى

[1] شرح مسلم للنووی: ۲/۲۳۶، حدیث: ۲۱۱۔

[2] مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ مؤطا الامام مالك، باب ماجاء فی الصدق و الكذب: ۱۹۔ شعب الایمان للبیهقی: ۴۸۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ))①

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن میں جھوٹ اور خیانت کے علاوہ ہر بری عادت ہو سکتی ہے۔"

اس کے علاوہ قرآن حکیم میں ہے:

إِنَّمَا يَفْتَرِي ٱلْكَذِبَ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ (النحل: ١٠٥)

"جھوٹ صرف وہی لوگ گھڑتے ہیں جن کا اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں اور صرف اور صرف یہی لوگ جھوٹ بولنے والے ہیں۔"

اور حدیث پاک میں وارد ہے:

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا خَطَبَنَا نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا قَالَ :لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ))②

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا آپ نے یہ ضرور کہا کہ جسے امانت کا دھیان نہیں اس میں ایمان نہیں اور جو وعدے کا لحاظ نہ رکھے وہ دین سے خالی ہے۔"

یہ تمام احادیث اور آیات واضح کرتی ہیں کہ وہ نفاق جو ایمان کے منافی ہے صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے خاص نہیں۔ بلکہ یہ حدیث تو واضح فیصلہ کر دیتی ہے جس کے بعد کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ آپ کے زمانے کے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے جو بظاہر صاحب ایمان نظر آئیں گے لیکن ان میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ وہ حدیث یہ ہے:

---

① ضعیف ۔ الضعیفة للألباني: ٣٢١٥۔ مسند احمد : ٢٥٢/٥ ۔ ضعیف الجامع الصغیر: ٦٤٣١۔

② "صحیح" مسند احمد : ١٣٥/٣ ۔ صحیح الجامع الصغیر: ٧١٧٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ وَ لَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ))①

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مسلمانو! تم میں سے جو بھی برائی ہوتی دیکھے وہ اسے ہاتھ سے ختم کردے۔ اتنی قوت نہ ہو تو برائی کے خلاف آواز بلند کرے اور اگر یہ جرأت بھی نہ کر سکے تو دل میں اس برائی کے خلاف نفرت رکھے اور یہ انتہائی کمزور ایمان ہے۔“ اور ابن مسعود کی روایت میں یہ ہے کہ ”اگر اتنا بھی نہیں تو اس کے دل میں رائی جتنا بھی ایمان نہیں۔“

ظاہر ہے کہ برائی اور برائی کے خوگر جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی رہے اور ہمیشہ بڑھتے ہی جائیں گے۔ ان سے جہاد نہ کرنے والا ازروئے صحیح حدیث مسلمان کہلانے اور مسلمانوں میں شمار ہونے کے باوجود ایمان سے خالی ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کی بھی شاید کوئی بعید از قیاس تاویل کرنے کی کوشش کرے، لیکن مندرجہ ذیل حدیث بالکل دوٹوک ہے:

((فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَ صِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ ...... قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِیْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَنَا مَعَهٗ))②

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون النهی عن المنکر من الایمان ...... الخ، ۴۹، ۵۰۔
② صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام: ۳۶۱۰۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج و صفاتهم: ۲۴۵۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کے ایسے ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نماز ان کی نماز کے مقابلے کم تر خیال کرو گے اور ان کے روزے رکھنے کی نسبت اپنا روزہ فروتر سمجھو گے وہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ بایں ہمہ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے آر پار نکل جاتا ہے...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور میں ان کے ساتھ تھا۔"

ان کے بارے میں خود جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس طرح تیر یا گولی شکار میں سے پار نکل جاتی ہے اور اسے شکار کا خون تک نہیں لگتا ایسے ہی یہ لوگ باوجودیکہ بظاہر سخت پابند صوم وصلاۃ ہوں گے تاہم دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جیسے تیر یا گولی شکار میں سے یعنی دین وایمان سے صاف کورے ہوں گے۔

آپ کی یہ پیش گوئی خارجیوں کے بارے میں ہے اور خارجیوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جنگیں لڑیں اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھے۔ یعنی خارجیوں کا ٹولہ جناب رسول اللہ ﷺ کا زمانہ بیت جانے کے بعد پیدا ہوا اور ایمان سے بالکل خالی تھا۔ غرضیکہ یہ بات کہ بظاہر مسلمان اور باطن میں ایمان سے خالی لوگ صرف عہدِ رسالت میں ہی تھے، مرجوح ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ رہے اور رہیں گے۔

ایمان کی شان:

اور اس پر تاریخ اور مشاہدہ کے دلائل سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم صرف یہ عرض کرنے پر کفایت کرتے ہیں کہ راگ جس ایمان کے لیے سنگین خطرہ ہے وہ ایمان صاحب ایمان کے لیے کس قدر سود مند اور اس سے بہرہ مند کتنا ارجمند ہے اور ایمان کی دولت سے محروم کس حد تک کور بخت و بدنصیب اور اس کا انجام کتنا روح فرسا و مہیب ہے۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ ٱلسَّاعَةِ شَىْءٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى ٱلنَّاسَ سُكَٰرَىٰ وَمَا هُم بِسُكَٰرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ ٱللَّهِ شَدِيدٌ ﴿٢﴾ (الحج: ١، ٢)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ، قیامت (کے دن) کا زلزلہ یقیناً ہیبت ناک چیز ہے، جس دن تم اس کا مشاہدہ کرو گے (اس دن لوگوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ) ہر دودھ پلانے والی اس (بچے) سے بے خبر ہوگی جسے اس نے (اس دن تک) دودھ پلایا اور جو پیٹ سے ہوگی اس کا حمل ساقط ہو جائے گا اور لوگ تمہیں نشہ میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے (جسے دیکھ کر ان کی حالت غیر ہو جائے گی)۔''

اس دن کوئی قرابت دار کسی کا پرسان حال نہ ہوگا بلکہ اس خیال سے کہ میرا یہ قرابت دار کوئی نیکی نہ مانگ بیٹھے وہ اس سے راہ فرار اختیار کرے گا۔ قرآن حکیم میں ہے:

يَوْمَ يَفِرُّ ٱلْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِۦ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَٰحِبَتِهِۦ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ (عبس: ٣٤-٣٧)

''جس دن کہ انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا اور ماں اور باپ سے (بھی) اور بیگم اور بیٹوں سے (بھی) ہر شخص کی اس دن ایسی حالت ہوگی جو اسے (سب سے) بے خبر کر دے گی۔''

اپنے ایمان کو روحانی بیماریوں کی غارت گری سے بچانے والا ایسی کٹھن گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایت و نوازش کا مستحق ٹھہرے گا:

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا مَنْ أَتَى ٱللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ (الشعراء:٨٨،٨٩)

"جس دن کہ نہ تو مال کام آئے گا اور نہ ہی بیٹے۔ الا کہ کوئی شخص اللہ کے پاس (گناہ کی بیماریوں سے) تندرست دل (ایمان) لے کر آیا۔"

ان صاحب ایمان لوگوں کے چہروں پر اس دن مسرت و انبساط کی چمک ہوگی، اللہ رب العرش کی مہربانیاں ملاحظہ کر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلے گی۔ اللہ ذوالجلال نے فرمایا:

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾

(عبس:٣٨،٣٩)

"کچھ چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے، خنداں وشاداں ہوں گے۔"

بلکہ دولت ایمان کی بدولت ان کی دنیاوی زندگی کی آخری ساعت تکریم و عزت اور پیغام تہنیت کی ساعت پر مسرت ہوتی ہے۔ ادھر وہ آخری سانس لے رہا ہوتا ہے اور ادھر مژدہ جانفزا گوش گزار کیا جا رہا ہوتا ہے:

يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَٱدْخُلِى فِى عِبَٰدِى ﴿٢٩﴾ وَٱدْخُلِى جَنَّتِى ﴿٣٠﴾ (الفجر:٢٧-٣٠)

"اے پرسکون روح! اپنے رب کی جانب لوٹ چل دراں حالیکہ تو اس پر خوش وہ تجھ پر خوش۔ تو میرے (چہیتے) بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔"

لیکن ایمان کی نعمت بے بہا سے محروم دنیا و آخرت میں منحوس و شوم ہے۔ دل و دماغ پر مسائل و مصائب کا ہجوم، ہر گھڑی پریشان و مغموم، راحت سے ناآشنا، سکون سے بے بہرہ:

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًی وَ اَسُدَّ فَقْرَكَ وَ اِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدَيْكَ شُغْلًا وَ لَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ))[1]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! میری تابعداری میں یکسو ہوجا، میں تیرا دل اطمینان سے بھر دوں گا اور تیری ضرورت پوری کروں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے الجھنوں میں پھنسا دوں گا اور تیری ضرورت پوری نہیں کروں گا۔''

یہ ہے معنی نَفْسٌ مُّطْمَئِنَّةٌ (پر سکون روح) کا۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر یقین کرنے والا اور تابعداری کا دم بھرنے والا دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران اور احکام شریعت کو زبان سے سچا کہنے اور دل میں شکوک وشبہات رکھنے والا دنیا و آخرت میں خائب و خاسر۔

گو کہ بات ذرا طویل ہوگئی تاہم یہ سمجھنا ضروری تھا کہ جس ایمان کو راگ بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتا ہے وہ ایمان کس قدر و قیمت اور کیسی منزلت و مرتبت کی چیز ہے۔

خلاصۂ گفتگو:

پیچھے گزرنے والی آیات اور احادیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ '' لَهْوَ الْحَدِيْثِ '' سے مراد گانا ہے اور گانا، جیسا کہ حدیث نبوی اور صحابہ کے اقوال نے روشنی ڈالی، نفاق کا بیج بوتا، اسے اگاتا اور پروان چڑھاتا ہے۔ پھر نفاق ان گناہوں میں سے ایک ہے جو انسان کو ایمان کی دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔ یعنی گانا ایک دن مسلمان کو بے ایمان بنا دیتا ہے اور ایمان سے محرومی کا دوسرا نام گمراہی ہے۔ اس لیے اللہ سبحانہ نے فرمایا: ﴿لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ کہ وہ راگ (گلوکار، گلوکارہ، کیسٹ، ٹیلی ویژن وغیرہ) خریدتا ہے تاکہ جہالت کی وجہ سے اللہ کی راہ سے گمراہ کرے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ راگ گمراہی کا بہت بڑا سبب ہے اور راگ سننے کا عادی مسلمان شمار ہونے کے باوجود ایمان سے کھوکھلا ہے، بے مغز ہے۔

---

[1] ''صحيح'' صحيح الترمذی للالبانی ـ الصحيحة : ١٣٥٩ـ جامع الترمذی ، ابواب صفة القيامة : ٢٤٦٦ ـ سنن ابن ماجه ، ابواب الزهد، باب الهم بالدنيا : ٤١٠٧ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری وجہ:

راگ کے گمراہی کا سبب ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ راگ خالص شیطانی کام ہے۔ مسلم کی حدیث ہے:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ نَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالْعَرْجِ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ یُنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خُذُوا الشَّیْطَانَ اَوْ اَمْسِکُوا الشَّیْطَانَ لَاَنْ یَمْتَلِیَٔ جَوْفُ رَجُلٍ قَیْحًا خَیْرٌ لَہٗ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیَٔ شِعْرًا))①

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرج مقام پر جا رہے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک شعر گانے والا شعر گاتا ہوا نکلا تو آپ نے فرمایا کہ اس شیطان کو پکڑ لو۔ یا فرمایا کہ اس شیطان کو (اس کام سے) روکو۔ اگر کسی کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو یہ بات اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ اس کا پیٹ (دماغ) شعروں سے بھرا ہو۔“

ظاہر یہ ہے کہ اس شعر گانے والے پر اشعار حاوی اور مستولی ہو گئے تھے یعنی شعر و شاعری اس کا اوڑھنا بچھونا بن گیا تھا یا یہ کہ وہ اشعار ایسے الفاظ پر مشتمل تھے جو اسلام کے دائرۂ اخلاق سے متجاوز تھے۔ تبھی تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔ ورنہ وہ اشعار جو مذکورہ قباحتوں سے خالی ہوں وہ شرعاً ممنوع نہیں جیسا کہ اپنی جگہ پر یہ بات ثابت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ خود جناب حسان رضی اللہ عنہ سے مسجد نبوی میں برسرِ منبر دین کے دفاع میں پڑھے جانے والے اشعار سنتے تھے اور آپ ﷺ نے تو ان کے لیے دعا بھی فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ))②

”اے اللہ! ان کی حضرت جبریل علیہ السلام سے مدد فرما۔“

① صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی إنشاد الأشعار: ٥٨٩٥۔

② صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة: ٣٢١٢۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل حسان بن ثابت: ٦٣٨٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مطلق شعر بری چیز ہوتی تو آپ ہرگز ہرگز مسجد نبوی میں بیٹھ کر شعر نہ سنتے۔ ثابت ہوا کہ وہ شخص جسے آپ ﷺ نے شیطان فرمایا، غلیظ اور فحش اشعار گا رہا تھا اور خالص شیطانی کام کر رہا تھا یا پھر اس کا اوڑھنا بچھونا ہی شعر و شاعری تھا، اس لیے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے پکڑو، جانے نہ پائے۔ تو جو شخص بے ہودہ شعر گائے جس طرح کہ گلوکار اور گلوکارائیں فلم میں گاتے ہیں اور ٹیلی ویژن وغیرہ پر پروگراموں میں نشر کیے جاتے ہیں اور کیسٹوں میں ریکارڈ کرائے ہوئے ہیں، یہ تمام گویے مرد ہوں یا عورتیں مسلم اور مسند احمد کی احادیث کی رو سے شیطان ہیں اور حدیث میں ان سے اسی طرح پناہ مانگنے کا حکم ہے جیسے اس شیطان سے پناہ مانگی جاتی ہے جو جن کی نسل سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَجَلَسْتُ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ صَلَّیْتَ قُلْتُ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ قَالَ فَقُمْتُ فَصَلَّیْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْاِنْسِ شَیَاطِیْنُ قَالَ نَعَمْ))[1]

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا "ابوذر! نماز پڑھی؟" عرض کیا "نہیں جی" فرمایا: "اٹھو نماز پڑھو۔" چنانچہ میں اٹھا، نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: "ابوذر! انس و جن کے شیطانوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔" میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! کیا انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ فرمایا "ہاں۔""

ایسے انسانوں کو شیاطین اس لیے فرمایا کہ ان کی سوچ شیطانی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان سے کام بھی شیطانی سرزد ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسے انسان انسان ہوتے ہوئے بھی شیطان ہیں۔

---

[1] "ضعیف الإسناد" ۔ ضعیف سنن النسائی للألبانی : ٤٢٤ ۔ مسند احمد : ١٧٨/٥ ۔ سنن نسائی ۔ کتاب الاستعاذة ، باب الاستعاذة من شر شیاطین الانس : ٥٥٠٩ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم میں ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَ سَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ اِنْسٍ))①

"ان (حکمرانوں کے وقت) میں ایسے لوگ ابھریں گے جن کے جسم تو انسانی ہوں گے لیکن ان کے دل شیطانی ہوں گے۔"

ان انسانی روپ میں شیطانی قوتوں کی برائی قرآن حکیم میں بھی ہے، اللہ سبحانہ نے مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی پر جناب رسول اللہ ﷺ کو تشفی دیتے ہوئے فرمایا:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَٰطِينَ ٱلْإِنسِ وَٱلْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ ٱلْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغَىٰٓ إِلَيْهِ أَفْـِٔدَةُ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا۟ مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ (الأنعام: ١١٢، ١١٣)

"(جیسے یہ لوگ تم سے پیش آتے ہیں) اسی طرح ہم نے ہر نبی کے (شیاطین خصلت) انسان اور جن دشمن بنائے۔ وہ دھوکا دینے کی خاطر ایک دوسرے کو من موہ لینے والی من گھڑت باتوں کا اشارہ کرتے تھے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے، تو تم انہیں افتراء باندھتے رہنے دو تاکہ (ان کے من موہ لینے والے) جھوٹ کی طرف ان لوگوں کے دل جھکیں جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور تاکہ وہ لوگ اسے پسند کریں اور ان جیسے (غلط) دھندے کریں۔"

ان آیات سے معلوم ہوا:

۱۔ شیطان خواہ انسانی صورت میں ہو یا جن کی نسل سے بہر طور سب کا ایک ہی کام ہے اور وہ یہ کہ دھوکا دینے یعنی حقیقت سے دور رکھنے بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ سے پرے

① صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین: ٤٧٨٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹانے کی خاطر یہ شیاطین ایک دوسرے کو ایسی باتیں سمجھاتے ہیں جو انتہائی دلفریب اور من موہ لینے والی ہوتی ہیں۔

۲۔ اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے یعنی اللہ سبحانہ نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے چنانچہ دھمکی کے انداز سے فرمایا کہ انہیں افتراء بازیاں کر لینے دو ہم ان سے نبٹ لیں گے۔

۳۔ وہ شیاطین دلفریب باتیں اس لیے گھڑتے ہیں تاکہ ایمان کی دولت سے محروم دل والے لوگ ان دلفریب باتوں کی طرف جھکیں اور ان باتوں کو دل سے پسند کریں اور اس کے بعد وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرنے کا وہی دھندا اختیار کر لیں جو ان شیاطین نے اپنا رکھا ہے۔

اسی لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے جب اسے گاتے سنا تو برافروختہ ہو کر فرمایا کہ اس شیطان کو پکڑ لو۔ آپ کا مقصد تھا کہ اس کی گمراہی پھیلانے کی راہیں مسدود کر دی جائیں اور ذہنوں میں گندے اثرات پیدا کرنے کا راستہ روک دیا جائے۔

بجائے اس کے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتے جس میں آپ کا حکم ہے کہ برائی دیکھو تو اس کے خلاف بازو کی قوت استعمال کر کے اسے نیست و نابود کر دو یا اس کے خلاف زوردار آواز اٹھاؤ یا کم از کم اس سے نفرت کرو اور ان شیطان مردوں اور عورتوں سے جو گلوکاروں اور گلوکاراؤں کی صورت میں ہمارے معاشرے کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں، (ہم ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں) ہم نے ان شیطانوں کو ٹی وی، وی سی آر، کیسٹوں اور فلمی رسالوں کی شکل میں اپنے گھروں میں داخل کر لیا اور ان کے وہ گیت جو دلوں میں گناہ کے طوفان خیز وسوسے پیدا کرتے ہیں ہم نے غور سے سنے، انہیں پسند کیا اور جب بار بار یہ گیت سنے تو ہمیں یاد ہو گئے۔ پھر خود بھی گنگنانا شروع کر دیا اور یہ ایک فطری عمل ہے کہ جب کوئی بات بار بار سنی جائے تو وہ ذہن میں سما جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا رَفَعَ اَحَدٌ صَوْتَهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِغِنَاءٍ اِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِ شَيْطَانَيْنِ يَجْلِسَانِ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ يَضْرِبَانِ بِاَعْقَابِهِمَا عَلٰى صَدْرِهٖ حَتّٰى يُمْسِكَ)) ①

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص گانے کے لیے آواز گلے سے نکالتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ دو شیطان بھیج دیتا ہے وہ دونوں اس کے دونوں کندھوں پر بیٹھ جاتے ہیں، اپنی ایڑیاں اس کے سینے پر مارنے لگتے ہیں اور اس کے خاموش ہونے تک مارتے رہتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((اِذَا رَكِبَ الرَّجُلُ الدَّابَّةَ وَ لَمْ يُسَمِّ رَدِفَهُ الشَّيْطَانُ وَ قَالَ تَغَنَّهْ فَاِنْ كَانَ لَا يُحْسِنُ قَالَ لَهٗ تَمَنَّهْ)) ②

"جب کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو اس کے ساتھ شیطان بھی اس کے پیچھے سوار ہو جاتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ گانا گا، اگر اسے گانا نہیں آتا تو دنیاوی منصوبے بنانے کو کہتا ہے۔"

آج کاریں ہیں اور کار کے لیے ٹیپ ریکارڈ ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ ہم نے یہ بھی شیطان کی فرمائش پوری کر دی۔ گھر کی چار دیواری اور گھر سے باہر ہر جگہ ہم نے شیطانی قوتوں کا ساتھ دیا۔ اللہ سبحانہ جو کہ اپنے بندوں اور اپنی مخلوق پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اس نے تو ہماری بہتری کے لیے یہ فرمایا ہے:

وَمَن يَكُنِ ٱلشَّيْطَٰنُ لَهُۥ قَرِينًا فَسَآءَ قَرِينًا ﴿٣٨﴾ (النساء: ٣٨)

"اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو (یاد رکھو کہ) یہ بہت برا ساتھی ہے۔"

---

① رواہ ابن ابی الدنیا و ابن مردویہ ۔ "ضعیف جداً" حافظ عراقی نے تحریج احیاء علوم الدین اور علامہ طاہر پٹنی نے تذکرۃ الموضوعات : ص ١٩٧ میں اس کو ضعیف قرار دیا ھے۔ مجمع الزوائد : ١٢٠/٢۔

② شعب الإیمان للبیهقی : ٢٧٩/٤ ، رقم الحدیث : ٥١٠١ ۔ ابن ابی الدنیا روح المعانی : ٦٧/٢١۔ تلبیس ابلیس : ص ٢٣٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے ہمیں اس بات سے بھی آگاہ فرمایا کہ اگر ہم نے اس کا ساتھ دیا تو اس کا انجام کیا ہوگا۔ فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّ وَعۡدَ ٱللَّهِ حَقّٞۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَاۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِٱللَّهِ ٱلۡغَرُورُ ۝٥ إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ لَكُمۡ عَدُوّٞ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّاۚ إِنَّمَا يَدۡعُواْ حِزۡبَهُۥ لِيَكُونُواْ مِنۡ أَصۡحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۝٦ (فاطر: ٥، ٦)

"اے لوگو! اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے تو دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور اللہ کے متعلق تم شیطان کے فریب میں نہ آ جانا، شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے چنانچہ تم اسے دشمن ہی سمجھنا۔ اس کا تو صرف یہی مشن ہے کہ اپنے ٹولے کو دوزخی بنا ڈالے۔"

"اَلْغَرُوْرُ" کا معنی انتہائی دھوکے باز۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس لفظ سے مراد شیطان ہے۔ ①

خلاصہ:

غرضیکہ ہم نے گانوں کو اپنی زندگی میں اس طرح داخل کر لیا کہ ان کے بغیر ہم زبردست خلا محسوس کرتے ہیں اور جیسا کہ اوپر قرآن و حدیث کے حوالے سے گزرا کہ گانوں پر شیطان بہت خوش ہے اور شیطان جن کاموں پر خوش ہے وہ کام گمراہی کے ہیں۔ اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشۡتَرِي لَهۡوَ ٱلۡحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٖ ۝٦ (لقمان: ٦)

① تفسیر ابن جریر: ۷۸/۲۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو بے ہودہ حکایات خریدتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کریں۔"

یعنی کہ گانے اللہ شہنشاہ کائنات کی راہ سے گمراہ کرنے کا سبب ہیں۔

تیسری وجہ:

ہمارے محدود اور نہایت تھوڑے علم کے مطابق راگ کے گمراہی کا سبب ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے پاکیزہ معاشرے میں فحاشی کی راہیں وا ہوتی ہیں۔ صنف نازک کے حسن و خوبی کے تذکروں سے برائی سے غافل و بے خبر ذہنوں میں برے خیالات کے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں اور پھر وہاں پرورش پانے لگتے ہیں اور جس طرح دیکھتے ہی دیکھتے ایک بیماری انسانی آبادیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اسی طرح ذہنی امراض اور قلب و روح کی بے اعتدالیاں ایمان کی صحت و تندرستی کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہیں۔

جس طرح باشعور ذمہ دار حکومتیں اپنے عوام کو بیماریوں سے تحفظ دینے کے لیے اپنے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لاتی ہیں، اسی طرح اس کائنات کے شہنشاہ نے بھی اپنے بندوں کو روحانی بیماریوں سے بچانے کے لیے تین سو تیرہ رسولوں سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور سو صحیفے اور چار کتابیں نازل فرمائیں۔ ①

اور اپنے آخری رسول و نبی پر آخری کتاب (قرآن مجید) نازل فرمائی۔ اس کتاب میں ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ (یونس: ٥٧)

"اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت آئی اور سینوں کے اندر کی چیز (دل) کی شفا اور مومنوں کے لیے ہدایت و رحمت۔"

① یہ تعداد صحیح ابن حبان: ٩٤، تحقیق محمد عبدالرزاق حمزہ ۔ مسند احمد: ١٧٨/٥، ١٧٩ ۔ طبقات ابن سعد: ٣٢/١ کے مطابق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بات اللہ سبحانہ نے قرآن حکیم کے بارے میں فرمائی یعنی انبیاء ﷺ کی بعثت اور کتابوں کے نازل فرمانے کا واحد مقصد روحانی امراض سے تحفظ کی تدابیر فراہم کرنا ہے۔ ان تدابیر پر عمل کرنے سے ہدایت نصیب ہوتی ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں پر اللہ ذوالجلال کی رحمت نازل ہوتی ہے اور ہدایت یافتہ لوگ ہی مومن ہیں۔

اگر حکومت مضرت رساں اشیاء کے بارے میں اپنے ذرائع ابلاغ سے تمام شہریوں کو آگاہ کرتی ہے، اس کے باوصف کوئی شہری کسی بری لت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ہر ذی شعور شخص حکومت کو بری الذمہ اور اس کجرو شہری کو مورد الزام ٹھہراتا ہے، بالکل اسی طرح قرآن حکیم کے نازل ہونے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے اس پر عمل کر کے دکھانے یعنی اپنی سنت سے قرآن پاک کی عملی تفسیر پیش کرنے کے بعد بالفاظ دیگر قرآن و سنت کے دنیا میں موجود ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص روحانی بیماریوں میں گھرا رہتا یعنی گمراہ رہتا ہے تو اس شخص کا اپنا قصور ہے، اللہ سبحانہ کے محکمۂ صحت ایمان پر کوئی الزام نہیں دھرا جا سکتا۔ قرآن حکیم میں ہے:

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَىَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ ﴿٤٢﴾ (الأنفال: ٤٢)

"تاکہ جو ہلاک ہو وہ (بھی) دلیل (ثابت ہو جانے) کے بعد ہو اور جو زندہ رہے وہ (بھی) دلیل (ثابت ہونے) کے بعد زندہ رہے۔"

درحقیقت روح پرور اور حیات بخش چیز قرآن و حدیث ہی ہیں۔ جس طرح صحت بخش غذاؤں سے خون بڑھتا ہے اسی طرح قرآن و حدیث سے ایمان و ہدایت کی افزائش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَجِيبُوا۟ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ﴿٢٤﴾ (الأنفال: ٢٤)

"اے ایماندارو! جب تمہیں اللہ اور رسول اس چیز کی طرف بلائیں جو زندگی بخشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو تم لبیک کہو۔"

اگر کسی شخص کو پائی پیسہ خرچ کیے بغیر منزل تک پہنچانے کے لیے ریل یا بس کی سہولت میسر ہے اس کے باوصف وہ پیدل سفر کی مشقت برداشت کر کے منزل کی طرف جا رہا ہے تو یہ بدنصیب ہے اور اس کی بدنصیبی ریل وغیرہ کی سہولت میسر ہونے پر ظاہر ہوئی۔ اگر یہ سہولت فراہم نہ ہوتی تو اسے کون بدنصیب کہتا؟ بہترین معالج موجود ہونے اور بلا معاوضہ علاج فراہم ہونے کے باوجود اگر کوئی بیماری کی تکلیف سے ایڑیاں رگڑ رہا ہے تو اس کے کور بخت ہونے میں کسے شبہ ہے؟ قرآن پاک کی صورت میں اور ہادئ برحق کے فرمودات وسنت مطہرہ کی شکل میں رشد و ہدایت کا سامان اور بہترین رہنمائی کے وسائل فراہم ہوں بایں ہمہ کوئی حرمانِ مقدر کا مارا، گناہوں کی آلائشوں میں زندگی بسر کر کے، دوزخ کی آگ کا لقمہ بن جائے تو اس کے خائب و خاسر ہونے پر کوئی رنج نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّـٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ (الإسراء: ۸۲)

"اور ہم قرآن (کی صورت) میں وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس (قرآن) سے ظالموں کا نقصان زیادہ ہو جاتا ہے۔"

قرآن وسنت سے اعراض کا انجام:

اس لیے کہ انہوں نے قرآن پاک کی تعلیمات سن کر ان سے روگردانی کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سے منہ موڑ لیا:

فَلَمَّا زَاغُوٓا۟ أَزَاغَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمْ ۚ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَـٰسِقِينَ ﴿٥﴾ (الصف: ۵)

"تو جب وہ ٹیڑھے چلے اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ بدکردار لوگوں کو سیدھی راہ پر نہیں لاتا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مضمون ومفہوم کو اللہ رب العزت نے دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾ (الأنعام: ١١٠)

''اور جس طرح وہ (ہدایت کی باتیں سن کر) اس پر پہلی مرتبہ ایمان نہ لائے ہم (بھی) ان کے دلوں اور نظروں کو الٹا کر دیتے ہیں اور انہیں ان کی سرکشی میں سرگرداں رہنے دیتے ہیں۔''

تو قرآن حکیم وسنت طیبہ جیسے صفا و بے بہا چشمۂ شفا سے روگردانی گوناگوں روحانی امراض خبیثہ کو دعوت دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کوئی مسلمان غلط عقائد میں مبتلا ہے تو کوئی بدعملی کا شکار۔ کسی نے زندگی کا مقصد دولت بنا رکھا ہے تو کوئی راگ وساز کا پرستار۔ کوئی روزہ رکھ لیتا ہے لیکن نماز کا چور، کوئی معاملات میں نابکار مگر بظاہر متقی و پرہیز گار۔

لیکن راگ وساز کا دائرہ زیادہ وسیع ہے کیونکہ اس گناہ میں بوڑھا، بچہ، جوان، امیر، غریب، شہر کا رہنے والا، دیہاتی، مرد، عورت سبھی حصہ لے سکتے ہیں۔ جبکہ دوسرے گناہوں کے لیے سوائے شرک کے، مزید وسائل درکار ہوتے ہیں۔ پھر اس لیے بھی راگ وساز کا دائرہ زیادہ وسیع ہے کہ اسے معمولی گناہ خیال کیا جاتا ہے بلکہ بسا اوقات تو اس کے گناہ ہونے کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا حالانکہ یہ فحاشی کا دروازہ ہے، بدکاری کا منتر ہے، اغلام کا محرک ہے، عشق و محبت کا معلم ہے اور معاشرے کے ان گنت جرائم کا پیش خیمہ ہے۔

عمل کا تقاضا:

دراصل جیسے رحمان کا ایک مکمل نظام ہے، اسی طرح شیطان کا بھی ایک سوچا سمجھا پروگرام ہے۔ شیطانی پروگرام کی ہر شق کے کچھ تقاضے ہیں جیسا کہ رحمانی نظام کی ہر کڑی کے کچھ مطالبات ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ (البقرة:۱۸۳)

''اے ایماندارو! تم پر بھی اسی طرح روزہ رکھنا ضروری ٹھہرایا گیا جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر ضروری ٹھہرایا گیا تا کہ تمہارے اندر تقویٰ آ جائے۔''

یعنی روزہ رکھنے کا عمل چاہتا ہے کہ روزہ رکھنے والے میں تقویٰ پیدا ہو۔

اسی طرح شیطانی پروگرام کی دو کڑیاں شراب اور جوا بھی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿۹۱﴾ (المائدة:۹۱)

''شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور رنجش پیدا کرے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم (ان سے) باز رہو گے؟''

یعنی شراب اور جوئے کا تقاضا ہے کہ مسلمان اللہ رب العزت کی یاد سے اور نماز سے دور رہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بنے رہیں اور دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں رنجشیں رکھیں۔

ظاہر ہے جس طرح موسم کے تقاضے کے مطابق لباس ہوتا ہے یعنی موسم کا تقاضا لباس پر اثر انداز ہوتا ہے، جس طرح ہر کاروبار کا تقاضا بیوپاری کے معمولات پر اپنا رنگ چڑھاتا ہے، جس طرح ملازمت کا تقاضا ملازمت پیشہ شخص کو اپنے سانچے میں ڈھالتا ہے، اسی طرح نیکی اور بدی بھی انسان کے کردار میں اپنے اثرات پیدا کرتی ہیں یعنی نیکی بھی تقاضا کرتی ہے کہ اس کے کرنے والے میں یہ اثرات پیدا ہوں اور بدی بھی چاہتی ہے کہ اس کا عادی اس اس قسم کی سیرت والا ہو۔ غرضیکہ رحمانی اور شیطانی دونوں نظاموں کی ہر ہر شق کے تقاضے ہیں۔

رحمانی نظام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں نماز اور زکوۃ ہیں۔ قرآن حکیم میں جگہ جگہ ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ﴾ کا ذکر ہے اور سورۂ بقرہ کے شروع میں فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرۃ:٣)

''جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور جو ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

شرک کے بعد بڑے گناہ:

اور شیطانی نظام میں شرک کے بعد سب سے بڑے گناہ حرص زر اور فحاشی ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ (البقرۃ:٢٦٨)

''شیطان تمہیں فقر و فاقہ سے ڈراتا اور فحاشی (کے کام کرنے) کا حکم کرتا ہے۔''

اور حدیث میں ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ؟ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَ هُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْیَةَ اَنْ یَاْکُلَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَ قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا﴾))[1]

---

① صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قتل الولد خشیة ان یاکل معه : ٦٠٠١۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرك اقبح الذنوب: ٢٥٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بولے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا: ”یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ تمہیں پیدا اللہ نے کیا ہے۔“ عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا: ”یہ کہ تم اس ڈر سے اپنی اولاد کو مار ڈالو کہ تمہیں ان کو کھلانا پڑے گا۔“ عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا: ”یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیگم سے بدکاری کرو۔“ اللہ نے نبی علیہ السلام کے فرمان کی تصدیق نازل فرما دی: ”اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی متنفس کو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے قتل نہیں کرتے اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں اور جو شخص اس کا ارتکاب کرے گا وہ سزا پائے گا۔“

”اثام“ کے معنی امام ابن قتیبہ نے ”تفسیر غریب القرآن“ میں ”العقوبة“ (سزا) کیے ہیں۔

آپ مندرجہ بالا آیات قرآنی اور صحیح احادیث نبوی پر دوبارہ نظر فرمایے آپ بے ساختہ کہیں گے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ دولت کی حرص و آرزو اور فحاشی و بدکاری ہے۔

تاریخ انسانی کی پہلی غلطی (حرص):

قدرت نے انسان کو جہاں دوسری قوتوں سے نوازا وہاں زندگی گزارنے کے لیے اس میں حرص بھی پیدا کی اور پھر سب کے استعمال کا طریقہ بھی بتایا۔ سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام تھے جن کو اللہ سبحانہ نے اسی شکل پر پیدا کیا جس پر آج کا انسان ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ﴿٧٥﴾

(ص: ۷۵)

”فرمایا اے ابلیس! جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟“

اللہ شہنشاہ کائنات نے انسان کی کتنی عزت و تکریم کی۔ کسی بھی چیز کو پیدا کرنے سے قبل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا ذکر نہیں فرمایا لیکن انسان کو پیدا کرنے سے پہلے اس کا چرچا فرمایا۔① پھر انسان کو دوسری مخلوقات کے برخلاف اپنے ہاتھوں سے بنایا، فرشتوں سے اس کو سجدہ کرایا، ازروئے علم و دانش اسے فرشتوں پر برتری بخشی۔② زمین کی ہر چیز، آسمان اور اس کے تارے، چاند، سورج، بادل سب کچھ اس کی خدمت بجالانے کے لیے پیدا کیے۔ خشکی تری پر اس کا سکہ بٹھایا لیکن حضرت انسان بجائے اس کے کہ اس کا شکر بجالاتا، اس کی نافرمانی سے کوسوں دور بھاگتا، اس نے نہ صرف یہ کہ جی بھر کے گناہ کیے بلکہ بعض نے اپنا ناتا اللہ سے توڑ کر بندر سے جوڑ لیا اور کہنے لگے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نہیں ہم تو بندر سے ترقی کر کے انسان بنے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ ترقی ہمارے اور ہمارے باپ دادا کے وقت میں کیوں رک گئی؟ اب بندر اور بن مانس سے انسان بننا کیوں ختم ہو گیا؟ ڈارون کوئی تو ایسا انسان لا کر دکھاتا جس نے انسان بننے کے کچھ مراحل طے کر لیے ہوتے اور کچھ باقی ہوتے۔

بات سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی ہو رہی ہے کہ انہیں اللہ سبحانہ نے پیدا کر کے جنت میں بسا دیا اور حکم دیا کہ اے آدم! تم دونوں میاں بیوی اس درخت سے دور رہنا، ورنہ خود اپنا برا کرو گے۔

چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کرنے پر شیطان کی وہ پذیرائی جو عروج پر پہنچی ہوئی تھی، خاک میں مل گئی، اس لیے اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے دشمنی کی ٹھان لی۔ چنانچہ وہ اس لیے انسانی جوڑے کے پاس آیا اور بولا:

يَـٰٓـَٔادَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ ٱلْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْءَٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ ٱلْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰٓ ءَادَمُ رَبَّهُۥ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ ٱجْتَبَٰهُ رَبُّهُۥ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ (طٰہٰ:۱۲۰-۱۲۲)

---

① (البقرۃ:۳۰) ② (البقرۃ:۳۱تا۳۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے آدم! کیا میں تمہیں دوام بخشنے کا درخت نہ بتاؤں اور وہ اقتدار نہ بتاؤں جو کبھی زائل نہ ہو؟ چنانچہ ان دونوں نے اس (درخت) سے کھا لیا جس سے ان کے ستر کھل گئے اور انہوں نے خود کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنا شروع کر دیا اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو بے راہ ہو گیا۔ پھر اس کے رب نے اس پر مہربانی کی، اس پر توجہ فرمائی اور سیدھی راہ پر ڈالا۔''

حضرت آدم علیہ السلام کی یہ غلطی تاریخ انسانی کی پہلی غلطی تھی۔ آدم علیہ السلام اور آپ کی بیوی حوا علیہا السلام شیطان کی باتوں میں آ کر جنت سے نکال دیے گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا تھا:

فَقُلْنَا يَـٰٓـَٔادَمُ إِنَّ هَـٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ ٱلْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰٓ ﴿١١٧﴾ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا۟ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾ (طٰہٰ: ۱۱۷-۱۱۹)

''تو ہم نے کہا کہ اے آدم! یہ (شیطان) بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے (دیکھنا) یہ تم دونوں کو (گناہ کروا کے) جنت سے نہ نکال دے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ اور جنت میں تمہارے لیے یہ (سہولت) ہے کہ نہ تمہیں بھوک لگے گی، نہ برہنہ ہو گے، نہ پیاس ستائے گی نہ دھوپ۔''

انسان سے سرزد ہونے والی یہ پہلی غلطی تھی جو تمام انسانوں کے باپ سے سرزد ہوئی۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُۥ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ (طٰہٰ: ۱۱۵)

''اور اس سے پہلے ہم نے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی۔''

اور حدیث میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ جَعَلَ بَيْنَ عَيْنَیْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيْصًا مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى اٰدَمَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَاءِ ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَرَاٰى رَجُلًا مِنْهُمْ فَاَعْجَبَهٗ وَبِيْصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اٰخِرِ الْاُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهٗ دَاوٗدُ قَالَ رَبِّ وَ كَمْ جَعَلْتَ عُمُرَهٗ؟ قَالَ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَیْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَلَمَّا انْقَضٰى عُمُرُ اٰدَمَ جَاءَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ اَوَ لَمْ يَبْقَ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَوَ لَمْ تُعْطِهَا لِابْنِكَ دَاوٗدَ قَالَ فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَ نَسِیَ اٰدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَ خَطِئَ اٰدَمُ وَ خَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهٗ)) ①

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ چنانچہ قیامت تک جن جن انسانوں کو اللہ نے ان کی اولاد میں پیدا کرنا تھا وہ تمام کے تمام (زمین پر) گر پڑے اور اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان روشنی کی ایک چمک پیدا کر دی۔ پھر وہ تمام حضرت آدم علیہ السلام کو دکھائے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تیری اولادیں ہیں۔ حضرت آدم نے ان میں ایک مرد دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں بہت بھائی، بولے، اے میرے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا یہ تیری اولاد میں آخری امتوں میں پیدا ہونے والا ایک مرد ہے جس کا نام داود ہے۔ حضرت آدم بولے کہ اے رب! تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی؟ فرمایا، ساٹھ برس۔ بولے، اے میرے رب! میری عمر میں

① ”صحیح“ جامع الترمذی ابواب التفسیر، باب ومن سورة الاعراف: ۳۰۷۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے چالیس برس اسے دے دے۔ تو جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہوگئی تو ملک الموت آیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، کیا ابھی میری عمر کے چالیس برس باقی نہیں؟ ملک الموت نے عرض کیا وہ آپ نے اپنے بیٹے حضرت داؤد کو نہیں دے دیے تھے؟ تو حضرت آدم نے انکار کر دیا چنانچہ ان کی اولاد نے بھی انکار کیا اور حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے چنانچہ ان کی اولاد بھی بھول گئی اور حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو ان کی اولاد سے بھی خطا سرزد ہوئی۔''

یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ترمذی نے بھی اس کو درج فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور امام حاکم نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔ پھر امام ذہبی نے بھی تلخیص مستدرک حاکم میں اسے مندرج کیا ہے اور امام ذہبی اس تلخیص میں صرف صحیح حدیث کو درج کرتے ہیں۔

حدیث پر ضروری تبصرہ:

آگے بڑھنے سے پیشتر یہاں تین باتیں واضح کرنا انتہائی ضروری ہے ورنہ ذہن میں خلجان رہے گا یعنی حدیث کی پوری طرح سمجھ نہیں آئے گی۔

۱۔ ''وبیص'' پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان روشنی کی ایک چمک رکھ دی تھی اور یہ چمک ایمان کی روشنی کی چمک تھی جیسا کہ آپ نے کتاب کے شروع میں پڑھا ((كُلُّ مَوْلُودٍ يُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ)) معلوم ہوا کہ جب اللہ نے روحوں کو پیدا فرمایا تھا، لوگوں کو اسی وقت ایمان پر پیدا فرمایا تھا۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَٰفِلِينَ ﴿١٧٢﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الأعراف: ۱۷۲)

''اور جب تیرے رب نے آدم کے بیٹوں کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کر کے کہا، کیا میں تمہارا رب نہیں؟ بولے کیوں نہیں ہم نے اقرار کیا۔ ایسا نہ ہو کہ تم قیامت کے دن کہو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے۔''

اور یہ ایمان جو بوقت تخلیق ہی نصیب فرما دیا تھا، اس کا بہت بڑا انعام و اکرام ہے جس طرح زندگی، صحت، اعضاء یعنی ہاتھ، پاؤں، آنکھیں وغیرہ اس کی بیش بہا نعمتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی آنکھیں خود ہی نکال دے تو وہ کتنا بدنصیب ہے، کوئی اپنے ہاتھ کاٹ لے، پاؤں کاٹ لے، کون اسے تحسین کی نظروں سے دیکھے گا؟ بالکل اسی طرح ایمان بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن اگر ایمان برباد ہو جائے تو وہ انسان کو نظر نہیں آتا بلکہ وہ صرف شیطان کو، فرشتوں کو اور اللہ تعالیٰ کو نظر آتا ہے جیسا کہ آپ نے پیچھے دوسری وجہ میں پڑھا کہ جب کوئی شخص گانا گانے کو آواز بلند کرتا ہے تو حدیث نے بتایا کہ اس کے دائیں بائیں دونوں کندھوں پر دو شیطان آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور خوش ہو ہو کر دونوں اپنی، اپنی ایڑیاں گانے والے کے سینے پر مارتے ہیں اور جب تک وہ گاتا رہے اسی طرح اپنی خوشی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنا ایمان برباد کر رہا ہے، وہ اپنے دل میں ایمان کے خطرناک دشمن ''نفاق'' کے پودے کو پروان چڑھا رہا ہے یعنی ایمان کی بربادی شیطان کو نظر آ رہی ہوتی ہے۔

اور فرشتے تو صبح شام ایمان کی حفاظت کرنے والوں اور ایمان کو برباد کرنے والوں کی رپورٹ لے کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے اوپر پانچ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک تو ہر گھڑی انسان کے ساتھ رہتا ہے اور نیکی کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور دو دن کے وقت اور دو رات کے وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ ایک صرف نیکیاں درج کرتا ہے دوسرا گناہ لکھتا ہے۔

غرضیکہ ایمان اللہ سبحانہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس نعمت سے محروم کر دینے والی چیز اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ))①

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب زانی زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس حالت کے دوران ایماندار نہیں ہوتا اور جب شرابی شراب پی رہا ہوتا ہے تو وہ اس حالت میں ایماندار نہیں ہوتا اور جب چور چوری کرنے میں مصروف ہوتا ہے تو اس وقت وہ ایماندار نہیں ہوتا۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ عَادَ اِلَیْهِ الْاِیْمَانُ))②

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی مسلمان مرد زنا کرتا ہے تو (اس کا) ایمان اس میں سے نکل کر اس کے سر پر چھتری کی طرح ہو جاتا ہے، جب وہ شخص بدکاری سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان دوبارہ اس کے اندر آجاتا ہے۔''

اگر وہ نشہ کی حالت میں مر جائے تو ایمان سے محروم مرا۔ اسی طرح اگر چوری کرتے ہوئے یا بدکاری کرتے ہوئے اسے کوئی گولی مار دے یا اس کا ہارٹ فیل ہو جائے تو یہ شخص تو سیدھا دوزخ کو گیا۔

---

① صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب النهی بغیر اذن صاحبه: ۲۴۷۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی: ۲۰۲۔

② "صحیح" الصحیحة: ۵۰۹۔ جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب لایزنی الزانی: ۲۶۲۵ کے ذیل میں تعلیقًا۔ سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان: ۴۶۸۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دونوں حدیثیں درج کرنے سے مقصد اپنے بھائی کو یہ سمجھانا ہے کہ گناہ مسلمان کو ایمان سے محروم کرنے کے خطرے سے دوچار کر دیتا ہے اور اعضاء کی نعمت سے محروم انسان کی زندگی جیسے تیسے گزر ہی جاتی ہے لیکن ایمان کی نعمت سے محروم شخص کی آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ اس لیے زندگی کی حفاظت کرنے، صحت محفوظ رکھنے اور اعضاء کٹنے سے بچانے سے زیادہ ایمان کو برباد ہونے سے بچانا چاہیے۔ جن مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام، یعنی نعمت ایمان جو تخلیق ارواح کے وقت تفویض ہوئی، کی قدر کی، وہ قیامت کے دن عزت پائیں گے۔ قرآن حکیم میں ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى ٱللَّهُ ٱلنَّبِىَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَـٰنِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَٱغْفِرْ لَنَآ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ (التحریم: ۸)

”اے ایماندارو! اللہ کے حضور میں تہ دل سے توبہ کرو، بہت قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری خطائیں معاف فرما دے اور تمہیں اس دن ان باغات میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جس دن کہ اللہ نہ تو نبی اکرم ﷺ کو رسوا کرے گا اور نہ ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔ ان کا نورِ (ایمان) ان کے داہنے اور آگے (روشنی کرتا) جا رہا ہوگا۔ وہ عرض کریں گے، ”اے ہمارے رب! ہمارا نور مکمل رکھنا (یہ بجھ نہ جائے) اور ہماری خطائیں (جو ایمان کے نور کے بجھنے کا باعث بنتی ہیں) ہمیں معاف فرما۔ یقیناً تو سب کچھ کر سکتا ہے۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعی یہ لوگ عزت و تکریم کے سزاوار تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ قیمتی اثاثہ کو حفاظت سے رکھا۔ جس طرح کہ والدین اپنے بیٹے کو الگ گھر بساتے وقت پاؤں پر کھڑا ہونے کی خاطر کچھ اثاثہ اس کے سپرد کرتے ہیں۔ جو بیٹا اس اثاثہ کا دھیان رکھتا اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے والدین ہی نہیں جان پہچان والے بھی اسے تحسین کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ مجلسوں میں اس کے تذکرے ہوتے ہیں اور ان جاننے والوں کی مجلس میں ایسا ارجمند آ جائے تو بصد اعزاز اسے بٹھایا جاتا ہے تو پھر اللہ سبحانہ ان کی تکریم کیوں نہ کرتا۔ بلکہ تکریم کے علاوہ انہیں جنت کی بشارت سنائی جائے گی:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ (الحدید: ۱۲)

”جس دن کہ تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے دائیں اور ان کے آگے جا رہا ہوگا۔ آج تمہیں ایسے باغات کی بشارت سنائی جاتی ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہاں ہمیشہ رہنا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“

لیکن جو نالائق بیٹا ماں باپ کی دی ہوئی پونجی اللّے تللّے برباد کر بیٹھتا ہے، پھر وہ کبھی تو اس عزیز کی منت سماجت کرتا ہے، کبھی اس قرابت دار کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ ایسے شخص کو کس قدر رسوائی اور جگ ہنسائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے اللہ سبحانہ کی دی ہوئی انمول دولت یعنی نور ایمان کو اپنی سیاہ کاریوں سے بجھا لیا:

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ﴿١٣﴾ (الحدید: ۱۳)

”جس روز کہ منافق مرد اور منافق عورتیں ایمانداروں سے (فریاد کر کے) کہیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا دھیان کرو، ہم بھی تمہارے نور سے استفادہ کرلیں۔ کہا جائے گا پیچھے پلٹ جاؤ (وہاں سے) نور حاصل کرو۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کے حوالہ سے صحابی رسول حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی ایک مختصر سی تقریر نقل فرمائی ہے۔ اس سے ہمارا مقصود خوب تر واضح ہوتا ہے اس لیے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ یہ تقریر دلپذیر و بے نظیر ہے۔ بہت سی مشکلات حل ہوتی ہیں:

((عَنْ سَلِيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجْنَا عَلٰی جَنَازَةٍ فِیْ بَابِ دِمَشْقَ وَ مَعَنَا اَبُوْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیُّ فَلَمَّا صَلّٰی عَلَی الْجَنَازَةِ وَاَخَذُوْا فِیْ دَفْنِهَا قَالَ اَبُوْاُمَامَةَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ قَدْ اَصْبَحْتُمْ وَ اَمْسَيْتُمْ فِیْ مَنْزِلٍ تَقْتَسِمُوْنَ فِيْهِ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ وَ تُوْشِكُوْنَ اَنْ تَظْعَنُوْا مِنْهُ اِلٰی مَنْزِلٍ اٰخَرَ وَ هُوَ هٰذَا ...... يُشِيْرُ اِلَی الْقَبْرِ ...... بَيْتِ الْوَحْدَةِ وَ بَيْتِ الظُّلْمَةِ وَ بَيْتِ الدُّوْدِ وَ بَيْتِ الضِّيْقِ اِلَّا مَا وَسَّعَ اللّٰهُ ثُمَّ تَنْتَقِلُوْنَ مِنْهُ اِلٰی مَوَاطِنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَاِنَّكُمْ فِیْ بَعْضِ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ حَتّٰی يَغْشَی النَّاسَ اَمْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَتَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ثُمَّ تَنْتَقِلُوْنَ مِنْهُ اِلٰی مَنْزِلٍ اٰخَرَ فَيَغْشَی النَّاسَ ظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ يُقْسَمُ النُّوْرُ فَيُعْطَی الْمُؤْمِنُ نُوْرًا وَ يُتْرَكُ الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَلَا يُعْطَيَانِ شَيْئًا وَ هُوَ الْمَثَلُ الَّذِيْنَ ضَرَبَهُ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ فَقَالَ:

أَوْ كَظُلُمَٰتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَىٰهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ سَحَابٌ ظُلُمَٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَآ أَخْرَجَ يَدَهُۥ لَمْ يَكَدْ يَرَىٰهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ ٱللَّهُ لَهُۥ نُورًا فَمَا لَهُۥ مِن نُّورٍ ﴿٤٠﴾ (النور: ٤٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا یَسْتَضِيءُ الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ بِنُورِ الْمُؤْمِنِ كَمَا لَا يَسْتَضِيءُ الْاَعْمٰى بِبَصَرِ الْبَصِيْرِ وَ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴿ اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾(الحديد : ١٣) وَ هِيَ خُدْعَةُ اللّٰهِ الَّتِيْ يَخْدَعُ بِهَا الْمُنَافِقِيْنَ حَيْثُ﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خٰدِعُهُمْ﴾(النساء:١٤٢)قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ قُسِمَ فِيْهِ النُّوْرُ فَلَا يَجِدُوْنَ شَيْئًا فَيَنْصَرِفُوْنَ اِلَيْهِمْ وَقَدْ ضُرِبَ بَيْنَهُمْ ﴿بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ)) (الحديد: ١٣)[①]

"سلیم بن عامر روایت کرتے ہیں کہ ہم باب دمشق میں ایک جنازے پر گئے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ تھے۔ جب وہ جنازہ پڑھ چکے اور لوگوں نے دفن کرنا شروع کیا تو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے لوگو! تمہارا صبح اور شام کا وقت ایسی جگہ گزر رہا ہے جہاں تم نیکیاں اور برائیاں کرتے ہو اور عنقریب تم اس جگہ سے کوچ کر کے ایک دوسری جگہ کو روانہ ہو گے۔ انہوں نے قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا...... اور وہ جگہ یہ ہے جو کہ تنہائی کا، تاریکی کا، کیڑے مکوڑوں کا اور تنگی کا گھر ہے الا یہ کہ کسی پر اللہ تعالیٰ اسے فراخ کر دے۔ پھر یہاں سے تم نے روز قیامت کے مختلف مقامات کی طرف منتقل ہو جانا ہے تم ایک جگہ ہو گے کہ لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا۔ چنانچہ چند منہ سفید ہو جائیں گے اور چند کالے پڑ جائیں گے پھر تم وہاں سے ایک دوسری جگہ چلے جاؤ گے جہاں لوگوں کو ایک سیل تیرگی ڈھانپ لے گا۔ اس کے بعد نور تقسیم ہوگا۔ چنانچہ مومن کو نور ملے گا لیکن کافر اور منافق کو کچھ نہیں ملے گا اور اسی موقع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مثال کی صورت میں بیان فرمایا ہے" یا (ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے عمیق

① ابن کثیر : ٣٩٥/٤، سورۃ الحدید : ١٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمندر میں اندھیرے جس پر لہر آئی، اوپر دوسری لہر آئی اوپر ابر ہو (یعنی) تاریکی در تاریکی ہو (اس طرح کہ) جب ہاتھ نکالے تو اپنا ہاتھ بھی سجھائی نہ دے اور جسے اللہ نور سے محروم کر دے اسے کہیں سے نور میسر نہیں آ سکتا۔'' چنانچہ کافر اور منافق دونوں ہی مومن کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے جس طرح کہ آنکھوں والے کا نورِ بینائی نابینا کے کسی کام نہیں اور منافق مرد عورتیں ایمانداروں سے عرض کریں گے ہمارا کچھ دھیان کرو ہم بھی تمہارے نور سے استفادہ کر لیں۔ کہا جائے گا کہ پیچھے کو پلٹ جاؤ (وہاں) نور ڈھونڈو اور یہ اللہ تعالیٰ کا منافقین سے نرا دھوکا ہوگا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے ''وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور وہ انہیں دھوکا دینے والا ہے تو وہ اس جگہ پر جہاں نور تقسیم ہوا تھا پہنچیں گے۔ لیکن وہاں انہیں کچھ نہیں ملے گا وہ واپس ان کی طرف جائیں گے تو وہاں دیوار کھڑی کر دی گئی ہوگی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اس کا جو اندرونی حصہ ہے وہاں تو رحمت ہوگی اور جو اس کی بیرونی طرف ہے اس طرف عذاب ہوگا۔''

غرضیکہ وہ نور جو تمام انسانوں کو ابتدائے آفرینش کے وقت عطا ہوا تھا جن لوگوں نے اس کی حفاظت کی اور دنیا کی خوش رنگیوں میں اسے ضائع ہونے سے بچایا انہیں قیامت کے دن حشر کے میدان میں عزت و احترام سے نوازا جائے گا اور سخت تاریکی کے وقت روشنی عطا کی جائیگی اور جن لوگوں نے چند دن کی زندگی میں اس نعمتِ ربانی کو عیش و عشرت میں گنوا دیا وہ اس روز نور سے محروم کر دیے جائیں گے۔ پھر وہ اس بے پناہ تیرگی میں مارے مارے پھریں گے جہاں ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دے گا، اس وقت وہ اپنے اعزہ و اقرباء کو دنیا کے رشتوں کا واسطہ دے کر کہیں گے:

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿١٤﴾ (الحدید: ١٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ ان کو آواز دیں گے، کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں رہتے تھے؟ وہ بولیں گے کیوں نہیں، لیکن تم نے خود کو (گناہوں کے) فتنوں میں مبتلا کیے رکھا اور عمر کو لمبا سمجھا اور خوش فہمی میں رہے (کہ ہمیں بخش دیا جائے گا) یہاں تک کہ اللہ کا حکم (موت) آ گیا اور شیطان نے تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا دیے رکھا۔''

توضیح طلب دوسری بات:

سابقہ حدیث جس میں جناب آدم اور ان کی تمام اولاد کا ذکر ہے، اس میں پہلی وضاحت طلب بات ''وَ بِیضٌ مِّنْ نُّورٍ'' تھی۔ جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ نور ایمان تھا جو انسان پیدا ہوتے وقت ساتھ لاتا ہے اور اگر اسے اس کے ماں باپ یہودی عیسائی وغیرہ بنا کر اس نور کو تباہ نہیں کر دیتے یا وہ خود غلط راہوں پر چل کر اسے بجھا نہیں لیتا تو یہ نور روزِ جزا کی کربناکیوں اور حشر سامانیوں میں اسے بے حد و حساب کامران و کامیاب کرے گا۔

دوسری محتاج تبصرہ بات یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا تو انہوں نے فرمایا ''کیا ابھی میری زندگی کے چالیس برس باقی نہیں؟'' ملک الموت نے عرض کیا ''وہ آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دیدیے تھے؟''

جب کوئی ذی شعور شخص یہ بات پڑھتا ہے تو معاً ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ جب ملک الموت روح قبض کرنے آتا ہے تو وہ کب پوچھتا اور سوال و جواب کرتا ہے؟ وہ تو آناً فاناً آتا اور روح قبض کر کے چلتا بنتا ہے۔

یہ سوال واقعی درست ہے اور ملک الموت یقیناً اسی طرح کرتا ہے لیکن یہ عام لوگوں سے اس کا برتاؤ ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام سے ملک الموت کا یہ رویہ قطعاً نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ پہلے روح قبض کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ اگر نبی اجازت دیدے تو وہ جسارت کرتا ہے ورنہ واپس لوٹ جاتا ہے۔ بخاری میں ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))[1]

① بخاري، كتاب التفسير، باب قوله فأولئك مع الذين انعم الله : ٤٥٨٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا، جو کوئی نبی بیمار پڑتا ہے (یعنی جس بیماری میں اس کا آخری وقت لکھا ہوتا ہے) تو اسے دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ (یعنی زندہ رہنا چاہتے ہو یا رب تعالیٰ کے پاس جانا چاہتے ہو؟)۔"

اور مسلم میں یوں ہے:

((عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ عَبْدٌ خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُؤْتِیَهُ زَهْرَةَ الدُّنْیَا وَ بَیْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ وَ بَکٰی فَقَالَ فَدَیْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا قَالَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَیَّرُ وَ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمَنَا بِهٖ))[1]

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا، ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی زیب و زینت کو ترجیح دیتا ہے یا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اسے فوقیت دیتا ہے تو اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے پاس والی چیز کو پسند کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت بہت روئے اور پھر بولے آپ پر ہمارے ماں باپ قربان۔ تو جس بندے کو اختیار دیا گیا وہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ سمجھتے تھے۔"

ان احادیث طیبہ میں تو صرف اختیار دیا جانے کا ذکر ہے، اس بات کا ذکر نہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دے تو فرشتہ روح قبض کیے بغیر واپس پلٹ جاتا ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام والی حدیث میں جو زیر بحث ہے، اس میں صاف ذکر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی میری عمر کے چالیس برس باقی ہیں اور مرنے سے انکار کر دیا اور ترمذی شریف کی دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک الموت کو حضرت آدم علیہ السلام نے دو مرتبہ واپس لوٹایا۔ وہ حدیث یوں ہے:

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب عن فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ : ٦١٧٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا ابْنُكَ دَاوُدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهُ عُمُرَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْهُ فِيْ عُمُرِهٖ قَالَ ذَاكَ الَّذِيْ كُتِبَ لَهُ قَالَ أَيْ رَبِّ فَإِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ لَهُ مِنْ عُمُرِيْ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ أَنْتَ وَ ذَاكَ قَالَ ثُمَّ أُسْكِنَ الْجَنَّةَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أُهْبِطَ مِنْهَا فَكَانَ آدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ قَالَ فَأَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ قَدْ عَجِلْتَ قَدْ كُتِبَ لِيْ أَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰى! وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوُدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَوْمَئِذٍ أُمِرَ بِالْكِتَابِ وَ الشُّهُوْدِ))[1]

''حضرت آدم بولے، اے رب! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا داوٗد ہے اور میں نے اس کی عمر چالیس برس لکھی ہے۔ بولے، یا رب! اس کی عمر زیادہ کردے۔ فرمایا میں نے اس کے لیے اتنی ہی عمر لکھی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا، اے رب! میں نے اسے اپنی عمر میں سے ساٹھ برس دیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تمہاری مرضی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت آدم جنت میں رہے۔ پھر وہاں سے زمین پر بھیجے گئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر (سال بسال) گننا شروع کی تو جب ملک الموت آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، تم جلدی آ گئے میری عمر تو ایک ہزار برس تھی۔ ملک الموت نے عرض کیا، ٹھیک ہے، مگر ساٹھ برس آپ نے اپنے بیٹے داوٗد علیہ السلام کو دیے تھے تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ چنانچہ ان کی اولاد نے بھی (مرنے سے) انکار کیا (یعنی مرنے کو ناپسند کیا) اور حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے چنانچہ ان کی اولاد بھی بھول گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی دن سے (معاہدہ) لکھ لینے اور گواہ مقرر کرنے کا حکم دیا گیا۔''

[1] ''حسن'' جامع ترمذی، ابواب التفسیر: ۳۳۶۸۔ مستدرک حاکم: ۱/۶۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں تضاد نہیں:

پہلے گزرنے والی حدیث میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے پوچھنے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر ساٹھ برس ہے، اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر چالیس برس بتائی۔ اس حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس برس دیے یہاں ساٹھ برس دینے کا ذکر ہے۔ ایسی احادیث کا سہارا لے کر لادین عناصر مسلمانوں کو دین سے متنفر کرنے کے لیے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ احادیث ایک دوسری سے ٹکراتی ہیں۔ اگر احادیث وحی ہوتیں تو یہ ٹکراؤ کیوں ہوتا؟ قرآن حکیم وحی ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ ٱللَّهِ لَوَجَدُوا۟ فِيهِ ٱخْتِلَٰفًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾

(النساء: ٨٢)

''اگر یہ یعنی قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے ہاں سے ہوتا تو ان یعنی کافروں کو اس میں بڑا اختلاف ملتا۔''

لادین طبقہ یہ آیت پیش کر کے کہتا ہے کہ دیکھو قرآن مجید میں اختلاف نہیں لیکن احادیث میں اختلاف ہے، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ احادیث وحی نہیں بلکہ یہ عجمی سازش ہے۔ قرآن حکیم کے مقابلہ میں انہیں لایا گیا ہے تاکہ قرآن مجید سے لوگوں کی توجہ ہٹا دی جائے۔

اصل بات:

جب ایک سیدھا سادا مسلمان منکرین حدیث کی ایسی باتیں سنتا ہے تو یہ شور سن کر کہ وحی صرف قرآن پاک ہے، قرآن پاک کو ایسی سازشوں سے سخت خطرہ لاحق ہو گیا، وغیرہ وغیرہ، وہ منکرین حدیث کو قرآن مجید کے چاہنے والے سمجھ بیٹھتا ہے اور یہ خیال دل میں بٹھا لیتا ہے کہ یہ لوگ صحیح راہ پر ہیں اس طرح وہ ان کے دامِ تزویر میں آ جاتا ہے۔

حالانکہ منکرین حدیث کو قرآن حکیم سے کوئی لگاؤ نہیں۔ ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہ کیا جائے اور اس مقصد کے لیے لوگوں کے سامنے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے علاوہ کوئی اور کتاب پیش کرتے تو لوگ اسے قبول نہ کرتے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی من مانی تاویل کرنے سے حدیث پاک زبردست رکاوٹ ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن پاک کے حکم ''نماز قائم کرو'' کی یہ تاویل کرنا چاہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حاکم وقت تھے، وہ ساتھیوں کو پانچ وقت ملاقات کے لیے طلب کرتے تھے۔ آج کی حکومت بھی ملازمین کی ڈیوٹی لگاتی ہے، تو جو ملازم روزانہ ڈیوٹی پر جاتا ہے وہ دراصل نماز ہی ادا کرتا ہے۔

حدیث پاک ایسی تاویل کی دال نہیں گلنے دیتی، بلکہ وہ نماز کا صحیح صحیح تعین کر دیتی ہے کہ مخصوص اوقات پر، مخصوص طریقے سے، اپنے اعضاء دھو کر، قبلہ رو ہو کر، قیام، رکوع، سجود کا نام صلاۃ ہے۔ اس لیے ناپاک ارادوں والے لوگ حدیث سے اور حدیث کی خدمت سرانجام دینے والوں سے چڑ جاتے ہیں اور یہ منکرین حدیث تک ہی نہیں، جتنے بھی گمراہی کی طرف مائل گروہ گزرے یا موجود ہیں سبھی حدیث سے بہت متنفر ہیں۔

اور حدیث سے نفرت دلانے کے لیے دلائل اسی قسم کے دیتے ہیں کہ جناب احادیث میں ٹکراؤ بے انتہا ہے۔ حالانکہ اس قسم کا ظاہری ٹکراؤ قرآن حکیم میں بھی ہے۔ ایک جگہ ہے:

هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾

(المرسلات: ٣٥، ٣٦)

''یہ (قیامت کا) وہ دن ہے جس دن کہ وہ بولیں گے نہیں اور نہ انہیں اس بات کی اجازت ہوگی کہ معذرت کر سکیں۔''

اور دوسری جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن کے بارے میں یوں فرماتا ہے:

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

(الزمر: ٣١)

''پھر تم قیامت کے روز اپنے رب کے پاس (ایک دوسرے سے) جھگڑو گے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مقام پر رب العزت قیامت کا منظر ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿١٠١﴾ (المؤمنون: ۱۰۱)

''تو جب قرنا میں پھونک ماردی گئی تو ان کی (آپس میں) کوئی قرابت داری نہ رہے گی اور نہ ایک دوسرے سے کچھ پوچھیں گے۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی یوں منظر کشی فرماتا ہے:

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَآءَلُونَ ﴿٢٧﴾ (الصافات: ۲۷)

''وہ (کمزور اور طاقتور) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال (و جواب) کریں گے۔''

کمزور گناہگار طاقتور مجرموں کو ناراض ہو کر کہیں گے کہ تم نے ہمیں دنیا میں ہر طریقے سے گمراہ کیا۔ کیا ایسا نہیں؟ وہ جواباً کہیں گے کہ تم خود ہی گمراہ تھے۔

مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں بھی بظاہر تضاد ہے، سورۂ صافات اور سورۂ زمر کی آیات بھی بظاہر ایک دوسری کے خلاف ہیں حالانکہ درحقیقت کوئی ٹکراؤ نہیں، اس طرح احادیث میں ٹکراؤ نہیں، علم دین کی کمی کی وجہ سے نظر آتا ہے کہ ٹکراؤ ہے۔

آج ہمیں ٹی وی دیکھنے کے لیے وقت مل جاتا ہے، ڈائجسٹ اور رسالے پڑھنے کے لیے ہمارے پاس وقت ہے، ہنی مون منانے اور تفریحی مقامات پر گھومنے پھرنے کے لیے ہمیں فرصت ہے۔ اگر فرصت نہیں تو قرآن و سنت کا مطالعہ کرنے کی نہیں۔ اس بات کی اللہ کے رسول ﷺ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گے:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْءَانَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ (الفرقان: ۳۰)

www.KitaboSunnat.com

''اور رسول اللہ ﷺ کہیں گے، اے میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ رکھا تھا۔"

ہماری اس کمزوری کی وجہ سے شیطانی ٹولہ فائدہ اٹھاتا اور گمراہی کی تحریکیں برپا کرتا ہے۔
بات سے بات نکلتی ہے اور دور چلی جاتی ہے۔ بات یہ ہورہی تھی کہ دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی چالیس برس عمر لکھی تھی، حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے چالیس برس دیے بعد میں بیس برس اور بڑھا کر مجموعی طور پر ساٹھ برس عمر دی، اور حضرت داوٗد علیہ السلام کی کل عمر سو برس ہوگئی۔ مستدرک حاکم میں ہے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

((اَیْ رَبِّ فَزِدْهُ مِنْ عُمُرِيْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ اِذَنْ یُکْتَبُ وَ یُخْتَمُ وَ لَا یُبَدَّلُ))①

"اے رب! میری عمر میں سے اس کی عمر میں چالیس برس بڑھا دے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا، تب یہ لکھ دیا جائے گا اور اس پر مہر لگا دی جائے گی اور اسے بدلا نہیں جائے گا۔"

اور اس سے اگلے صفحہ پر باب فضائل داوٗد علیہ السلام میں ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

((فَمَلَكَ دَاوٗدُ ابْنُ اِیشَا سَبْعِیْنَ سَنَةً))

"حضرت داوٗد بن ایشا علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر ستر برس حکومت کی۔"

تو اوپر والی مرفوع حدیث اور امام جعفر صادق کا قول بتاتے ہیں کہ حضرت داوٗد علیہ السلام نے سو برس عمر گزاری۔

پھر مدت کو دو مختلف وقتوں میں مقرر کرنا یعنی پہلے ایک مدت مقرر کرنا پھر اس میں اضافہ کرنا قرآن حکیم سے بھی ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَوٰعَدْنَا مُوسٰى ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقٰتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ ﴿١٤٢﴾ (الأعراف: ١٤٢)

"اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ان میں دس راتیں (ملا کر) تمہ

① مستدرك حاكم، كتاب التاريخ، باب ذكر داود علیہ السلام: ٥٨٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، چنانچہ تمہارے رب کی میعاد چالیس راتیں پوری ہوئی۔"
اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس برس میں بیس برس شامل کر کے پورا سو سال کر دیا۔

تو پہلے ملک الموت اس وقت آیا جب حضرت آدم علیہ السلام کے ساٹھ برس باقی تھے، نو سو چالیس برس انہوں نے زندگی گزار لی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں لوٹا دیا۔ دوبارہ فرشتہ اس وقت آیا جب چالیس برس رہ گئے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے پھر مرنے سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرشتہ پھر پلٹ گیا اور روح قبض نہیں کی۔ غرضیکہ اگر نبی ملک الموت کو روح قبض کرنے کی اجازت نہ دے تو وہ نبی کو فوت کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

اور سب سے زیادہ صراحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے انہوں نے عین اس وقت جو ان کی مقررہ زندگی کا آخری وقت تھا، ملک الموت کو تھپڑ مار کر ان کی آنکھ پھوڑ دی تھی:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْ إِلٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَ قَالَ اَرْجِعْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْآنَ مِنْ قَرِيْبٍ))[1]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا اور بولا، اپنے رب کو لبیک کہیے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کی آنکھ پر تھپڑ مارا اور آنکھ پھوڑ دی تو فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ گیا اور کہا، تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو کہ مرنا پسند نہیں کرتا اور اس نے

① صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب وفاة موسیٰ: ۳۴۰۷۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام: ۶۱۴۹ واللفظ لہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری آنکھ بھی پھوڑ دی۔ فرمایا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ ٹھیک کر دی اور فرمایا کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ کیا وہ زندہ رہنا چاہتا ہے؟ اگر زندہ رہنا چاہے تو بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھے، جتنے بالوں کو اس کا ہاتھ نیچے چھپا لے گا اتنے ہی سال وہ زندہ رہے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا، پھر کیا ہوگا؟ بولا، پھر تو مرے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تو پھر ابھی ہی جلدی سے جانا چاہیے۔''

دیکھیے کتنی صاف حدیث ہے کہ فرشتہ روح قبض کرنے کی جسارت نہیں کر سکا بلکہ واپس اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اتنے سال اور زندگی دینے کے لیے تیار ہے جتنے بیل کی پیٹھ کے بال ہاتھ کے نیچے آ جائیں۔

قرآن و حدیث میں ٹکراؤ نہیں:

منکرین حدیث ایسی احادیث کو آڑے ہاتھوں لیتے ہیں، بولتے ہیں کہ دیکھو جی قرآن مجید تو صراحت سے یہ کہتا ہے:

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَـْٔخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ (یونس: ۴۹)

''ہر ایک امت کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں کر سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں۔''

یعنی مرنے کا وقت مقرر ہے اور جب وہ وقت آ جائے تو پھر دیر سویر نہیں ہو سکتی لیکن احادیث میں یہ ملتا ہے کہ نبی ملک الموت کو واپس بھی کر سکتا ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ احادیث قرآن مجید سے ٹکراتی ہیں اور قرآن مجید شک سے بالاتر ہے یعنی اس کے وحی ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ لیکن احادیث اس مقام و مرتبہ کی حامل نہیں ہیں یعنی ان کے وحی ہونے میں شک ہے۔

لیکن منکرین حدیث کا یہ نظریہ سراسر غلط ہے اور اس میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث دونوں ایک ہی منبع سے پھوٹنے والے نور کی کرنیں ہیں۔ ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو چلتے ہیں اور ایک دوسرے کے مؤید و معاون ہیں۔ پیچھے آپ نے تاریخ انسانی کی پہلی غلطی کے تحت سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۵ میں پڑھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے اور حدیث پر ضروری تبصرہ کے تحت سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۲ کے حوالہ سے پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم کو باپوں کی پیٹھوں سے لیا اور اپنے سامنے انہیں کھڑا کیا۔ کیا یہ دونوں آیات تاریخ کی پہلی غلطی کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی تائید و تصدیق نہیں کر رہیں؟

جس طرح یہاں قرآن وحدیث ایک دوسرے کے مطالب سمجھا رہے ہیں اس طرح ہر صحیح حدیث کا مطلب ومعنی قرآن حکیم سے لفظاً یا معناً ثابت ہے اگر اللہ سبحانہ کو منظور ہوا تو ان شاء اللہ اس پر کوئی الگ رسالہ لکھوں گا، یہاں ضمناً اس کا ذکر آ گیا اور اگر وضاحت کیے بغیر آگے نکل جاتا تو ملحدین اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے اور قارئین کئی الجھنوں میں مبتلا ہو جاتے۔

رہا یہ سوال کہ از روئے قرآن حکیم موت کا مقررہ وقت ٹل نہیں سکتا لیکن مذکورہ بالا احادیث، جن میں یہ ذکر ہے کہ فرشتہ انبیاء کے پاس آ کر واپس بھی چلا جاتا تھا یعنی روح قبض کیے بغیر، اس سے مقررہ وقت کا ٹل جانا ثابت ہوا جو کہ قرآن حکیم کے ارشادات کے خلاف ہے۔

تو یہ سوال بھی کتاب وسنت کی تعلیمات سے بے خبری پر ہی مبنی ہے۔ قرآن حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بہت سے امور میں عام انسانوں سے ممتاز تھے اور یہی بات ان احادیث میں ہے کہ روح قبض کرے یا نہ لیکن انبیاء علیہم السلام کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ فرشتے نے اجازت لے کر ہی ان کی روح قبض کی۔

اور عام انسانوں سے انبیاء علیہم السلام کا کئی باتوں میں منفرد و مخصوص ہونا قرآن حکیم میں جا بجا مذکور ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَٰمُوسَىٰ ﴿١٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا۟ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَـَٔارِبُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُخۡرَىٰ ﴿١٨﴾ قَالَ أَلۡقِهَا يَٰمُوسَىٰ ﴿١٩﴾ فَأَلۡقَىٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٞ تَسۡعَىٰ ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡۖ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا ٱلۡأُولَىٰ ﴿٢١﴾ (طٰه:١٧-٢١)

''اور اے موسیٰ! یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کہنے لگے یہ میری لاٹھی ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی کئی کام ہوتے ہیں۔ فرمایا، موسیٰ! اسے پھینک دو تو انہوں نے اسے پھینک دیا۔ تو ناگہاں وہ سانپ تھا جو بھاگ رہا تھا۔ فرمایا، اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں، ہم اسے (فوراً ہی) پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔''

کیا ہمیں آج ایسا انسان ملتا ہے جس کے ہاتھ کی لکڑی زمین پر ڈال دینے سے سانپ بن جاتی ہو اور وہ سانپ بھاگا پھرے؟ اور سانپ بھی چھوٹا موٹا نہیں بلکہ اژدہا بنے:

قَالَ إِن كُنتَ جِئۡتَ بِـَٔايَةٖ فَأۡتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلۡقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعۡبَانٞ مُّبِينٞ ﴿١٠٧﴾

(الأعراف:١٠٦، ١٠٧)

''(فرعون) بولا اگر تو کوئی دلیل لے کر آیا ہے تو (اس میں) اگر سچا ہے تو اسے پیش کر۔ تو اس نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صاف صاف اژدہا ہے۔''

پھر اژدہا بھی ایسا کہ سینکڑوں ہزاروں جادوگروں، جن کو فرعون کے حکم سے مصر کے تمام شہروں، قریوں سے یکجا کیا گیا ہے،[١] کی رسیوں اور لکڑیوں کو ہڑپ کر گیا۔[٢]

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ سبحانہ نے پیغمبرانہ خصوصیتوں سے نوازا:

وَإِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ ٱلطِّينِ كَهَيۡـَٔةِ ٱلطَّيۡرِ بِإِذۡنِي فَتَنفُخُ فِيهَا

---

① سورۃ الاعراف: ١١١، ١١٢۔ ② سورۃ طٰہ: ٦٥ تا ٦٩ اور الاعراف: ١١٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ﴿١١٠﴾ (المائدة: ۱۱۰)

''اور جب تم میرے حکم سے مٹی سے پرندے کی مورتی بناتے تھے، اس کے بعد اس (مورتی) میں پھونک مارتے اور وہ (مورتی) میرے حکم سے (سچ مچ کا) پرندہ بن جاتا تھا اور مادرزاد اندھے اور پھلبہری والے کو میرے حکم سے تندرست کر دیتے تھے اور جب تم میرے حکم سے مردوں کو زندہ (کر کے قبر سے) باہر نکالتے تھے۔''

ہم منکرین حدیث سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ آج کوئی ایسا مسیحا پیدا کر کے سر عام لوگوں کے روبرو لائیں جو مٹی کا بت بنا کر اس میں پھونک مارے اور سچ مچ کے پرندے کے روپ میں وہ بت اڑنے لگے۔ کوئی ایسا طبیب یا ڈاکٹر بہم پہنچائیں جو ہسپتالوں کے مردہ خانوں میں جا کر مردوں کو جیتا جاگتا کر دے۔

اگر وہ حضرات جواباً یہ کہیں کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات تھیں تو ہم ان سے مؤدبانہ عرض کریں گے جناب والا جب قرآن حکیم سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام کو عام انسانوں سے جداگانہ خصوصیات کا حامل بنایا تھا تو پھر حدیث پاک بھی تو یہی تعلیم دیتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کئی مقاماتِ زندگی میں عام مخلوق انسانی سے مختلف تھے۔

اور جب قرآن و حدیث دونوں انبیاء علیہم السلام کے عام لوگوں سے ممتاز ہونے پر ایک دوسرے کے ہمنوا ہیں تو پھر قرآن حکیم میں چار شادیوں تک کی اجازت والی آیت پڑھ کر اور کتب حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سے زائد شادیوں کے ذکر کو قرآن حکیم کا مخالف و متضاد دکھا کر شور و غل کرتے ہوئے آسمان کو سر پر کیوں اٹھا لیتے ہیں کہ دیکھو جی قرآن حکیم میں کچھ ہے اور حدیث میں کچھ اور حدیث کے جھوٹا اور من گھڑت ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ وہ قرآن پاک کے خلاف ہے؟ کیا اس کے بعد بھی تمہارے قرآن دانی کا دیوالیہ نکلنے کا کوئی ثبوت درکار ہے؟ افسوس تو اس بات کا ہے کہ علمائے کرام نے بھی کتاب و سنت سے بے اعتنائی برتی ورنہ نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ اگر علمائے دین براہ راست قرآن و حدیث کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ کر کے لوگوں کو خطبے دیتے، وعظ و تلقین کرتے تو آسانی سے انہیں گمراہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

عقلی تقاضا:

قرآن پاک کی شہادت کے علاوہ عقل بھی تسلیم کرتی ہے، گو کہ وہ دین میں دلیل نہیں بن سکتی کہ علو منصب اور رتبۂ بلند کے اظہار وثبوت کے لیے بعض امور میں انفرادیت ضروری ہے اور اس پر آپ کو ہر سُو واقعاتی شواہد ملیں گے اور دانائے راز پر اس کے وجوہ وعلل مخفی نہیں۔ تاہم اس کی وضاحت میں مختصر عرض کیا جاتا ہے کہ دنیا کی ہر حکومت اور حکومت کے ہر محکمے میں انتظامی درجات ہیں اور ہر درجہ کی پہچان کے لیے کچھ لوازمات ہوتے ہیں تا کہ اس منصب کا حامل شناخت کیا جا سکے اور شناخت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس منصب والے کے مقررہ آداب و امتیازات کا لحاظ مدنظر رکھا جائے تو کیا...... نبوت جیسے منصب جلیلہ پر فائز واجب الاحترام ہستیوں کے لیے انفرادیت کا عقل تقاضا نہیں کرتی؟ اور یہی بات احادیث میں ہے کہ ملک الموت کا روح قبض کرتے وقت کا رویہ انبیاء ﷺ کیساتھ عام لوگوں سے مختلف رہا ہے۔

غلام احمد پرویز قرآن حکیم کی تشریح وتفسیر میں مغربی فلاسفہ کے اقوال اس انداز سے پیش کرتا ہے گویا قرآن حکیم کی تعلیمات اور ان فلاسفہ کی آراء بالکل ایک ہی سمت کو لے جاتی ہیں اور قرآنی تعلیمات کو نعوذ باللہ صحابہ بھی نہ سمجھ سکے کہ قیامت سے مراد کیا ہے؟ جنت اور دوزخ کسے کہا گیا ہے؟ بقول پرویز ان حقائق کو سوشلزم کے داعی فلاسفہ سمجھے ہیں۔ ①

عقلیات کے اس قدر متوالے پرویز کو اتنا صاف شفاف عقلی تقاضا نظر نہیں آیا کہ انبیاء ﷺ کو واقعی عام لوگوں سے ممتاز ہونا چاہیے؟ اور یہی بات یہ احادیث بتا رہی ہیں جسے عقل تسلیم کرتی ہے۔

خلاصہ:

تاریخ انسانی کی پہلی غلطی حرص و لالچ تھی۔ اس سلسلے میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آ گیا، جس پر قرآن پاک کی آیات اور احادیث نبوی کے حوالے پیش کیے گئے۔ اس ضمن میں نور

① نظام ربوبیت از غلام احمد پرویز۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کی ابتدا، انجام اور اس کی حفاظت کے لیے ضروری اقدامات یعنی نیک اعمال کی ضرورت اور گناہوں سے توبہ کا ذکر آ گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں ملک الموت کا واپس لوٹ جانا جب احادیث کی روشنی میں مذکور ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کا ذکر آیا تو احادیث کے بظاہر تضاد اور قرآن وسنت کے آپس کے بظاہر تناقض کا ذکر آ گیا جس کا سہارا لے کر منکرین حدیث سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں مختصراً بتانا ضروری تھا کہ نہ احادیث کا آپس میں ٹکراؤ ہے اور نہ قرآن وحدیث میں کسی قسم کا تضاد ہے اور جو تضاد نظر آتا یا دکھایا جاتا ہے وہ علمی افلاس کی وجہ سے ہے۔

دوسرا گناہ، فحاشی:

بات تو راگ کی چل رہی تھی اور یہ بتایا جا رہا تھا کہ راگ اس لیے بھی بری چیز ہے کہ اس سے فحاشی کے دروازے کھلتے ہیں اور فحاشی وہ کبیرہ گناہ ہے جو شرک سے پہلے وجود میں آیا۔ اس سلسلہ میں یہ ذکر آ گیا کہ تاریخ انسانی کا دوسرا گناہ فحاشی ہے۔ تو ذہن میں سوال ابھرتا تھا کہ انسان نے سب سے پہلی غلطی کون سی کی؟ اس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آ گیا جو گو قدرے طویل ہو گیا تاہم مفید اور دلچسپ معلومات سے خالی نہیں۔

فحاشی جو کہ اردو کا لفظ ہے عربی کے لفظ فحشاء سے بنا ہے اور فحشاء قرآن پاک میں جنسی بے راہ روی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِۦ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ أَن رَّءَا بُرْهَـٰنَ رَبِّهِۦ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ ٱلسُّوٓءَ وَٱلْفَحْشَآءَ ۚ إِنَّهُۥ مِنْ عِبَادِنَا ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾ (یوسف: ۲٤)

"اور اس (عورت) نے اس کا ارادہ کیا اور وہ (یوسف) بھی اس کا ارادہ کر لیتا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا۔ یونہی ہوا، اس واسطے کہ ہم ان سے برائی (کا دھبہ) اور بے حیائی کو دور کر دیں۔ بلاشبہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَحْشَاء یعنی بے حیائی سے مراد زنا ہے اور دوسری جگہ یوں ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُۥ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ (الإسراء: ۳۲)

''اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یقیناً وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔''

اور زنا کے علاوہ اغلام پر بھی قرآن حکیم میں فاحشۃ کا اطلاق ہوا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اس خباثت میں مبتلا اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا:

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾ (الأعراف: ۸۰، ۸۱)

''کیا تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے اہل جہاں میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔ تم نفسانی خواہش عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے پوری کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہو۔''

غرضیکہ جنسی بے راہ روی کو قرآن حکیم میں ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور ایسے کاموں سے اللہ ذوالجلال دور رہنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

۞ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ (النحل: ۹۰)

''یقیناً اللہ (تعالیٰ) انصاف، نیکی کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شیطان بے حیائی کو فروغ دینے کے لیے ہر گھڑی کوشاں رہتا ہے:

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ (٢٦٨)﴾

(البقرۃ:٢٦٨)

"شیطان تمہیں (صدقہ و خیرات سے روکنے کے لیے) فقیری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔"

فحاشی پھیلانے کی شیطانی تدابیر:

اور اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ شیطان فحاشی کو فروغ دینے کے لیے کیا کیا حربے بروئے کار لاتا ہے تو وہ چار ہیں ① بے حیائی ② بے پردگی ③ آزادانہ و بے باکانہ مرد و زن کا میل جول، اٹھنا بیٹھنا اور ④ گانا یعنی راگ۔ اور قرآن و سنت نے ان شیطانی حملے کے چاروں دروازوں کو اپنی ہدایات کے ذریعہ بند کر رکھا ہے۔

ا۔ بے حیائی کا سد باب:

ایمان اور شرم و حیا کا آپس میں زبردست علاقہ و رابطہ ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ))①

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے، وہ اپنے بھائی کو شرم کے بارے میں سمجھا رہا تھا (کہ شرمایا نہ کرو) تو آپ نے فرمایا، اسے (شرم والی خصلت پر قائم) رہنے دو کیونکہ یہ بات

① صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان : ٢٤۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان : ١٥٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک سے بالاتر ہے کہ شرم ایمان کا حصہ ہے۔"

حدیث پاک سے واضح ہوا کہ جہاں شرم وحیا نہیں وہاں صحیح ایمان نہیں اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے:

((إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ فِي قَرَنٍ فَإِذَا سُلِبَ أَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْآخَرُ))①

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، بلاشبہ حیا اور ایمان لازم وملزوم ہیں ایک سے محرومی دوسرے سے از خود محرومی ہے۔"

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف بتایا ہے۔ لیکن ابوالفرج حنبلی نے جامع العلوم والحکم میں بیسویں حدیث کی تشریح میں مندرجہ بالا حدیث کو حمید بن زنجویہ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت کیا ہے اور اس پر ضعیف ہونے کا حکم نہیں لگایا۔ ②

اس کے علاوہ اسی مضمون کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جامع الصغیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت والی کتابوں کے ہی حوالہ سے ہے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت مجمع الزوائد میں طبرانی اوسط اور صغیر کے حوالہ سے۔ دیکھیے کتاب الادب باب ماجاء فی الحیاء۔ اور ایک حدیث میں اس طرح وارد ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا وَ خُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ))③

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر دین کا ایک خاص وصف ہوتا ہے اور اسلام کا خاص وصف حیا ہے۔"

---

① ضعیف الجامع الصغیر للألبانی: ۱٤۳٥۔

② ان کے ضعیف کا حکم نہ لگانے سے حدیث صحیح نہیں ہو جاتی، اگر ضعیف کا حکم نہیں لگایا تو صحیح و حسن بھی نہیں کہا۔

③ "حسن" ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الحیاء: ٤١٨١ (ابن ماجه میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ھی حدیث کے الفاظ یہ ھیں: ((إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا وَ إِنَّ خُلُقَ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ)) حدیث: ٤١٨٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث نے وضاحت کر دی کہ ہر مسلمان میں شرم وحیا کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ دین اسلام کی پہچان ہی شرم وحیا سے ہے۔ بخاری میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ))①

"حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کچھ بعد والے لوگوں کو سابقہ نبوت سے ملا اس میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب تمہیں حیا مانع نہ ہو تو جو دل میں آئے کرلو۔"

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

(اَلْاَمْرُ فِیْهِ لِلْاِبَاحَةِ اَیْ اِذَا اَرَدْتَّ فِعْلَ شَیْءٍ فَاِنْ كَانَ مِمَّا لَا تَسْتَحِیْ اِذَا فَعَلْتَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَلَا مِنَ النَّاسِ فَافْعَلْهُ وَاِلَّا فَلَا وَعَلٰى هٰذَا مَدَارُ الْاِسْلَامِ)②

"یہ حکم جائز کرنے کے لیے ہے یعنی جب تم کوئی کام کرنا چاہو تو اگر اس کام کی نوعیت ایسی ہے کہ اس کو انجام دیتے وقت تمہیں اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس ہو نہ لوگوں سے، تو کرلو ورنہ مت کرو اور اسی پر اسلام کا دارومدار ہے۔"

اور دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مطلب درست ہے۔ یہ معنی ہے اوپر گزرنے والی اس حدیث کا جس میں ذکر ہے کہ حیا اسلام سے ہے یعنی جائز و ناجائز کی تفصیلات کی پہچان ہے۔

آپ اندازہ کیجیے کہ شرم وحیا کی تعلیم دے کر اللہ سبحانہ نے حرام کاموں، جن میں فحاشی سرفہرست ہے، کا کس ایجاز و اختصار اور کس حسن و خوبی سے سد باب فرما دیا۔ یہ اسلام کی صداقت کا کتنا بڑا منہ بولتا ثبوت ہے؟ انسان ایسا کلام پیش نہیں کرسکتا جس کے الفاظ کم اور

---

① صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اذا لم تستحي فاصنع ما شئت: ٦١٢٠۔

② فتح الباری: ٦٤٣/١٣۔ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدیث بالا: ٦١٢٠ کے تحت امام نووی سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالب زیادہ ہوں۔

۲۔انسداد بے پردگی:

اسلامی معاشرے کو پاک وصاف رکھنے کی خاطر اور معاشرے میں فحاشی کے در آنے کی روک تھام کرنے کے لیے پردے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ (النور: ۳۰)

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھیں اور اپنے ستروں کو (بدکاری سے) بچائے رکھیں۔ ایسا کرنا ان کے لیے انتہائی پاکیزگی ہے، بلاشبہ اللہ ان کی سرگرمیوں سے خوب آگاہ ہے۔''

اور حدیث میں ہے:

((عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي))[1]

''حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر (اجنبی عورت پر) پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں نظر ہٹا لوں۔''

اسی طرح اللہ ذوالجلال نے عورتوں کو حکم دیا:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا

[1] صحیح مسلم، کتاب الادب، باب نظر الفجاءۃ: ۵٦٤٤۔ سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فیما یؤمر بہ من غض البصر: ۲۱٤۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّـٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ﴿٣١﴾ (النور: ٣١)

’’اور مومن عورتوں سے (بھی) کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستروں کو (بدکاری سے) بچائیں اور اپنی آرائش کو اجاگر نہ کریں سوائے اس کے جو (بہرطور) کھلی رہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی خوبصورتی کو چھپائیں سوائے اپنے شوہروں کے یا باپوں یا سسروں یا بیٹوں یا سوتیلے بیٹوں یا بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں کے سوا یا مسلمان عورتوں کے سوا یا اپنے غلاموں کے سوا یا ان مردوں کے سوا جنہیں (نکاح کی) خواہش نہ ہو یا ان لڑکوں کے سوا جو عورتوں کے پوشیدہ امور سے آگاہی نہیں رکھتے اور (عورتیں) اپنے پاؤں مار مار کر نہ چلیں تاکہ ان کی مخفی خوبصورتی (موجود لوگوں کو) معلوم ہو جائے۔‘‘

یعنی ان لوگوں کے سوا جن کا آیت میں ذکر آیا ہے، سب سے مسلمان عورت کو اپنا حسن چھپانا چاہیے۔ لیکن یہ تعین ضروری ہے کہ خوبصورتی سے مراد کون کونسی باتیں ہیں جنہیں مسلمان عورت چھپائے گی اور وہ کیا چیز ہے جو چھپائے چھپتی نہیں؟

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جن چیزوں کو یعنی جس آرائش کو عورت نے غیروں سے چھپانا ہے ان میں زیور، گردن، سینہ، بال اور لباس شامل ہیں۔

اور جو چیز چھپائے نہیں چھپتی اس سے مراد چہرہ، آنکھوں کا کاجل، ہاتھ، ہاتھوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگوٹھیاں اور مہندی اور آدھی کلائی تک بازو ہیں۔ یہ خیال حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے [1] اور ان کی دلیل ابوداؤد کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

((عَنِ ابْنِ دُرَيْكٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ عَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ! اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ يَصْلُحْ لَهَا اَنْ يُرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَ اَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَ كَفَّيْهِ)) [2]

"ابن دریک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی، وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ آپ نے (یہ دیکھ کر) اس کی طرف سے اپنا رخ پھیر لیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے جسم کا صرف یہ اور یہ حصہ نظر آنا جائز ہے اور آپ نے اپنے منہ اور دونوں پہنچوں تک ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔"

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف ہونے کی پہلی دلیل تو خود امام ابوداؤد نے اس حدیث کے درج کرنے کے بعد لکھی ہے:

(قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ هٰذَا مُرْسَلٌ خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ)

---

[1] ابن عباس، ابن عمر، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سعید بن جبیر، عطاء، ابراھیم النخعی، قتادہ، اوزاعی، مسور بن مخرمہ، عکرمہ، ابو الشعثاء، الضحاك، شافعی، ابو حنیفہ، احمد (ایك روایت کے مطابق) قاضی عیاض، ابن جریر طبری، علامہ ابن حزم، ملا علی قاری اور دور حاضر کے ممتاز محدث شیخ البانی رحمھم اللہ۔ یہ سب حضرات چہرے کے پردے کے عدم وجوب کے قائل ھیں اور مستحب اور سنت ہونے کے داعی اور معتقد ھیں۔ ان کی بنیادی دلیل آیت کریمہ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ھے تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر قرطبی، المحلی ابن حزم: ۲۴۷/۲، "النظر فی احکام النظر" لابی الحسن القطان، جلباب المرأۃ المسلمۃ اور فتاویٰ الدین الخالص :۵۰۹/۳۔ نیز یہ بھی یاد رھے کہ اسماء بنت ابی بکر والی حدیث کو شیخ البانی نے شواھد کی بنا پر حسن کہا ھے۔ دیکھیے صحیح ابی داؤد اور جلباب المرأۃ المسلمۃ۔

[2] سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأۃ من زینتھا : ۴۱۰۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث مرسل ہے، خالد بن دریک کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات نہیں ہوئی۔''

اور یہ بات امام ابن ابی حاتم بھی فرماتے ہیں:

(هُوَ مُرْسَلٌ خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ)[1]

''یہ روایت مرسل ہے، خالد بن دریک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث نہیں سنی۔''

عام طور پر مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں کوئی تابعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بیان کرے، لیکن بعض محدثین منقطع کو بھی مرسل کا نام دیتے ہیں۔ یعنی یہ روایت منقطع ہے اور جس حدیث کی سند منقطع ہو وہ بالاتفاق محدثین کی نظر میں ضعیف یعنی دلیل بننے کے لحاظ سے کمزور اور غیر معتبر ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث کی سند میں سعید بن بشیر ہے جو کہ اس حدیث کو قتادہ سے روایت کرتا ہے۔ اسے یعنی سعید بن بشیر کو ابومسہر منکر الحدیث کہتے ہیں۔ ابن نمیر کہتے ہیں:

((يَرْوِي عَنْ قَتَادَةَ الْمُنْكَرَاتِ))

''یعنی امام قتادہ سے بے سروپا روایات بیان کرتا تھا۔''

امام ابوزرعہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی بیان کردہ روایت دلیل بننے کے قابل نہیں۔ امام ابن معین اور امام نسائی نے اسے ضعیف یعنی غیر معتبر بتایا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی یادداشت کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے۔ یہ تمام اقوال میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب میں ہیں۔ یہ اس حدیث کے ضعیف ہونے کی دوسری دلیل ہے پھر پردہ احکام شریعت میں سے ہے۔ اس لیے بھی اس حدیث کو جس میں چہرہ پردے کی چیزوں میں شامل نہیں، دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

مزید برآں یہ بات بھی ہے کہ حضرت اسماء کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حلیے میں آنے کا واقعہ ہجرت کے متصل یا تھوڑی دیر بعد کا ہے اور اس وقت بالاتفاق پردے کا حکم

---

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۃ نور، تفسیر آیت: ۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھا تاہم ایسے لباس کی بھی اجازت نہیں تھی جس میں سے بدن نظر آئے۔ اسی لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے ٹوکا اور ہجرت کے متصل یا تھوڑی دیر بعد کا اس واقعہ کا ہونا تاریخی قرائن سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ہجرت سے تقریباً دو برس پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جناب رسول اللہ ﷺ سے نکاح ہوا، اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا یا نابالغ تھیں یا شادی ہو چکی تھی اور اپنے گھر تھیں۔ اگر نابالغ تھیں تو ابوداؤد کی حدیث کی رو سے ان کو باریک لباس کی اجازت تھی لیکن ہجرت کے وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جیسا کہ الاصابہ، الاستیعاب اور اسد الغابہ میں لکھا ہے، حاملہ تھیں اور قباء کے مقام پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی اور ہجرت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ تقریباً اسی زمانے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی بہن کے گھر مذکورہ بالا حلیے میں آئیں۔

اور پردے کا حکم سورۂ احزاب میں نازل ہوا اور سورۂ احزاب غزوۂ خندق کے متصل بعد نازل ہوئی ہے اور غزوۂ خندق پانچ ہجری میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ اس لحاظ سے ابوداؤد کی روایت اگر صحیح بھی ہوتی تو قرآن حکیم کی یہ آیات منسوخ کر دیتیں:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ

(الأحزاب: ٥٩)

"اے نبی! اپنی بیگمات، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی بیگمات سے کہہ دو (کہ) وہ (گھر سے باہر نکلتے وقت) اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا (کر گھونگٹ نکال) لیا کریں یہ بہت بہتر ہے کہ وہ (شریف) پہچانی جائیں چنانچہ انہیں (اوباشوں سے) رنج نہ پہنچے۔"

ان آیات میں امہات المومنین اور عام مومن عورتوں کے لیے ایک ہی حکم ہے، سبھی گھونگٹ نکالیں۔ یہ نہیں کہ چہرے کا پردہ عام مسلمان عورت کے لیے نہیں بلکہ صرف امہات المومنین یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی بیگمات کے لیے تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرے کا پردہ:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ جن کی تفسیر محدثانہ ہے، مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

(قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَمَرَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ فِي حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّينَ وُجُوهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ وَيُبْدِينَ عَيْنًا وَاحِدَةً)[1]

"علی بن ابی طلحہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ (اس میں) اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام سے اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو وہ سر کی جانب سے اپنی چادریں لٹکا کر اپنے چہرے چھپا لیں اور ایک آنکھ ننگی رکھ لیں۔"

اور امام محمد بن سیرین کہتے ہیں:

(سَأَلْتُ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ﴾ فَغَطّٰى وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَأَبْرَزَ عَيْنَهُ الْيُسْرٰى)[2]

"میں نے عبیدہ سلمانی سے اس آیت ﴿ وَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ﴾ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اپنا سر اور چہرہ چھپا لیا اور بائیں آنکھ ننگی کر لی۔"

نہایت حیرت کا مقام ہے کہ بعض جلیل القدر علماء نے چہرے کو پردے سے ایک ضعیف روایت کی بنا پر مستثنیٰ قرار دیا حالانکہ چہرہ ہمیشہ عرب میں پردے میں شامل رہا۔ قبل از اسلام بھی شرفاء کی مستورات چہرہ ڈھانکتی اور نقاب اوڑھتی تھیں۔ ہمارے پاس جاہلی تمدن جاننے کا ذریعہ جاہلی یعنی قبل از اسلام کے شعراء کا کلام ہی ہے۔ ربیع بن زیادہ مالک کا مرثیہ کہتا ہے ؎

---

① ابن کثیر: ۳/۵۱۸، داراحیاء التراث العربی بیروت۔"منقطع" جلباب المرأة المسلمة: ص ۸۸۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس کو نہ دیکھا اور نہ ہی سنا ہے لہٰذا روایت منقطع ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طلحہ اور ابن عباس کے درمیان واسطہ مجاھد یا سعید بن جبیر ہوتا ہے اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر روایت صحیح ہو سکتی ہے۔

② حوالہ مذکورہ بالا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ مَسْرُوْرًا بِمَقْتَلِ مَالِكٍ
فَلْيَأْتِ سَاحَتَنَا بِوَجْهِ نَهَارٍ
يَجِدِ النِّسَاءَ حَوَاسِرًا يَنْدُبْنَهُ
يَلْطِمْنَ أَوْجُهَهُنَّ بِالْأَسْحَارِ
قَدْ كُنَّ يَخْبَأْنَ الْوُجُوهَ تَسَتُّرًا
فَالْيَوْمَ قَدْ أَبْرَزْنَ لِلنُّظَّارِ ①

اشعار کا مطلب یہ ہے کہ "ہماری مستورات باپردہ ہیں۔ کبھی ان کا چہرہ کسی نے نہیں دیکھا تھا لیکن مالک کے مرنے سے انہیں تن بدن کا ہوش نہیں، اس کے ماتم میں یہ منہ کو پیٹتی ہیں اور لوگ انہیں ننگے منہ دیکھتے ہیں۔"

امرؤالقیس گمراہ شاعر اپنے معلقہ میں جا بجا پردہ نشین عورتوں کا ذکر کرتا اور اپنی خباثت کو اچھال کر بیان کرتا ہے" وَبَيْضَةُ خِدْرٍ لَا يُرَامُ خِبَاءُ هَا۔" اس کا کلام واضح کرتا ہے کہ عرب لوگ سفر میں بھی اپنی مستورات کو باپردہ سفر کراتے تھے۔ وہ کہتا ہے" وَيَوْمٌ دَخَلْتُ الْخِدْرَ خِدْرَ عُنَيْزَةٍ۔" اس کے علاوہ اور بھی کئی دلائل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل بھی عرب میں شرفاء لوگوں کی مستورات باپردہ تھیں اور چہرے پر نقاب ڈالتی تھیں۔ اسلام نے عرب کی ہر اچھی روایت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس کی اصلاح بھی کی۔ عورت کے پردے کو بھی اسلام نے برقرار رکھا۔ اوپر قرآن حکیم کی آیت گزری جس کی تفسیر امام التفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان کی کہ اس میں اللہ ذوالجلال مومنوں کی مستورات کو منہ ڈھانکنے کا حکم دے رہا ہے۔

اور یہی بات احادیث میں ہے۔ ابوداؤد میں ہے:

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى مَا يَدْعُوْهُ إِلٰى نِكَاحِهَا

① ديوان الحماسه، باب المراثي : ٣٤٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلْيَفْعَلْ قَالَ فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ اَتَخَبَّأُ لَهَا حَتّٰى رَاَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِيْ اِلٰى نِكَاحِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا))①

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی مسلمان کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کرے تو اگر اس سے بن پڑے تو اس عورت کی اس خوبی کو ایک نظر دیکھ لے جس کی وجہ سے نکاح کی رغبت ہوئی۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے ایک لڑکی (کے ماں باپ) کو پیغام بھجوایا تو میں نے اس کی راہوں میں چھپ کر بیٹھنا شروع کیا تا آنکہ میں نے اسے دیکھ لیا۔ اس کے بعد میں نے اس سے نکاح کر لیا۔''

حدیث میں صاف مذکور ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس لڑکی کو دیکھنے کے لیے چھپ کر بیٹھتے تھے۔ اگر صحابیات چہرے کو نقاب سے ڈھانکتی نہیں تھیں اور مردوں کی موجودگی میں بھی کھلے منہ گھومتی پھرتی اور کام کاج کرتی تھیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو چھپ چھپ کر دیکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ اس کو سرراہ کھڑے ہو کر بھی دیکھ سکتے تھے۔

پھر یہ حدیث اس حدیث کی طرح جسے بعض حضرات چہرہ کھلا رکھنے کے جواز میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں، ضعیف نہیں ہے۔ اس کی سند پر بعض محدثین نے صرف اتنا کلام فرمایا ہے کہ ابوداؤد کی سند میں واقد بن عبدالرحمٰن ہے، مشہور واقد بن عمرو ہے۔ لیکن مستدرک حاکم کی حدیث میں جس کے الفاظ بالکل یہی ہیں صرف چھپنے کی جگہ کا ذکر ہے کہ کھجوروں کے باغ میں چھپ کر دیکھتا تھا، اس کی سند میں واقد بن عمرو ہی ہے۔ یعنی ابوداؤد کی حدیث میں جو تھوڑی بہت تشویش کی بات تھی مستدرک کی حدیث نے وہ بھی دور کر دی، پھر اسے امام حاکم نے صحیح فرمایا ہے اور امام ذہبی نے اس کی تائید کی ہے۔②

اس سلسلے میں ابن ماجہ کی روایت میں مزید صراحت ملتی ہے:

① ''حسن'' سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأۃ وھو یرید تزویجھا :۲۰۸۲۔

② المستدرک حاکم، کتاب النکاح، باب اذا خطب احد کم ......الخ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّأُ لَهَا حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْهَا فِیْ نَخْلٍ لَّهَا فَقِیْلَ لَهٗ اَ تَفْعَلُ هٰذَا وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا اَلْقَی اللّٰهُ فِیْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلَیْهَا))[1]

"حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو میں نے اسے چھپ کر دیکھنا شروع کیا حتیٰ کہ میں نے اسے اس کے کھجوروں کے باغ میں دیکھ لیا۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم صحابی رسول ہو کر ایسا کرتے ہو؟ تو میں نے جواب میں کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کے دل میں کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ڈالے تو اس مرد کے اس عورت کو دیکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ صحابہ کے وقت میں عورتیں اپنا چہرہ نقاب وغیرہ سے ڈھانکتی تھیں۔ دوسرے اگر کوئی شخص انہیں یعنی ان کا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا تو اسی وقت دیکھ سکتا تھا جب وہ اپنے کھیت وغیرہ میں یہ سمجھ کر بے فکری سے منہ کھولے بیٹھی ہوتی تھیں کہ آس پاس کوئی غیر محرم مرد موجود نہیں۔ تیسرے اس وقت کے لوگ کسی غیر محرم عورت کا چہرہ دیکھنے کو معیوب سمجھتے تھے اسی لیے انہوں نے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ وہ صحابی ہو کر ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اور کنواری لڑکیوں کے لیے تو اس سے بھی زیادہ پردے کا اہتمام تھا۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے:

((عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرْتُ لَهٗ امْرَأَةً اَخْطُبُهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا فَاَتَیْتُ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰی اَبَوَیْهَا وَ اَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ فَکَاَنَّهُمَا کَرِهَا ذٰلِكَ قَالَ فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ وَ هِیَ فِیْ خِدْرِهَا

---

[1] "صحیح" ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ: ۱۸۶۴۔ مسند احمد: ۴/ ۲۲۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَكَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَاِلَّا فَاَنْشُدُكَ كَاَنَّهَا اَعْظَمَتْ ذٰلِكَ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا فَذَكَرَ مِنْ مُّوَافَقَتِهَا))①

" حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عورت کا ذکر کیا جس سے میرا نکاح کرنے کا ارادہ تھا۔ آپ نے فرمایا اسے ایک نظر دیکھ لینا اس سے تمہارا آپس میں پیار بڑھ جائے گا۔ میں اس انصاری عورت کے گھر آیا اور اس کے والدین سے اس کا رشتہ مانگا اور انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان عرض کیا۔ لیکن انہوں نے گویا کہ (بیٹی دکھانا) ناپسند کیا۔ یہ بات پردے میں بیٹھی اس عورت نے بھی سن لی وہ وہیں سے بولی کہ اگر تو جناب رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے تو دیکھ لو ورنہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں (کہ ایسا مت کرنا) گویا کہ اس نے اس کو بہت برا خیال کیا۔ تو میں نے اسے دیکھ لیا اور اس سے شادی رچالی۔ مدینہ میں اس عورت کی اپنے میاں ... ہم آہنگی کا چرچا تھا۔"

آپ نے حدیث ملاحظہ فرمائی۔ جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اس گھر گئے تو لڑکی اپنے گھر میں بھی الگ باپردہ جگہ میں تھی۔ "خدر" کا معنی امام نووی نے شرح مسلم میں یہ لکھا ہے:

(وَالْخِدْرُ سِتْرٌ يُجْعَلُ لِلْبِكْرِ فِيْ جَنْبِ الْبَيْتِ)②

" خدر اس پردے کو کہتے ہیں جو کنواری لڑکی کے لیے گھر کے ایک کونے میں بنایا جاتا ہے۔"

اور لغات حدیث کی مشہور کتاب "النہایۃ" میں ہے:

(اَلْخِدْرُ نَاحِيَةٌ فِي الْبَيْتِ يُتْرَكُ عَلَيْهَا سِتْرٌ فَتَكُوْنُ فِيْهِ الْجَارِيَةُ الْبِكْرُ)③

① "صحیح" ابن ماجه، کتاب النکاح، باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوجها: ١٨٦٦، مسند احمد: ٢٤٥/٤۔

② مسلم: ٢٥٥/٢، اصح المطابع۔

③ النهاية: باب الخاء مع الدال۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خدر گھر کے اس کونے کو کہتے ہیں جہاں پردہ لٹکا دیا جاتا ہے اور وہاں کنواری لڑکی پردے کے پیچھے بیٹھتی ہے۔"

اور پھر اس حدیث کی تائید بخاری و مسلم کی احادیث کرتی ہیں:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا)) ①

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ شرم و حیا میں اس کنواری لڑکی سے بڑھ کر تھے جو پردے کے پیچھے بیٹھا کرتی ہے۔"

چہرے کے پردے کے ان مضبوط دلائل کو چھوڑ کر ابوداؤد کی ضعیف روایت کو لینا ایک اہل حدیث کہلانے والے کی شان کے سراسر خلاف اور جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ سخت ناانصافی ہے اور احکام پردہ کی غرض و غایت سے اعراض بھی۔

ایک اشکال کا ازالہ:

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عرب میں قبل از اسلام ہی پردہ تھا اور جیسا کہ مذکورہ احادیث میں گزرا، اسلام نے اسے مزید پختہ کر دیا اور اصلاح بھی کی تو پھر بخاری کی اس حدیث کا کیا مطلب؟:

((وَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَدْخُلُ عَلَیْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ آیَةَ الْحِجَابِ)) ②

"(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اور میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس نیک و بد سبھی طرح کے لوگ آتے ہیں، کیا ہی اچھا ہو اگر آپ امہات المومنین کو پردہ کرائیں تو اللہ تعالیٰ نے پردے (کے حکم) کی آیت نازل فرما دی۔"

اس حدیث اور اس جیسی بہت ساری دوسری احادیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ازواج

① "صحیح" مسلم، کتاب الفضائل، باب کثرۃ حیاء النبی ﷺ: ٦٠٣٢۔

② صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ "واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی": ٤٤٨٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطہرات پہلے پردہ نہیں کرتی تھیں، یہ حکم بعد میں نازل ہوا۔

یہ ٹھیک ہے کہ امہات المومنین نزول آیت حجاب سے قبل پردہ نہیں کرتی تھیں لیکن یہ عرب کا دستور نہ تھا۔ عرب میں پردہ ہی تھا جیسا کہ قبل از اسلام شعراء کے کلام سے معلوم ہو چکا۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو جن باتوں میں آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی ان میں آپ یہودیوں کی پیروی کرتے تھے، اس لیے کہ مکہ مکرمہ میں اللہ سبحانہ نے آپ کو حکم دیا تھا:

أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ ﴿٩٠﴾ (الأنعام: ٩٠)

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے راہ راست دکھائی تو تم ان کی راہ کی پیروی کرنا۔''

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء علیہم السلام کے نام لیے ان میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا بھی نام تھا۔ اسی لیے آپ نے قبلہ یہود کی طرف نماز پڑھنا شروع کی۔ انہی کے طریقے سے بالوں کو کنگھی کی اور چونکہ ان کی مستورات بے پردہ تھیں اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سخت اصرار کرنے کے باوجود کہ ازواج مطہرات کے لیے باپردہ ہونا ضروری ہے، آپ نے امہات المومنین کو پردہ نہ کرایا اور اسی وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ سب کچھ چھپانے کا حکم دیا اور اسی وقت کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا پردہ نہیں اور جب چہرہ کھلا ہو تو سرمہ کاجل کیسے چھپایا جا سکتا ہے اور جب ہاتھ ننگے ہوں تو مہندی کنگن وغیرہ کیسے ڈھکے جا سکتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ ان چیزوں کا بھی پردہ نہیں۔

اور جب پردے کا حکم آسمان سے نازل ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے منہ ڈھکنے اور صرف ایک آنکھ ننگی رکھنے کو فرمایا، جیسا کہ آپ نے اوپر سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ کی تفسیر میں پڑھا۔

ایک اور اشکال اور اس کا ازالہ:

اوپر آپ نے پردے کے بارے میں دو سورتوں کی آیات اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پہلے سورۂ نور کی آیات پھر سورۂ احزاب کی آیات مع ترجمہ گزریں۔ سورۂ احزاب غزوۂ خندق کے بعد نازل ہوئی اور سورۂ نور غزوۂ بنی مصطلق کے بعد نازل ہوئی۔ اس غزوہ کا دوسرا نام غزوۂ مریسیع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں باب قائم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

(بَابُ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلَقِ مِنْ خُزَاعَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ وَقَالَ مُوسىٰ بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَقَالَ النُّعْمَانُ ابْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيْثُ الْاِفْكِ فِيْ غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ)[1]

"غزوہ بنی مصطلق کا بیان ہے اور یہی غزوہ مریسیع ہے۔ محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ جنگ ٦ ہجری میں ہوئی اور موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ۴ ہجری میں ہوئی اور نعمان بن راشد امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان غزوہ مریسیع میں لگایا گیا۔"

امام موسیٰ بن عقبہ مغازی کے بہت معتبر امام ہیں۔ اپنے میدان میں لاثانی تھے۔[2] ہمیں نہیں معلوم امام موصوف کے سامنے کیا دلائل تھے کہ غزوۂ مریسیع ۴ ہجری میں ہوا، تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَ كَانَ رَاٰنِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ))[3]

"جب مجھے صفوان نے دیکھا تو اس نے پہچان لیا کیونکہ اس نے مجھے پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔"

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ نور کا نزول سورۂ احزاب کے بعد ہوا کیونکہ پردے کا حکم غزوۂ احزاب کے بعد آیا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اکیلے بیٹھے دیکھا تو

---

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ بنی المصطلق۔

② تہذیب التہذیب لابن حجر ترجمہ موسیٰ بن عقبہ۔

③ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک: ٤١٤١۔ مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی حدیث الافک: ٧٠٢٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت یہ حکم ہو چکا تھا جیسا کہ اماں جی فرماتی ہیں۔ اس کے بعد بہتان لگایا گیا اور بہتان طرازی کے طوفان کے بعد سورۂ نور نازل ہوئی اور خالق کائنات و عالِم الغیب والشہادات نے اماں جی کی براءت فرمائی۔

اب یہاں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پردے کا حکم غزوۂ خندق کے بعد آ چکا تھا۔ اس کے بعد سورۂ نور نازل ہوئی جس کی آیت نمبر ۳۱ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ﴿ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چہرے کا پردہ نہیں۔

لیکن اگر ہم ذرا توجہ کریں تو یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے، وہ یوں کہ سورۂ نور کی آیت ۳۱ میں گھر کی چار دیواری کے اندر کے پردے کا ذکر ہے اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں گھر سے باہر کے بارے میں حکم ہے۔

اور اس بات پر کہ سورۂ نور میں گھر کی چار دیواری کے اندر کے احکامات ہیں، پہلی دلیل اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے:

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ - اِلَى قَوْلِهٖ - عَوْرَاتِ النِّسَآءِ ﴾ قَالَ الزِّيْنَةُ الَّتِي يُبْدِيْنَهَا لِهٰؤُلَاءِ وَقُرْطَاهَا وَسِوَارُهَا فَأَمَّا خَلْخَالَاهَا وَمِعْضَدَاهَا وَنَحْرُهَا وَشَعْرُهَا فَإِنَّهُ لَا تُبْدِيْهِ اِلَّا لِزَوْجِهَا)[1]

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ ﴾ سے لے کر ﴿ عَوْرَاتِ النِّسَآءِ ﴾ تک میں بیان کردہ جس آرائش کو مستورات ان مردوں کے سامنے کھلا رکھ سکتی ہیں، اس سے مراد اس کے بُندے، ہار اور کنگن ہیں، مگر پازیب، کہنی سے اوپر کا زیور، حلق اور سر کے بال صرف اپنے شوہر کے سامنے ننگے رکھے۔"

اور امام قتادہ نے ان رشتہ داروں کے سامنے سر کو کھلا رکھنے کی بھی اجازت دی ہے۔[2]

اور اس کی حکمت امام قرطبی نے درج فرمائی ہے:

① تفسیر ابن جریر: ۱۸، ۹٤، ۹٥۔ ② تفسیر ابن جریر حوالہ مذکورہ بالا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فَلَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُبْدِيَ زِيْنَتَهَا اِلَّا لِمَنْ تَحِلُّ لَهٗ اَوْ لِمَنْ هِيَ مَحْرِمَةٌ عَلَيْهِ عَلَى التَّأْبِيْدِ فَهُوَ اٰمِنٌ أَنْ يَّتَحَرَّكَ طَبْعُهٗ اِلَيْهَا لِوُقُوْعِ الْيَاْسِ لَهٗ مِنْهَا)①

"اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ بات حلال نہیں کہ وہ کسی کو اپنی آرائش دکھائے، سوائے اپنے شوہر کے یا ان لوگوں کے سوا جن پر اس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ کیونکہ ایسی عورت سے نکاح کی مایوسی کی وجہ سے اس مرد کے دل میں رغبت ہی پیدا نہیں ہوتی یعنی زینت دیکھ کر۔"

پھر اس آیت میں ﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ کے الفاظ ہیں اور سورۂ احزاب میں "جلابیب" کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ دوپٹہ گھر میں استعمال ہوتا ہے (یہ بات محل نظر ہے اور یہ تقسیم مبنی بر دلیل نہیں بلکہ "خمار" دوپٹہ عام ہے اور جلباب خاص ہے یعنی دوپٹہ گھر میں بھی اور گھر سے باہر جلباب کے اوپر بھی۔ دیکھیے جلباب المرأة المسلمة) اور چادر گھر سے باہر نکلتے وقت اوڑھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر فرمائی۔ یہ سب باتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سورۂ نور کی یہ آیت گھر کے اندر پردہ کرنے سے متعلق ہے۔

اس پر دوسری دلیل سورۂ نور کا سیاقِ مضمون ہے۔ آیت نمبر ۲۷ سے لے کر آیت ۲۹ تک اجازت لے کر کسی کے گھر میں داخل ہونے کا بیان ہے اور اس سے پہلے واقعۂ افک پر اللہ ذوالجلال والاکرام کا نقد و تبصرہ ہے۔ واقعۂ افک سے اجازت لے کر کسی کے گھر میں داخل ہونے کا یہ ربط ہے کہ آئندہ کسی دوسری پاکباز خاتون پر بے پر کی اڑانے والے بہتان نہ باندھیں۔ اجازت لینے کے ارشادات عالیہ کے بعد مردوں عورتوں کو نظریں جھکائے رکھنے اور غیر محرم مرد و عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنے کے احکامات ہیں کہ جب گھر میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے تو مرد عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے نظریں جھکائیں۔

ان آیات کے بعد جوان مردوں عورتوں کا نکاح کر دینے کا حکم دیا جو کہ نظریں اٹھانے کے محرکات کا قلع قمع کر دینے والی چیز ہے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ غرضیکہ سیاق کلام

① تفسیر آیت مذکورہ الاولی کے آخر میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں ہی سے متعلق ہے اس لیے سورۂ نور کی آیت کو اس کے باوجود کہ یہ سورۂ احزاب کے بعد نازل ہوئی، دوپٹے سے کھلے منہ باہر نکلنے کی دلیل نہیں بنایا سکتا۔

مزید برآں فحاشی سے پاک قوم انتہائی طاقتور ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے سامنے دنیا کی انتہائی جنگجو قومیں پسپا ہوتی چلی گئیں ۔

تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مصر کے محاذ پر کمک طلب کی تو انہوں نے چار بدری صحابی روانہ کر دیے اور فرمایا کہ یہ چار نہیں چار ہزار ہیں اور جب جنگ شروع ہو تو انہیں آگے کر کے پیچھے چلے۔ جو جنگ طویل ہوگئی تھی اور جو قوم شکست کا نام نہیں جانتی تھی چار بدریوں کی فوج میں شمولیت کے بعد ہزیمت کھا گئی۔ انسان میں اصل قوت ایمان ہے اور فحاشی ایمان کے لیے زنگ۔

اسی لیے اسلام فحاشی کے معاملے میں بہت حساس ہے اور وہ احکام پردہ میں چہرہ اور آرائش و جمال چھپا لینے کے احکام پر بس نہیں کرتا بلکہ مزید ہدایات دیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیگمات کو مخاطب کر کے فرمایا:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٣٢﴾ (الأحزاب: ٣٢)

"تو تم لوچدار آواز میں بات نہ کرنا کہ وہ شخص جس کے دل میں خرابی ہے (غلط امیدیں وابستہ نہ کر بیٹھے اور اچھی بات کہنا۔"

ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ سمجھ لے کہ یہ حکم تو امہات المومنین کے لیے ہے لیکن یہ خیال میرے نزدیک مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر درست نہیں:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ)) [1]

[1] صحيح بخاري، كتاب العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء: ١٢٠٣- مسلم، كتاب الصلاة، باب تسبيح للرجل و التصفيق للمرأة: ٩٥٤-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو سبحان اللہ کہنا ہوگا اور عورتیں تالی بجائیں گی۔"

یہ نماز کا ایک حکم ہے۔ جب امام بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر اسے آگاہ کرے، لیکن اگر مردوں کو پتہ نہ چلے تو اگر عورتیں جماعت میں شریک ہیں تو ان میں سے کوئی عورت دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی پیٹھ پر مار کر امام کو غلطی کا احساس دلائے۔ یہ ایک عام عورت کے لیے حکم ہے۔ وہ بولے گی نہیں کہ غیر مرد اس کی آواز سنیں یعنی عورت کی آواز بھی باپردہ ہے۔

برادران اسلام! یہ تو ہیں اسلامی احکام۔ رہے ہمارے خواص و عوام تو ان سب کی (الا ماشاء اللہ) مستورات آراستہ ہو کر خوشبو مہکاتی، دوپٹہ لہراتی، انگ مٹکاتی، آنکھیں گھماتی، بازاروں میں جاتی اور مسکراتی مسکراتی ناز نخرے دکھا کر بھاؤ چکاتی ہیں۔ سچ ہے ان کا پردہ مردوں کی عقل پر پڑ گیا ہے۔

اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ غیر مرد سے بات کرنا حرام ہے۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٣٢﴾ (الأحزاب: ٣٢)

"اور وہ بھلائی و نیکی کی بات کریں۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عورت جب کسی غیر مرد یعنی شوہر کے علاوہ کسی سے بات کرے تو بات میں سختی ہو اور آواز دھیمی ہو کیونکہ عورت کو آواز پست رکھنے کا حکم ہے۔ (تفسیر قرطبی) اور یہ تفسیر بھی اس بات کی دلیل ہے کہ سورۂ احزاب کی مندرجہ بالا آیت کا حکم امہات المومنین سے خاص نہیں۔

کافرانہ تمدن کا ایک ڈھنگ:

اسلام سے پہلے شرفاء کی مستورات جب گھر سے باہر نکلتیں تو وہ اس انداز سے مٹک مٹک کر چلتیں کہ دیکھنے والوں کو یہ نظر آئے کہ یہ تو ناز و نعمت میں پروردہ نہایت نازک اندام ہیں۔ اسلام نے اسے کافروں کی اقدار قرار دیا ہے اور حکم دیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ (الأحزاب:٣٣)

"اور اپنے گھروں میں بیٹھا کرو اور قبل اسلام کی (عورتوں کی) طرح دلربا انداز میں نہ نکلا کرو اور نماز قائم کیا کرو اور زکوٰۃ دیتی رہا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی پابند رہنا۔ اے اہل بیت! اللہ تو چاہتا ہے کہ تم سے (عمل کی) پلیدی دور رکھے اور تمہیں ہر لحاظ سے پاکباز بنائے رکھے۔"

گو اللہ سبحانہ نے یہ حکم اہل بیت یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی بیگمات امہات المومنین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے، تاہم اس سے امت مسلمہ کی تمام خواتین بھی ضمناً مخاطب ہیں۔

اور وہ کیا صورت و معنی ہیں جنہیں لم یزل ولا یزال شہنشاہ ذوالجلال قبل از اسلام کی روایات و اقدار قرار دے کر امہات المومنین اور مسلم خواتین کو ان اقدار کے اپنانے سے منع فرماتا ہے؟ اس میں اقوال صحابہ پیش کرنے کی بجائے حدیث آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَآءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَ اِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ كَذَا وَ كَذَا))①

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

① صحیح مسلم، کتاب الجنة ونعیمها، باب جهنم اعاذنا الله منها: ٧١٩٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخیوں کی دو قسمیں میں نے ملاحظہ نہیں کیں۔ ایک قسم تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے چابک تھامے ہوں گے، ان سے وہ لوگوں کو (بلا جواز) ماریں گے۔ دوسری قسم وہ عورتیں جو دیکھنے کو تو کپڑے پہنے ہوں گی لیکن درحقیقت ننگی ہوں گی (غیر مردوں کو) اپنی طرف مائل کریں گی، خود ان پر مائل ہونگی، ان کے سر بخت نصر کے اونٹوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہونگے، نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو ہی پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور تک مہک رہی ہوگی۔ (ایک حدیث میں ہے کہ چالیس سال کے فاصلے تک مہکے گی)۔"

غرضیکہ اسلام کسی مسلمان عورت کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی آرائش، انداز گفتگو یا کسی ادا سے کسی غیر مرد کو اپنی طرف مائل کرے اور اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو اسلام اسے اچھی عورت قرار نہیں دیتا۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ أُخْتٍ لِّحُذَيْفَةَ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ اَمَا لَيْسَتْ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى الذَّهَبَ فَتُظْهِرُهُ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ)) ①

" حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا کہ اے عورتو! کیا تمہیں چاندی کے زیورات میں رغبت نہیں؟ سن لو کہ جو بھی مسلمان عورت سونے کے زیورات سے آراستہ ہو کر ان کی نمائش کرے گی اسے اس جرم کی سزا میں عذاب بھگتنا ہوگا۔"

حدیث کا مفہوم و مدعا یہ ہے کہ فاخرانہ زیورات و پارچہ جات کوئی عورت اگر پہنتی ہے تو نہ تو انہیں غیر مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بنائے اور نہ ہی انہیں دیگر خواتین میں بیٹھ کر فخر و مباہات کا سامان سمجھے۔ حدیث میں اگرچہ سونے کا ذکر ہے، تاہم اس سے مراد ہر وہ زینت و آرائش ہے جو کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ گراں قیمت ذریعۂ اظہار زینت ہو، مثلاً کار، کوٹھی

① "اسنادہ ضعیف" مسند الدارمی، کتاب الاستیذان، باب فی کراھیة اظھار الزینة: ٢٥٤٧ (اس میں ایک راوی مجہول ہے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دیگر فاخرانہ چیزیں وغیرہ۔

لیکن اگر کوئی عورت کتنی ہی قیمتی کار میں گھومے پھرے، کتنے ہی بیش قیمت پارچہ جات و زیورات زیب تن کرے، مگر وہ غیر مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے یا دیگر مستورات کے سامنے بڑائی ظاہر کرنے سے اللہ سے ڈرے، تو اس کا انعام آخرت میں باغات ہیں جو کہ سرسبز و شاداب ہیں اور نعمتوں بھرے۔

اسلام نے فحاشی سے اپنے پیروؤں کو محفوظ رکھنے کے لیے کس قدر نزاکتِ احساس کا ثبوت دیا ہے۔ اس کا اندازہ اس ارشادِ رسول اللہ ﷺ سے لگایئے:

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَ خَفِيَ لَوْنُهٗ وَ طِيْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَ خَفِيَ رِيْحُهٗ)) ①

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں مہک تو ہو لیکن ہو بے رنگ اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ (کی بھڑک) ہو مگر اس میں مہک نہ ہو۔''

اس لیے کہ شیطان تو اس ٹوہ میں رہتا ہے کہ کسی بہانے کسی عورت کو کسی مرد کے دل میں اتار دے اور کسی مرد پر کسی عورت کو فریفتہ کر دے اور اسلام نے وہ تمام دام تزویر مسلمانوں پر آشکار کر دیے جنہیں کام میں لا کر یہ شیطان بندہ گناہ گار کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے دوچار کر دیتا ہے، یہ بے پناہ زیرک، بلا کا شاطر وعیار، غضب کا چابکدست اور انتہائی بے رحم دشمن ہے اور اللہ سبحانہ کی یہ کمال رحمت وشفقت ہے کہ اس نے اس ظالم کی ہر گھات کی جگہ بتا دی۔

یہی نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف خوشبو کی درجہ بندی پر اکتفا فرمایا بلکہ ان عورتوں پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا جو مردانہ پرفیوم استعمال میں لا کر گھر کی چار دیواری سے باہر جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

① ''حسن'' جامع ترمذی، کتاب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی طیب الرجال والنساء: ۲۷۸۷۔ المستدرك للحاکم، کتاب اللباس، باب طیب الرجال: ۷۴۰۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْأَۃُ فَمَرَّتْ عَلَی الْقَوْمِ لِیَجِدُوْا رِیْحَھَا فَھِیَ کَذَا وَکَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِیْدًا))①

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی عورت خوشبو استعمال کر کے لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو سے اپنے مشام معطر کریں تو وہ ایسی ایسی ہے۔ آپ نے بہت سخت بات کہی۔''

وہ بہت سخت بات کیا کہی؟ اس کی تفصیل ترمذی اور مسند دارمی میں ہے، آپ نے فرمایا کہ ایسی عورت بدکار ہے۔②

اور ایسی مستورات ہی آج شریعت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں جو معاشرے میں فنکارہ کہلاتی یا ان کے پیشے کو پسند کرتی ہیں۔

(۳) مخلوط مجالس کا سبب:

فحاشی کو فروغ دے کر اسلامی معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کرنے اور اسے ناکارہ بنانے کے لیے شیطان کا ایک ہتھکنڈہ وہ مجلسیں ہیں جن میں غیر محرم مرد عورتیں موجود ہوں اور وہ بے روک ٹوک بیٹھیں اٹھیں، آئیں جائیں اور ایک دوسرے سے بات چیت کریں۔ ہمارے معاشرے میں اس کی مثال وہ کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں جہاں طلبہ و طالبات ایک ساتھ بیٹھ کر تعلیم پاتے ہیں اور سائنسی لیبارٹریوں میں اور آپریشن تھیٹروں میں تجربات کرتے ہیں اور وہ تقریبات جن میں مرد عورتیں آرائش و زیبائش کی جلوہ نمائیوں کا منظر پیش کرتے اور آزادانہ باہم دگر ملتے جلتے ہیں۔

اس کے بارے میں کچھ اسلامی احکام تو بے پردگی پر گفتگو میں گزرے کہ عورت اپنی زیب

① ''حسن'' سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب فی طیب المرأۃ للخروج: ۴۱۷۳۔
② ''حسن'' جامع ترمذی، ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی کراھیۃ خروج المرأۃ المتعطرۃ: ۲۷۸۶۔ مسند دارمی، کتاب الاستیذان، باب فی النھی عن الطیب اذا خرجت: ۲۶۸۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزینت چھپائے، غیر محرم اس کی آواز تک نہ سنیں اور جب کوئی شخص کسی بھائی کے گھر جائے تو اجازت لے کر اندر جائے۔ باقی چند احکام یہاں پیش کیے جاتے ہیں، یہ امید کرتے ہوئے کہ ۔

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

اسلام میں عورت کا مقام:

تاریخ اقوامِ عالم ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب نے عورت کو بہت ہی کمتر درجہ دیا لیکن اسلام نے اسے مرد کے برابر درجہ بخشا۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ (البقرۃ:۲۲۸)

''اور عورتوں کے (مردوں پر) اسی طرح حقوق ہیں جس طرح کہ (مردوں کے) عورتوں پر حقوق ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر برتری ہے۔''

اور مردوں کی برتری اس لیے رکھی تاکہ نظم و نسق قائم رہے۔ اگر ایک کارخانے میں دو منتظم ہوں، ایک حلقے میں دو کونسلر ہوں، ایک شہر میں دو ڈپٹی کمشنر ہوں اور ایک ملک میں دو بادشاہ، صدر یا وزیر اعظم ہوں تو وہاں امن کا قیام عنقا ہوگا اور مرد چونکہ عورت سے توانا ہے اور نظم میں توانائی بنیادی چیز ہے اس لیے مرد کو اللہ سبحانہ نے حاکم بنایا۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے مندرجہ ذیل ارشاد گرامی میں پیکرِ عفت عورت کو کتنی اہمیت دی ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ))[1]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دنیا فائدہ اٹھانے کی جگہ ہے اور اس میں سب سے نفع بخش چیز نیک بیوی ہے۔''

اور ایک حدیث شریف میں یوں ہے:

[1] صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ: ۳٦٤٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ...... مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ))[1]

''اسماعیل اپنے باپ محمد سے، وہ اس کے دادا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آدم کے بیٹے (انسان) کی خوش نصیبی ہے کہ اسے (دنیا میں) نیک بیوی میسر آ جائے۔''

ذرا غور فرمایے! کتنا اونچا مرتبہ ہے نیک عورت کا، بھلا کون شخص بدنصیب بننا پسند کرے گا؟

لیکن شیطان کا انتہائی خطرناک حملہ بھی عورت ہی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ حدیث نبوی میں ہے:

((عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))[2]

''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا، میں نے اپنے پیچھے مردوں کے لیے سب سے خطرناک آزمائش کی چیز عورتوں کو چھوڑا ہے۔''

یہ حدیث بھی درحقیقت عورتوں کا عالی مرتبہ بیان کرتی ہے، کیونکہ اگر کسی ذی شعور کو پرکھا جائے تو کسی عمدہ چیز کا لالچ دے کر ہی پرکھا جاتا ہے کہ یہ اس لالچ میں آتا ہے یا نہیں اور جب

---

[1] مسند احمد: ۱/۱٦۸، رقم الحدیث: ۱٤٤٥۔مسند احمد کی سند ضعیف ھے کیونکہ اس میں ایک ضعیف راوی محمد بن ابی حمید ھے لیکن یہی حدیث صحیح ابن حبان: (۱۲۳۲) میں صحیح سند کے ساتھ آئی ھے ((اربع من السعادۃ: المرأۃ الصالحۃ والمسکن الواسع والجار الصالح والمرکب الھنییٔ)) اور اسی طرح کی روایت المستدرک للحاکم (۲/۱٦۲) میں بھی صحیح سند کے ساتھ آئی ھے اور دیکھیے الصحیحۃ للألبانی: ۲۸۲، ۱۰۳۷۔

[2] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شؤم المرأۃ: ۵۰۹٦۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء: ٦۹٤۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت ایسی چیز ہے کہ اس کے لالچ میں سب سے زیادہ مرد پھنسیں گے تو گویا یہ سب سے عمدہ چیز ہے۔

عمدہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ نازک ترین بھی ہے۔ حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا:

((وَيُحَكَ يَا أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) ①

''انجشہ! تم پر افسوس ہے (اونٹوں کو) آہستہ ہانکو۔ آبگینوں (عورتوں) کا دھیان کرو۔''

جناب ختم المرسلین ﷺ نے عورتوں کو کانچ کی بنی ہوئی چیز سے تشبیہ دی۔ جس طرح کانچ تھوڑی سی چوٹ سے بھی ٹوٹ پھوٹ سکتا ہے اور اس کا خاص دھیان رکھنا پڑتا ہے اسی طرح عورت نازک مخلوق ہے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری احادیث ہمیں تعلیم دیتی ہیں کہ عورت مرد کی نسبت کمزور اور قابل رحمت وشفقت ہے۔

ایک دوسری حدیث میں یوں ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي)) ②

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم (مسلمانوں) میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اہل وعیال کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے اور اہل وعیال کے ساتھ میں تم سب سے بہتر ہوں۔''

کوئی شخص کتنا بھی نیک ہو جب تک اپنے گھر والوں سے جن میں بیگم سرفہرست ہے، مرد کا سلوک اچھا نہیں یہ حدیث اسے بہتر مسلمان قرار نہیں دیتی۔

آپ ﷺ نے عورت کی پیدائشی کمزوری کے پیش نظر اس کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو بھی نظر

---

① صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکرہ منہ: ٦١٤٩۔

② "صحیح" سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب حسن معاشرة النساء : ١٩٧٧ اور دیکھیے الصحیحة للألبانی :٢٨٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز کر دیا:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْراً فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَ اِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَ اِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا))[1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عورتوں کے متعلق میری وصیت کا خوب دھیان رکھنا، یہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ وہ ہے جہاں سے پسلی مڑتی ہے۔ تم اگر چاہو کہ اس کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دو تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اگر یہ کوشش ترک کر دو گے تو وہ بدستور ٹیڑھی ہی رہے گی، بس تم عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا خوب دھیان رکھنا۔''

یعنی اس کی پیدائشی کمزوریاں اور اس کی فطرت کو تبدیل کرنا ناممکن ہے۔ لیکن پسلی سے پیدا ہونے کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ اس سے نیکی اور بھلے کاموں کی توقع ہی نہ رکھی جائے۔

حدیث میں وارد ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ))[2]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن مرد مومنہ عورت سے ناراض نہیں ہوتا، اگر عورت کی ایک عادت ناپسندیدہ ہے تو دوسری پسندیدہ ہے۔''

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مومن مرد کو اپنی مومنہ بیگم کی ان عادات سے جو اسے پسند نہیں ہیں صرف نظر کرنا چاہیے کہ وہ بھی انسان ہے اور پھر مرد سے کمزور بھی اور اس کی اچھی

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء: ۵۱۸۶۔ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء: ۳۶۴۴۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء: ۳۶۴۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عادات کی قدر کر کے بیگم سے عمدہ اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔

خلاصہ:

آپ نے اوپر احادیث کے حوالے سے ملاحظہ فرمایا کہ اسلام عورتوں کو مردوں کے برابر کے حقوق دیتا ہے۔ یعنی مرد ایک شوہر کے ناتے سے اپنی بیگم سے انسانیت سوز سلوک قطعاً نہیں کر سکتا۔ پھر اس کے علاوہ اسلام سلسلۂ آفرینش میں عورت کو وہ مقام دیتا ہے کہ ایک مسلمان کی بلند ترین سعادت مندی نیک بیوی کا میسر آنا ہے لیکن چونکہ عورت عمدہ ترین مخلوق ہونے کے علاوہ نازک ترین بھی ہے اور اس میں کچھ فطرتی کمزوریاں بھی ہیں اس لیے ان کا دھیان رکھنے کی آپ ﷺ نے خصوصی وصیت فرمائی۔

مرد کی فطری کمزوریاں:

لادین عناصر مندرجہ بالا احادیث کا مطلب و مفہوم بگاڑ کر اس سے اپنے مذموم مقاصد کے حاصل کرنے کی خاطر عورتوں کو برافروختہ کرتے ہیں کہ عورت کو اسلام گھٹیا مقام دیتا ہے۔ اس طرح وہ دراصل علمائے دین کو عورتوں کی نظر میں گرانا، اسلامی نظام کے لیے اٹھنے والی آواز کو دبانا اور سرزمین پاکستان سے اسلامی اقدار کو مٹانا چاہتے ہیں اور ان ناپاک ارادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہ ان عورتوں کو آلہ کار بناتے ہیں جو اسلام سے بالکل بے بہرہ ہیں۔

ایسی خواتین کی معلومات کے لیے ہم اس کتاب کے عنوان ''شاپنگ کو جانا'' میں آیات و احادیث اور اس کے بعد والی آیات واحادیث پڑھنے کو کہتے ہیں۔ ان میں صاف درج ہے کہ مرد میں بھی بعض پیدائشی کمزوریاں ہیں۔ اگر تو اسلام میں صرف عورتوں کی کمزوریاں گنوائی گئی ہوتیں اور مرد کو فرشتوں کا مقام دیا ہوتا تو ایسے مسائل پر ان خواتین کا برافروختہ ہونا سمجھ میں آتا تھا لیکن جب مرد کی بھی فطری کمزوریاں قرآن وسنت میں مذکور ہیں تو پھر گلہ کس بات کا؟

ایک اور سوال:

قرآن حکیم میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ ﴾

(الإسراء:۲۳)

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ اس کے سوا کسی بھی دوسرے کی پرستش نہ کرو۔ اور ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آؤ اور تیری موجودگی میں ان دونوں یا ان میں سے ایک پر بڑھاپا آ جائے تو تم ان سے ''اف'' تک نہ کہنا اور نہ ہی ڈانٹنا اور ان سے نرمی والی بات کرنا۔''

اور حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ)) [1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور بولا کہ اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا ''تیری ماں۔'' وہ بولا پھر؟ فرمایا ''تیری ماں۔'' اس نے تیسری مرتبہ پوچھا پھر کون حقدار ہے؟ فرمایا ''تیری ماں۔'' چوتھی مرتبہ سوال کیا کہ پھر کون؟ فرمایا ''تیرا باپ۔''

یعنی ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے۔

ہر خردمند یہ سمجھتا ہے کہ ماں باپ کے بڑھاپے کے وقت ان سے حسن سلوک کی اتنی تاکید کیوں فرمائی گئی اور ماں کا حق باپ سے زیادہ کیوں رکھا گیا۔ ہر سمجھدار بلا تامل کہے گا کہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة : ۵۹۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب بر الوالدین : ۶۵۰۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھاپے میں ماں باپ کمزور ہو جاتے ہیں اور اچھے سلوک کی انہیں زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کمزوری کی وجہ سے اولاد کے معمولی سے روکھے پن کا بھی ان کے اعصاب پر ناخوشگوار اثر پڑتا ہے اور ہاں ایک تو عورت ہونے کی وجہ سے دوسرے زیادہ خدمات کی وجہ سے تین گنا زیادہ حسن سلوک کی مستوجب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر ہر گھر، محلے، شہر اور ملک بھر میں لوگوں کے ماں باپ ان احکامات شریعت پر ناراض ہو کر واویلا کریں کہ دیکھو لوگو! ہمیں شریعت میں مساویانہ درجہ سے محروم رکھا گیا ہے اور جب اسمبلی میں علمائے کرام قانون منظور کرانے کے لیے آواز اٹھائیں کہ والدین کے لیے جو جو شرعی ہدایات ہیں وہ ملک میں نافذ العمل ہونی چاہئیں تو سارے باپ اور مائیں وہاں پہنچ کر علماء کے خلاف مظاہرہ کریں تو لادین عناصر کے خیال کے مطابق یہ درست ہوگا؟

اگر لادین عناصر اور ہر جگہ، ہر گھر کے ماں باپ یہ کہیں کہ یہ مظاہرہ بالکل ناخوب ہے اور ایسے احکامات تو ماں باپ کے لیے رحمت ہیں جن میں ان کی ناتوانی کا دھیان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر عورتوں کے بارے میں بھی تو شرعی احکام میں ان کی ناتوانی ہی کا دھیان رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان احکام کے خلاف مظاہرے کرنے کرانے کا کیا جواز ہے؟

کیا عورتیں یہ پسند کریں گی کہ مرد سفر کے دوران جس طرح مردوں سے بے رخی سے پیش آتے ہیں کہ اگر کوئی مرد بس میں یا ٹرین میں کھڑا ہے تو بیٹھے ہوئے مرد یہ سمجھ کر کہ مرد ذات ہے، مشقت برداشت کر سکتا ہے، وہ اسے سیٹ دلانے کی فکر نہیں کرتے، اسی طرح وہ عورتوں سے بھی مساویانہ سلوک روا رکھیں اور انہیں کمزور نہ سمجھیں؟

اگر ایک گھر میں مرد اینٹ گارا اٹھانے اور دیگر مشقت طلب کام کرتا ہے تو اس طرح کے سارے مرد اپنی بیویوں کو طاقت وقوت میں اپنے برابر سمجھیں اور ان سے کہیں کہ ایک دن تم یہ کام کیا کرو ایک دن میں کروں گا۔ کیا خواتین ایسی مساوات گوارا کر لیں گی؟

اگر وہ نہیں کر سکتیں تو یہی تو اسلام کہتا ہے کہ عورت مرد کے برابر دماغی اور اعصابی قوت نہیں رکھتی۔ تو پھر اسلام کی یہ تعلیمات خوب ہیں کہ ناخوب؟ دراصل اچھی عورتوں نے تو کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یہ نہیں سوچا، یہ تو ان عورتوں کو سوجھتا ہے جن کے گھر میں آسودہ حالی ہے اور دین سے دوری۔ لادین عناصر انہیں اکساتے ہیں اور وہ خواتین زبردستی عورتوں کے حقوق کی نمائندہ بن کر سامنے آجاتی ہیں اور ملحد لوگوں کا ٹولہ یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ ان کی اس حرکت سے عوام و خاص سب جان گئے ہیں کہ ساری عورتیں یہی خیال رکھتی ہیں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

مرد عورت کا فطری لگاؤ:

پھر اللہ سبحانہ نے نسل انسانی کو قائم رکھنے کے لیے مرد کے دل میں عورت سے فطری انس اور عورت کے دل میں مرد کی طرف جھکاؤ رکھ دیا ہے۔

اللہ پاک نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے:

وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَـٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ (الروم: ٢١)

''اور اس کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تم سے تمہارے جوڑے پیدا فرمائے تاکہ تم ان سے قریب ہو کر سکون پاؤ اور تمہاری آپس میں محبت اور شفقت (تمہارے دلوں میں) رکھ دی، بلاشبہ سوچنے والے لوگوں کے لیے اس میں (خالق و مالک کے ہونے کی) نشانیاں ہیں۔''

ایک تو اللہ ذوالجلال کا مرد کے دل میں عورت اور عورت کے دل میں مرد کے بارے میں پیدا کیا ہوا لگاؤ اور جھکاؤ، دوسرے جیسا کہ اوپر آپ نے احادیث پڑھیں کہ عورت ایک عمدہ چیز ہے، خوش بختی کا باعث ہے اور آبگینے کی طرح نرم و نازک یعنی کمزور بھی...... تو جب ایک چیز اتنی خوبیوں کا مجموعہ ہو تو کس مرد کا اس کی طرف میلان نہ ہوگا؟ کیسے اس کی چاہت نہ ہوگی؟ خاص طور پر جبکہ مرد اور عورت دونوں کے شیطان بھی اس کوشش میں لگے ہوں۔ اس لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنْتُ فِيمَنْ بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ فَكَانَ فِيمَا اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ لَّا نَنُوحَ وَلَا نُحَدِّثَ مِنَ الرِّجَالِ اِلَّا مَحْرَمًا))①

''حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ بھی ان عورتوں میں تھیں جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، تو جن جن باتوں کی آپ نے عورتوں سے بیعت لی ان میں یہ بھی تھا کہ ہم نہ تو بین کریں گی اور نہ ہی اس مرد سے باتیں کریں گی جس سے شادی ہوسکتی ہے۔''

جب شریعت کی اس پابندی کا دھیان ہوگا اور عورت غیر مردوں سے گفتگو کرنے سے پرہیز کرے گی تو مرد کو اس سے کسی قسم کی غلط بات چیت کرنے کی کبھی ہمت نہیں پڑتی۔تو پھر مرد اسی قسم کی گفتگو کرنے کی ہمت کرے گا جس کا پیچھے ذکر گزرا ہے لیکن وہ بھی آزادانہ نہیں،مشروط ہے۔اللہ سبحانہ نے فرمایا:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ ﴿٥٣﴾ (الأحزاب:۵۳)

''اور (مسلمانو!) جب تم ان (یعنی بیگمات پیغمبر) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے دلوں کی پاکیزگی کا بھی سبب ہے اور ان کے دلوں کا بھی۔''

جب اللہ ذوالجلال امہات المومنین سے بھی پردے کی اوٹ سے بات کرنے کا حکم دیتا ہے، جن کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے کہ پیغمبر کی بیگمات پاکیزہ عورتیں ہیں اور انہی کو یہ حکم بھی دیتا ہے کہ بھلائی اور نیکی کی بات کرنا تو پھر دوسری مستورات کے بارے میں تو شک ہی نہیں ، وہ تو لازماً اس کی پابندی کریں گی۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم ، تجربہ، تفریحات و

① ''منکر'' مسند احمد : ۵/۸۵،رقم الحدیث : ۲۰۷۹۸۔حدیث کا پہلا ٹکڑا دیگر صحیح احادیث میں آیا ہے، اس لیے وہ صحیح ہے جبکہ ولا نحدث من الرجال ...... منکر ہے، بوجہ غسان بن الربیع ضعیف راوی کے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریبات اور شادی بیاہ میں بے پناہ بے باکی سے میل جول اور بات چیت ہو رہی ہوتی ہے۔

اور پردے کی اوٹ سے بھی اس شکل میں بات کرنے کی اجازت ہے جبکہ وہاں دوسرے بعض حضرات یا خواتین تشریف فرما ہوں، اگر وہاں یعنی بات کرنے کے موقع پر صرف وہ عورت اور مرد ہی ہیں تو ایسی شکل میں بھی شریعت بات چیت کی اجازت نہیں دیتی۔ اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت جبکہ وہ نادانستہ لشکر سے پیچھے رہ گئی تھیں اور اس خیال سے کہ جونہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگا کہ آپ ہودج میں نہیں ہیں تو لوگ خود ہی میری تلاش میں پیچھے کو پلٹیں گے، آپ پڑاؤ کی جگہ پر آ کر درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔ بیٹھے بیٹھے ان کی آنکھ لگ گئی۔ پیچھے سے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے ام المومنین کو دیکھ کر پہچان لیا، کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے دیکھا تھا اور فوراً ہی ((اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ)) پڑھا، جس سے اماں جی کی آنکھ کھل گئی۔ اماں جی فرماتی ہیں:

((فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابٍ وَ وَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَ لَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ))[1]

"تو میں نے چادر سے اپنا چہرہ ڈھانک لیا اور اللہ کی قسم! ہم نے (ایک دوسرے سے) ایک بھی بات نہیں کی اور نہ ان سے ہی سوائے انا للہ پڑھنے کے کوئی دوسری بات سنی۔"

اماں جی رضی اللہ عنہا اور اس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں کیوں کوئی بات چیت نہ کی؟ اس لیے کہ جائز نہ تھا کہ تنہائی میں ایک دوسرے سے کوئی کلام کرتے، یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اثر تھا، جیسا کہ آپ نے پچھلے صفحات میں مسند احمد کی حدیث پڑھی جس میں عورتوں سے آپ کی بیعت لینے کا ذکر ہے۔

یہیں پر بس نہیں بلکہ اسلام اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھاتا ہے۔ حدیث رسالت مآب میں ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله "لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون": ٤٧٥٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ))①

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، سوائے اس مرد کے جس سے نکاح حرام ہے، کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہائی میں مت بیٹھے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری بیگم حج کو چلی گئی اور میرا نام فلاں فلاں جنگ کے لیے لکھ لیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ! تم اپنی بیگم کے ساتھ جا کر حج کرو۔''

اور مسلم میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ ''عورت ذو محرم کے سوا کسی مرد کے ساتھ (دور کا) سفر نہ کرے۔''

پھر اس پابندی میں سماجی بہبود کی خاطر سختی کا یہ عالم کہ ارشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ))②

''(تنہائی میں بیٹھی) عورتوں کے پاس مت جایا کرو۔ ایک انصاری بولا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! دیور کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا دیور تو نری تباہی ہے۔''③

اس لیے کہ بھائی کو بھاوج کے کمرے میں جانے سے عام طور پر نہیں روکا جاتا بلکہ اس سے لڑکی کے ساس، سسر، شوہر سبھی پیار کرتے ہیں، تو بھاوج بھی اس سے محبت سے پیش آتی

---

① صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة : ٥٢٣٣۔ وَلِمُسْلِمٍ ((وَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیرہ : ٣٢٧٢۔

② صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة : ٥٢٣٢۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالأجنبیة : ٥٦٧٤۔

③ امام نووی فرماتے ہیں کہ شوہر کے تمام اقارب مثلاً سگا بھائی، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد تمام اس میں آجاتے ہیں۔ دیکھیے شرح مذکورہ حدیث۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تاکہ کوئی ناراض نہ ہو جائے۔ اس لیے وہاں شیطان کے گل کھلانے کا زیادہ ہی اندیشہ ہوتا ہے۔

شاپنگ کو جانا:

اسلام عورت کو بازار جانے سے منع نہیں کرتا لیکن اس کے گھر سے باہر جانے پر چند باتوں کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ عورت گھر پر ہی رہے اور سوائے سخت مجبوری کے باہر نہ نکلے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا دین مرد کو بھی کچھ احکامات کا پابند کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ فِیْ الطُّرُقَاتِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِیْھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوْا الطَّرِیْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَ مَا حَقُّهُ ؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَ کَفُّ الْاَذٰی وَ رَدُّ السَّلَامِ وَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ))[1]

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”راستے میں مت بیٹھا کرو۔“ انہوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! اس سے تو چارہ نہیں، ہماری بیٹھنے کی جگہیں ہی وہی ہیں، وہاں بیٹھ کر باتیں کر لیتے ہیں۔ فرمایا ”اگر تم نے بیٹھنا ہی ہے تو راستے کا حق پورا کیا کرو۔“ بولے، وہ کیا؟ فرمایا ”نظریں جھکائے رکھنا، کسی کو رنج نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کرنے کا حکم دینا، برائی سے روکنا۔“

ملاحظہ فرمایے راہ گزر، سڑک اور بازار میں بیٹھنے والے مردوں کو شریعت نے کتنی باتوں کا پابند کیا ہے، تاکہ فحاشی کا خاتمہ ہو، کسی کو اذیت نہ پہنچے اور معاشرہ بھلائی کی جیتی جاگتی تصویر ہو۔ عورتوں کو بھی پاکیزہ معاشرے کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنے کا حکم دیا کہ وہ مردوں کو اپنی

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة باب النهی عن الجلوس فی الطرقات : ٥٥٦٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف مائل کرنے والا کوئی کام کر کے گھر کی چار دیواری سے باہر نہ نکلیں۔ جیسے پیچھے ''کافرانہ تمدن کا ایک ڈھنگ'' کے عنوان کے تحت مسلم کی حدیث گزری کہ وہ مستورات جو جاذبانہ لباس اور ناز و انداز سے باہر نکلتی ہیں جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی اور ''ایک اور اشکال اور اس کا ازالہ'' کے تحت ترمذی اور حاکم کی روایت مندرج ہے کہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو مہک نہ ہو کیونکہ رنگ کو پردے میں ڈھانپا جا سکتا ہے، لیکن مہک کو غیر مردوں تک پہنچنے سے نہیں روکا جا سکتا۔

اور جو عورتیں مہک دار خوشبو استعمال کر کے گھر سے باہر جاتی ہیں ایسی مستورات فحاشی کا موجب بنتی ہیں، اس لیے کہ غیر مرد کو اس کی طرف رغبت ہوگی، جو اگر تیزی اختیار کر گئی تو ناجائز مراسم کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ وَالْمَرْأَۃُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِیَ کَذَا وَ کَذَا یَعْنِیْ زَانِیَۃٌ))①

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا ''ہر آنکھ بدکار ہے اور عورت جب عطر لگا کر کسی (مردوں کی) مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی، ایسی ہے۔ یعنی بدکار ہے۔''

اسے بدکار اس لیے فرمایا کہ وہ بدکاری کا بیج بو رہی ہے، جیسا کہ ہر آنکھ کو، خواہ وہ کسی مرد کی آنکھ ہے یا عورت کی، بدکار فرمایا کیونکہ آنکھ ہی دل و دماغ کو زہریلا بناتی ہے لیکن آنکھ اللہ سبحانہ کا بہت بڑا انعام بھی ہے جبکہ اس کا استعمال صحیح ہو۔ اسی طرح ہر عورت اور ہر مرد اللہ سبحانہ کی نظر میں عزت و تکریم کا مستحق ہے جبکہ وہ صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ غرضیکہ اسلام معاشرے کو پاک و صاف رکھنے کے لیے ہر چیز اور ہر بات کے عمل و استعمال پر گہری نظر رکھتا ہے۔

چند برس پہلے امریکہ جیسے مہذب اور ترقی یافتہ ملک کے بارے میں اخبارات میں جرائم کی رپورٹ آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ اس ملک میں ہر ۴۳ منٹ میں ایک قتل، ہر ۱۹ منٹ میں ایک

① جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی کراھیة خروج المرأة متعطرة: ۲۷۸۶۔ مسند دارمی، کتاب الاستیذان، باب فی النھی عن الطیب اذا خرجت: ۲٦۸۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کا جبری اغواء، ہر دو منٹ میں ایک چوری، ہر بیس سیکنڈ میں کسی گھر پر حملہ، ہر اڑتالیس سیکنڈ میں بس یا کار پر حملہ کا کیس پیش آتا ہے۔

اس کے برعکس سعودی عرب میں جہاں اسلامی قوانین نافذ ہیں، جن قوانین کو موجودہ تہذیب وتمدن کے علمبردار نہایت سخت سزائیں کہتے ہیں اور انہیں وحشی پن سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن ان سزاؤں اور اسلام پر عمل اور اس کے نفاذ کی برکت سے اس ملک میں سالوں گزر جاتے ہیں لیکن چوری' قتل' ڈاکے کی واردات کم ہی وقوع پذیر ہوتی ہے اور وہ بھی غیر ملکیوں سے سرزد ہوتی ہے اور اس کی وجہ صرف یہ کہ اسلام اپنے ماننے والے کے دل و دماغ میں یہ عقیدہ پختہ کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر وقت ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور ہر بات سن رہا ہے، کوئی ارادہ اور خیال اس سے مخفی نہیں، وہ ایسے احکامات دیتا ہے جن پر عمل کر کے معاشرہ پاک و صاف ہو جائے اور معاشرے کا ہر فرد سکھ چین کی زندگی بسر کرے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے دس سالہ دور اقتدار میں دو قتل کے کیس آئے، جن میں سے ایک میں یہودی قاتل گرفتار ہو گیا اور دوسرے کیس میں یہودیوں سے قسم لی گئی، کیونکہ قتل خیبر شہر کے نواح میں ہوا تھا۔ دو چوری کے مقدمے ہوئے اور تین فحاشی کے جن میں ایک زنا بالجبر کا مقدمہ تھا۔ پھر نوٹ کرنے کے قابل یہ بات ہے کہ فحاشی و بدکاری کے تین مقدموں میں سے ایک میں مجرم کا باپ آیا، دو میں، جن میں زنا بالجبر بھی شامل ہے، مجرم خود حاضر عدالت ہوئے اور اپنے آپ کو اصرار کر کے سزا کے لیے پیش کیا۔ ①

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ ایک عورت جس کا شوہر جہاد پر گیا ہوا تھا، سودا سلف خریدنے بازار گئی، دوکاندار اچھا مال دکھانے کے بہانے اسے تنہائی میں لے گیا اور بوس و کنار کر گزرا لیکن فوراً ہی اس کا یہ ایمان کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کو دیکھ رہا ہے، اسے سخت کربناکی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتا ہے۔ وہ اس سے ناراض بھی ہوتے ہیں اور توبہ کرنے کو بھی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ

① بخاری مسلم، ابوداؤد وغیرہ میں کتاب الحدود۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ لیکن اس کے ایمانی جذبے نے اسے گناہ کے احساس میں بری طرح مبتلا کر رکھا ہے اور وہ بے تابانہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور مدعا بیان کرتا ہے۔ آپ ﷺ اسے اس طرح ڈانٹتے ہیں کہ وہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ برباد ہو گیا۔ لیکن آیت نازل ہوتی ہے جس پر آپ ﷺ اسے وہ آیت پڑھ کر سناتے ہیں یعنی اس نے کبیرہ گناہ نہیں کیا اور جو گناہ کیا تھا وہ وضو اور نماز سے دھل گیا۔ ①

یہ صحابیہ مجبوراً سودا سلف لینے گئی کہ شوہر جہاد پر گیا ہوا ہے۔ لیکن کیسے پاکیزہ ماحول میں؟ دوکاندار سے لغزش ہو گئی تو وہ بے قرار ہو گیا اور بار بار عرض کر رہا ہے کہ اے رسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کیجیے، میرے اوپر اسلامی حد نافذ کیجیے۔ اس حدیث نے ہمیں بتایا کہ عورتیں خریداری کرنے جا سکتی ہیں لیکن وہ دوکاندار کے پاس تنہائی میں نہ جائیں اور مجبوری کے بغیر گھر سے نہ نکلیں کیونکہ اسلام کسی بھی تقریب یا بازار میں عورتوں مردوں کے گھل مل کر بیٹھنے، چلنے اور باتیں کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ النِّسَآءَ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الصَّلَاةِ قُمْنَ وَ ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ مَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ)) ②

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں جب نماز سے سلام پھیرتیں تو (فوراً) اٹھ کر چلی جاتیں اور جناب رسول اللہ ﷺ اور جو مرد حضرات اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے ہوتے وہ بیٹھے رہتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو وہ مرد حضرات بھی (اپنی اپنی جگہ سے) اٹھ کھڑے ہوتے۔“

اور بخاری شریف کے الفاظ ہیں:

① ابن جریر، جزء: ۸ تفسیر اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ الآیة ۔ ”حسن“ صحیح الترمذی للالبانی۔ ترمذی، ابواب التفسیر: ۳۱۱۵۔ فتح الباری: ۸/۴۵۰۔

② ”صحیح“ سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، باب جلسة الامام بین التسلیم والانصراف: ۱۳۳۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((قَبْلَ اَنْ یُّدْرِکَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ))①

"وہ اس سے قبل ہی اٹھ کر چلی جاتیں کہ کوئی مرد راہ میں ان تک پہنچے (اور تھوڑی سی مدت کے لیے بھی ایک دوسرے کے قریب نہ ہوں)۔"

اسی مقصد کے پیش نظر جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد کا ایک دروازہ عورتوں ہی کے لیے مخصوص کرنے کا خیال ظاہر فرمایا تھا:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ تَرَکْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ قَالَ نَافِعٌ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰی مَاتَ))②

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا ہی بہتر ہو اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے مخصوص کر دیں۔ نافع نے کہا کہ اس کے بعد مرتے دم تک ابن عمر رضی اللہ عنہما اس دروازے سے نہ گزرے۔"

اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی پابندی کراتے تھے:

((عَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَنْهٰی اَنْ یُّدْخَلَ مِنْ بَابِ النِّسَآءِ))③

"حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات سے روکتے تھے کہ کوئی مرد عورتوں کے دروازے سے داخل ہو۔"

مردوں عورتوں دونوں کے لیے یہ ہدایات فحاشی کی راہ روکنے کی احتیاطی پیش بندیاں ہیں۔ فحاشی کو فروغ دینے کے لیے شیطان کے پاس سب سے خطرناک جال عورت ہے۔ حدیث میں ہے:

---

① صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب صلاة النساء خلف الرجال : ۸۷۰۔
② "صحیح" سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاة ، باب اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال : ۴۶۲۔
③ "ضعیف" سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاة ، باب اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال ۴۶۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))①

"حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اپنے پیچھے (اپنی امت کے) مردوں کے لیے سب سے خطرناک آزمائش عورتوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔"

جس ہستی میں تاروں کی چمک، پھولوں کی مہک اور بلبل کی چہک ہو، اسے اپنے قریب دیکھ کر فرزانہ تک ٹھٹک کیسے نہ جائے۔ حدیث میں ہے:

((مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَ دِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَ مَا نُقْصَانُ عَقْلِنَا وَ دِينِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَ لَمْ تَصُمْ؟ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا))②

"عورتوں سے بڑھ کر، جو کہ عقل میں بھی کمزور ہیں اور دین میں بھی، میں نے کسی اور کو نہیں دیکھا جو عقلمند شخص کو بھی چکر میں ڈال دے۔ عورتیں بولیں، یا رسول اللہ ﷺ! ہم عقل اور دین میں کمزور کیسے ہیں؟ فرمایا، کیا ایسا نہیں کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے؟ وہ بولیں، جی ہاں! فرمایا، یہ ان کی عقل کے (مرد کے مقابلے میں) کم ہونے کی دلیل ہے اور کیا اس طرح نہیں کہ عورت جب ماہواری کے دنوں میں ہو وہ نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ بولیں، جی ہاں!۔ فرمایا، یہ (مرد کے مقابلے میں) اس کے دین کے کم ہونے کی دلیل ہے۔"

مرد کے اس آزمائش میں ڈگمگانے کا سخت خطرہ ہے۔ اس بات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے

① صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شوم المرأۃ: ۵۰۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب اکثر اھل الجنۃ ...... الخ: ۶۹۴۵۔

② بخاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم: ۳۰۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وسنت کی شکل میں ہدایات بھیج دیں کہ ان ان مقامات پر محتاط رہنا۔ ان ہدایات میں مسلمان مرد عورت کا اپنا بھلا ہے جس طرح کہ ریل کی پٹڑی اور سڑک کے کنارے اشارے کی صورت میں نصب کی گئی ہدایات پر عمل کرنے سے مسافروں کا اپنا بھلا ہے۔

ایک اور ہدایت سماعت فرمایے۔ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ وَ تُدْبِرُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ فَإِذَا اَبْصَرَ أَحَدُکُمْ اِمْرَأَةً فَلْیَأْتِ أَهْلَهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهِ))①

دوسری حدیث میں ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهِ فَلْیَعْمِدْ اِلَی امْرَأَتِهِ فَلْیُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهِ))②

دونوں احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ:

”عورت بلاشبہ آتے وقت بھی شیطان کی صورت میں ہوتی ہے اور جاتے وقت بھی۔ جب کسی مسلمان کو کوئی عورت بھا جائے اس طرح کہ اس کے دل میں اتر جائے تو وہ مسلمان اپنی بیگم کے پاس جائے اور اس سے ہم بستر ہو۔ ایسا کرنے سے اس کے دل پر ہونے والا اثر ختم ہو جائے گا۔“

خلاصہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بے پردگی سے اسلام کے پیرووں کو اس لیے دور رہنے کا حکم دیا کہ یہ وہ شیطانی حربہ ہے جس کے ذریعہ وہ معاشرے کی صحت وتندرستی کو فحاشی کے ناسور سے تباہ وبرباد کر ڈالتا ہے۔ ادھر عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیا، ادھر مرد کو نظر جھکائے رکھنے کو کہا۔ عورتوں کو مہک دار خوشبو، وہ پاؤڈر کی شکل میں ہو یا کریم یا عطر وغیرہ کی صورت میں، استعمال کر کے گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا۔ مردوں کو عورتوں کے خطرے سے اس طرح خبردار کیا کہ جب شیطان

① صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرأة فوقعت فی نفسه: ۳۴۰۷۔
② صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرأة فوقعت فی نفسه: ۳۴۰۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو اپنے پھندے میں پھانسنا چاہتا ہے تو وہ عورت کے روپ میں تمام تر جلوہ نمائیوں کے ساتھ کبھی اس کے سامنے آتا ہوا کبھی اس کا دل لبھاتا ہے اور کبھی واپس پلٹتا ہوا اپنا پیچھے والا حسن و جمال دکھا کر اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہے۔عورتوں کو غیر محرم مردوں سے باتیں کرنے سے منع کیا۔مردوں کو عورتوں کے پاس تنہائی میں بیٹھنے سے باز رہنے کو فرمایا۔عورتوں کو ان کے پیدا کرنے والے نے بتایا کہ تمہیں قیمتی چیز بھی پیدا کیا گیا ہے اور کمزور بھی، اگر تمہیں اغوا کرنے کے لیے کوئی آگے بڑھا تو تم اپنا دفاع نہیں کر سکو گی، اس لیے تمہارا مردوں کی نظروں سے بچنا بہتر ہے اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ تم گھر پر ہی رہو اور مردوں کو اس نے سمجھایا کہ اے مردوں کی صنف! تم طاقتور بھی سہی اور عقلمند بھی (یعنی عورت کے مقابلے میں) لیکن تم عورت کے معاملے میں ناسمجھ بھی ہو اور بے بس بھی۔ان کی کمند رعنائی میں تمہارا اسیر ہو جانا بالکل بعید نہیں۔اس لیے سلامتی ان سے دور رہنے میں ہے۔

راگ کی روک تھام:

فحاشی پھیلانے کی چوتھی شیطانی تدبیر راگ ہے۔اس کے ممنوع ہونے پر ''راگ باعث گمراہی ہے'' کے عنوان کے تحت کافی دلائل گزرے ہیں۔کچھ یہاں پیش خدمت ہیں:

راگ کے سلسلے میں پردے اور اس کی خلاف ورزی پر احادیث و آیات کا ذکر اس نسبت سے آ گیا کہ پردے کا حکم فحاشی کے خلاف احتیاطی تدبیر ہے اور فحاشی وہ گھناؤنا جرم ہے جس کے خاتمے اور معاشرے میں اس کے پیدا ہونے کا راستہ بند کرنے کے لیے قرآن و سنت میں بہت ساری ہدایات اللہ سبحانہ اور اس کے رسول نے صادر فرمائی ہیں۔

لیکن راگ سے فحاشی کیسے فروغ پاتی ہے؟ اس سوال کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم راگ کی حقیت پر کچھ گزارش کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ بات صحیح طور پر سمجھ میں آ سکے کہ واقعی راگ سے فحاشی کے دروازے کھلتے ہیں۔

پیچھے آپ ''تیسری وجہ'' کے شروع میں پڑھ چکے ہیں کہ راگ میں اکثر و بیشتر محبوب کے حسن و جمال کے تذکرے ہوتے ہیں، شاعر حضرات محبوب کا حسن بیان کرنے میں زبردست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبالغے سے کام لیتے ہیں۔ کبھی ہجر یار کا تذکرہ کرتے ہیں کبھی وصال دلدار کا اور وصال کی کہانی انتہائی شرمناک انداز سے بیان کرتے ہیں اور ہوتا سب کچھ فرضی ہے۔ اسی طرح شراب و کباب کے بے حقیقت واقعہ کو شعروں میں ڈھالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَٱلشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ ٱلْغَاوُۥنَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِى كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ وَذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢٢٧﴾

(الشعراء: ۲۲۴-۲۲۷)

''اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ لوگ وہ کچھ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ مگر جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام سرانجام دیے اور اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کیا۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں ان آیات کا مطلب بیان کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک گورنر کا ذکر کرتے ہیں جنہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے علاقہ کے ایک حصہ میسان پر گورنر مقرر فرمایا تھا۔ ان کا نام حضرت نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ تھا۔ یہ باپ بیٹا دونوں حبشہ کے مہاجرین میں سے تھے۔ (اسد الغابہ) اور قرآن حکیم میں فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں کا مرتبہ بہت بلند بتایا گیا ہے۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بلند مرتبہ صحابی رسول تھے ... کا شوق رکھتے تھے، میسان جا کر انہوں نے شعر کہے جن میں شراب اور رقص و سرود کا تذکرہ ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ اگر ان کی شراب نوشی کا امیر المومنین کو پتہ چل گیا تو شاید انہیں برا لگے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے فوراً حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو کیسے پتہ چلا؟ طبقات ابن سعد میں ہے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رحمہما اللہ نے اپنے بھائی سالم بن عبد اللہ کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔ شاید پوتوں سے امیر المومنین کو خبر ہوگئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن سعد لکھتے ہیں کہ جب حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو اپنے اشعار کی وجہ سے معزولی کی اطلاع ملی تو وہ حاضر خدمت ہو کر امیر المومنین سے عرض کرنے لگے کہ یہ سب کچھ شاعرانہ تخیلات کو الفاظ کا جامہ پہنایا گیا تھا ورنہ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ امیر المومنین نے فرمایا:

> ''میرا تمہارے بارے میں یہی خیال ہے، تاہم میرے جیتے جی تم یہ الفاظ کہنے کی وجہ سے کوئی عہدہ نہیں سنبھال سکتے۔''

دراصل حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار اس لیے کہے کہ جب وہ میسان کو بطور گورنر پا بہ رکاب ہونے کو تھے تو انہوں نے اپنی بیگم سے ساتھ چلنے کو کہا لیکن بیگم آمادہ نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے میسان جا کر یہ شعر بیگم کو لکھے۔ (اسد الغابہ) شاید کہ مقصد یہ تھا کہ ممکن ہے بیگم جب شراب و رقص و سرود کا حال پڑھے تو اپنے شوہر کو اپنے لیے محفوظ رکھنے کی خاطر میسان پہنچ جائے۔

اس صحابی رضی اللہ عنہ کی شعروں سے غرض کچھ ہو، تاہم یہ اشعار دو باتوں کے مصداق ضرور تھے (۱) شاعر لوگ انہونی باتیں کرتے ہیں جو کہ قرآن حکیم کی رو سے ناپسندیدہ ہیں۔ (۲) یہ لوگ فواحش و منکرات کو اپنے کلام کی زینت بناتے ہیں، اسی لیے جیسا کہ آپ نے ''راگ باعث گمراہی ہے'' کے عنوان کے تحت مسلم شریف کی حدیث پڑھی، آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پیٹ میں پیپ بھری ہو یہ بہتر ہے کہ اس کے پیٹ (دماغ) میں شعر بھرے ہوں اور اسی لیے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو تا دم زندگی نا اہل قرار دے دیا۔

جب ایک صحابی سے نادانستہ ایسے اشعار کا صدور ہو گیا، تو پھر آج کے فلمی اشعار کے بارے میں جنہیں ہم گانے کہتے ہیں، آپ کا کیا خیال ہے؟ جن لوگوں کے گھروں میں ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ ہیں اور انہیں کسی حد تک دین کا کچھ علم بھی ہے، وہ جانتے ہیں کہ فلمی گیت کس قدر جنسیت سے بھرپور اور ہیجان انگیز ہوتے ہیں، جوان نسل پر اس کا کتنا برا اثر پڑتا ہے، اس کا اندازہ ان جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے والدین کو بخوبی ہے جن میں شرافت اور اخلاقی اقدار کی کچھ رمق باقی ہے۔ ایسے والدین اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی اخلاق و عادات کا معیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے رکھتے ہوئے جب کسی جگہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اولادیں کنجروں کے ٹولے کے معیار کو اپنانا چاہتی ہیں تو ان والدین کے ذہنی کرب کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا۔

پریس کا کردار:

فلمی گانوں کے برے اثرات پر سونے پر سہاگے کا کام ملک کے نامی گرامی اخبارات و رسائل وغیرہ کررہے ہیں جن میں گویّے لوگوں کی باقاعدہ روزانہ تصاویر اوران کی مخرب اخلاق مصروفیات کی تازہ ترین رپورٹیں شائع ہوتی ہیں تاکہ جوان نسل کی نظریں تمام کاموں سے پہلے ان گویوں پر پڑیں اوران کے دل میں نادانستہ ان کی محبت اترتی چلی جائے اور جوان نسل ان سے متاثر ہوکر ان کی عادات اپنا لے۔ گو اکثر اخبارات کا یہ نظریہ نہیں ہوتا، ان کے سامنے صرف یہ ہوتا ہے کہ پبلک کی پسند کیا ہے؟ تاکہ اخبار زیادہ سے زیادہ فروخت ہو لیکن فلم سے متعلق لوگوں کو اچھالنے سے اثرات وہی نکلتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا اور اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ (النور: ١٩)

''اس میں شک نہیں کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں فحاشی فروغ پائے ان کے لیے دنیا میں بھی تکلیف دہ عذاب ہے اور آخرت کے دن بھی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

آج پریس بھی فحاشی کو فروغ دینے والے اطوار اپنائے ہوئے ہے اور ریڈیو بھی، ٹی وی بھی اہم کردار ادا کررہا ہے اور فلم انڈسٹری بھی اور اقتدار کے بھوکے حکمران بھی اس ننگِ دین گروہ کو فحاشی پھیلانے اوران کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر انہیں شرفِ بازیابی بخش کر، ان کی عیادت کرکے اورانہیں تمغوں (Ewards) سے نواز کر، معاشرے میں ان کی عزت بڑھا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فحاشی کی اشاعت کرتے ہیں۔

آرٹسٹ:

مقام صد حیرت ہے کہ عالمِ دین بھی آرٹسٹ ہے اور اداکار و گلوکار بھی، جنہیں زبانِ شرافت میں کنجر کہا جاتا ہے۔ معروف عالم دین کو بھی اس کی صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے تمغہ دیا جاتا ہے اور نامور گلوکارہ اور اداکارہ کو بھی اس کی خدمات کے پیش نظر ایوارڈ کی مستحق ٹھہرایا جاتا ہے۔ حالانکہ عالم دین معاشرے کی اصلاح کے لیے کوشاں ہوتا ہے جو کہ فرمودات ربانی کی تبلیغ ہے اور گلوکار، گلوکارائیں اور اداکاری کرنے والے مرد عورتیں تخریب اخلاق کے شیطانی مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ ان دونوں کے کاموں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ زمین اور آسمان میں فرق ہے۔ دونوں کے فرائض منصبی میں اتنا ہی تضاد ہے جتنا کہ گرمی اور سردی میں اور دونوں کی مساعی کے نتائج میں اتنا ہی تفاوت ہے جتنا کہ اندھیرے اور روشنی میں۔

اور یہ تضاد و تفاوت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ عالم نیکی کرنے کی طرف بلاتا ہے، اداکار وغیرہ گناہ کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ عالم دین نیکیاں ذخیرہ کرنے کو کہتا ہے جبکہ فریق ثانی سیلاب معصیت کے بہاؤ میں بہتا ہے۔ نائبِ رسول پاکیزہ اخلاق کی جو بنیادیں اٹھاتا ہے گویا ان بنیادوں کو تخریب اخلاق کی کدالوں سے ڈھاتا ہے۔ ایک ایمان کی جوت جگاتا اور دوسرا دولت ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ کیا یہ دونوں ہی ہم مرتبہ اور دونوں ہی حوصلہ افزائی کے حقدار ہیں؟

اگر یہ رِیت درست ہے تو ایک جیب کترا بھی تمغے کا مستحق ہے، کس قدر اپنے فن میں چابکدستی دکھاتا ہے کہ بڑے بڑوں کو جُل دے کر نقدی لے اڑتا ہے۔ کیا یہ فنِ لطیف نہیں ہے؟ ایک ڈاکو بھی ایوارڈ کا سزاوار ہے کہ بنک کا گن مین موجود ہے، پندرہ بیس آدمیوں کا عملہ موجود ہے، صرف تین چار آدمی بڑی ہوشیاری اور عمدہ منصوبہ بندی سے آتے ہیں اور مردانہ طریقے سے بنک لوٹ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔ ایک سمگلر بھی دادِ تحسین کا حقدار ہے کہ وہ دنیا کے ایک ملک سے ناجائز سامان دوسرے ملک میں پہنچا دیتا ہے۔ آخر ان کو کیوں ایوارڈ نہیں دیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے؟ ایمان و نیکی کا ڈاکو تو ایوارڈ کا مستحق اور دنیا کی دولت کا ڈاکو مجرم۔ یہ کیسی ریت ہے؟

گلوکاروں کے متعلق ارشاداتِ نبوی

جن گلوکاروں کو اربابِ حل وعقد ایوارڈز دے کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں ان کے بارے احادیث کیا روشنی ڈالتی ہیں، وہ سنیے:

پہلی حدیث...... مغنیائیں موجب تباہی ہیں:

جو لوگ فنکاروں اور کنجروں کو ملک کے لیے ضروری خیال کرتے اور ان کی خدمات کو جو کہ شیطانی کرتوت ہیں، سراہتے اور انہیں تمغے دیتے ہیں اور جو لوگ گانے بجانے کو اسلام کا حصہ قرار دیتے ہیں ان کے لیے حدیث ہے جسے امام اہل السنۃ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ''صحیح''[1] قرار دیا ہے اور پھر یہ روایت صحیح ابن حبان میں بھی ہے گویا اس کے صحیح ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے:

((عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِی الْخَمْرَ یُسَمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اسْمِهَا عَلٰی رُؤُوْسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَ الْمُغَنِّیَاتِ یَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَ یَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِیْرَ))[2]

''حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اسے پئیں گے، سازوں کی دھنوں اور مغنیاؤں کے گیتوں سے ان کی تفریح کا سامان کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں (اس جرم کی وجہ سے) زمین میں دھنسا دے گا۔ (جو باقی رہ گئے) ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر بنا دے گا۔''

---

[1] اغاثة اللهفان : ۱/۲۷۸۔

[2] ''صحیح''سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب العقوبات: ۴۰۲۰۔ الصحیحة للألبانی: ۱/۱۳۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو راگ گانے، ساز بجانے اور ان کے سننے اور نوازنے والوں سے یہ سلوک فرمائے گا لیکن ہمارے ہاں کوئی مغنیہ بیمار پڑ جائے تو پبلک اس کے لیے اس قدر تحائف پیش کرتی ہے کہ ڈھیر لگ جاتے ہیں اور نامور اخبارات اس کی تازہ خبر چھاپنے کے لیے بہت جتن کرتے ہیں۔ جیسے ان خبروں کے بغیر اخبار نامکمل رہے گا اور مغنیاؤں کے پرستار سب سے پہلے انہی کی خبریں پڑھتے ہیں۔ یہ سب لوگ اس حدیث کی وعید کی زد میں ہیں کیونکہ چاہنے والے ہی مارکیٹ میں کسی چیز کے دام چڑھاتے ہیں۔ اسی طرح وہ حکمران بھی اس حدیث کو پڑھیں جو مغنیاؤں اور مغنیوں اور فلمی کام کرنے والوں کو شرف بازیابی بخشتے ہیں۔ ان سب کو چاہیے کہ حدیث پڑھ کر اپنے طریقے سے تائب ہوں۔

دوسری حدیث:

شریعت میں تو تصوف کا کہیں ذکر نہیں بلکہ یہ ذکر ہے کہ دنیا سے کٹ کر گوشہ نشینی اختیار کرنا ناجائز ہے۔ لیکن تصوف کے قائل تقریباً سبھی لوگ تمام سلسلوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں اور ساز باجوں اور قوالیوں کے جواز میں صوفیاء کا عمل پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ خلاف شریعت کسی کا عمل دلیل نہیں بن سکتا، اس پر آگے چل کر ان شاء اللہ دلائل پیش کریں گے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ شریعت کو پہلا درجہ ہے، اس کے بعد حقیقت پھر طریقت اور آخر میں معرفت ہے۔ معرفت کی باتیں شریعت والے کیسے سمجھ سکتے ہیں اور یہ اولیاء جو بھنگ پیتے، گندے رہتے اور نماز روزے کے قریب نہیں جاتے، یہ معرفت پر چلتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بھنگی چرسی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل یعنی اونچا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز پڑھتے اور رات کو قیام کرتے یہاں تک کہ پاؤں پر سوجن آجاتی تھی۔ یہ لوگ اس طرح کی باتیں کرکے بھی محب رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے والے اور آپ کی سنتوں کا پرچار کرنے والے یہ عقیدہ رکھ کر بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں بھی سب سے اونچا درجہ رکھتے تھے، گستاخ رسول ہیں ؎

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات درمیان میں تصوف کی آ گئی تو صوفیاء کو دلیل بنانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امام الاولیاء مانتے ہیں۔ ہم یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پیش کرتے ہیں تاکہ یہ حضرات دیکھ لیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ راگ وساز کے بارے میں کیا خیالات رکھتے تھے اور ان کے نام لیوا کیا اطوار اپنائے ہوئے ہیں:

((عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ)) قِيْلَ وَ مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا وَ الْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَ أَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَ عَقَّ اُمَّهٗ وَ بَرَّ صَدِيْقَهٗ وَ جَفَا اَبَاهُ وَ ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ ، وَ كَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ ، وَ اُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ ، وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ ، وَ لُبِسَ الْحَرِيْرُ ، وَاتُّخِذَتِ الْقِيَانُ ، وَالْمَعَازِفُ ، وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ اَوْ خَسْفًا وَ مَسْخًا))[1]

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب میری امت پندرہ (برے) کام کرنے لگے گی تو اس پر مصائب ٹوٹ پڑیں گے۔“ پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سے کام ہیں؟ فرمایا: ”جب مال غنیمت تمام حق داروں کو نہیں ملے گا، امانت ہڑپ کر لی جائے گی، زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا، مرد بس بیگم کی سنے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے نیک سلوک کرے گا، باپ سے جفا سے پیش آئے گا۔ مسجدوں میں لوگ زور زور سے بولیں گے اور (عادات کا) انتہائی کمینہ قوم کا لیڈر ہوگا اور کسی کی شرارتوں سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے گی، شراب نوشی ہوگی، ریشم پہنا

[1] ”ضعیف“ جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة حلول المسخ والخسف ۔۲۲۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا، مغنیائیں دستیاب ہوں گی، ساز باجوں کی فراوانی ہو جائے گی اور اس امت کے بعد میں آنے والے پہلے گزرنے والوں پر لعنت بھیجیں گے۔ (جب یہ کام ہونے لگیں گے) اس وقت (میرے امتی) سرخ ہواؤں یا دھنسایا جانے اور شکلوں کے مسخ ہونے کا انتظار کریں۔"

اس حدیث کی سند گو کمزور ہے تاہم پہلے گزرنے والی حدیث اور بعد میں آنے والی احادیث سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ امام ابن قیم اغاثة اللهفان میں ترمذی کے حوالے سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں۔ اس کی سند میں فرج بن فضالہ یعنی ترمذی کی مندرجہ بالا حدیث کا ضعیف راوی نہیں ہے۔ [1]

پھر امام ابن قیم رحمہ اللہ امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کے حوالہ سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ایک حدیث لائے ہیں اور اس کی سند دوسری ہے، وہ روایت بھی ترمذی کی پندرہ باتوں والی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ والی روایت کی تائید کرتی ہے۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف سند کے باوجود مستقل دلیل ہے۔

تیسری حدیث...... گانا سننے کی سزا قیامت کے دن:

امام قرطبی رحمہ اللہ کی کتاب "الجامع لاحکام القرآن" تمام اہل سنت و اہل علم میں بڑی اہمیت کی حامل ہے، اس میں ہے:

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَلَسَ اِلٰی قَیْنَةٍ یَسْمَعُ مِنْهَا صُبَّ فِیْ اُذُنِهِ الْاٰنُكُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ)) [2]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی گلوکارہ کی مجلس میں بیٹھتا اور اس کا گانا سنتا ہے قیامت کے دن اس کے

---

[1] اغاثة اللهفان: ۲۷۹/۱۔

[2] "موضوع" الضعیفة: ۴۵۴۹ تلخیص العلل المتناهیة للذهبی: ۸۴۰۔ ضعیف الجامع: ۵۴۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔"

قرطبی کی یہ روایت تاریخ ابن عساکر اور امالی ابن صصری میں بھی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد کے وقتوں میں کسی مغنیہ کا گانا اس کی مجلس میں یعنی اس کے قریب بیٹھ کر ہی سنا جا سکتا تھا کیونکہ اس وقت اس کی آواز کا دائرہ تنگ تھا، اس وقت یہ حکم تھا کہ اس کی مجلس میں مت بیٹھو ورنہ قیامت کے دن کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا، کانوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کی تو کانوں کو سنگین سزا بھگتنا پڑے گی۔ آج سائنس نے ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور کیسٹوں کے ذریعے مغنیاؤں کی آواز کا دائرہ وسیع کر دیا ہے اور گلوکارہ کے قریب بیٹھے بغیر اس کی آواز سن کر سننے والے کے کان قیامت کے دن کی اس سزا کے سزاوار ہو سکتے ہیں۔

اسلام کا دم بھرنے اور نفاذِ اسلام کے دعوے کرنے والے حکمران ذرا غور کریں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کہ گلوکارہ کا دھندا اتنا غلیظ اور پلید ہے کہ اس کی آواز سے مسرور ہونا بھی حرام ہے اور ادھر اس پیشہ سے متعلق لوگوں کو اونچی سطح پر نوازا جاتا ہے۔

چوتھی حدیث...... گانا سننے والے کا جنازہ نہ پڑھو:

امام اہل شام امام مکحول رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَ عِنْدَهٗ جَارِيَةٌ مُغَنِّيَةٌ فَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِ))[2]

---

[1] تربیۃ الاولادفی الاسلام: لعبداللہ ناصح علوان : ۱۸٤/۱

[2] القرطبی : ٤٩٢٩، تفسیر سورۃ لقمان :٦۔"منقطع" اس میں مکحول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حالانکہ مکحول طبقہ خامسہ کا راوی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی ملاقات و سماع ممکن نہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے مکحول سے نیچے سند ذکر نہیں کی ہے اس لیے نیچے راوی کا پتہ نہیں چلتا، اسی معنی کی ایک روایت علی رضی اللہ عنہ سے بھی کنز العمال (٤٠٦٧٣) میں ہے لیکن وہ بھی سخت ضعیف ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کے پاس گلوکارہ ہے اس کا جنازہ مت پڑھو۔"

ظاہر بات ہے کہ گلوکارہ ایک عورت کی حیثیت سے بری نہیں بلکہ حدیث میں اس کی گلوکارہ اور مغنیہ کی حیثیت سے برائی بیان کی گئی ہے، یعنی چونکہ وہ گاتی ہے جو کہ شریعت کی نظر میں گھناؤنا جرم ہے اور یہ شخص اس جرم میں گلوکارہ کا پورا پورا تعاون کرتا تھا، اس لیے وہ بھی مجرم ہے۔ عورت بری نہیں، جسم برا نہیں، اس عورت کے حلق سے نکلنے والی آواز بصورت گیت بری ہے اور جو اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے وہ بھی برا ہے، اتنا برا کہ اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اسی طرح وہ شخص برا ہے جو سائنسی آلات مثلاً ٹی وی، کیسٹ وغیرہ سے گانا سنتا ہے، وہ بھی اس حدیث کی زد میں ہے۔

گو امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند ذکر نہیں کی اس لیے سند کا حال معلوم نہیں تاہم معنی کے لحاظ سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ایسے گناہ کبیرہ کے مرتکب کا جس کے بارے میں سب کو معلوم ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیا۔ مثلاً خودکشی کرنے والے اور مقروض اشخاص اور راگ بھی گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں گزرا اور آئندہ ان شاء اللہ آئے گا۔

پانچویں حدیث...... راگ کی کمائی حرام ہے:

اس مضمون کی حدیث بحوالہ ترمذی سورہ لقمان کی تفسیر کے ضمن میں گزر چکی ہے اور وہاں اسے بالکل صحیح ثابت کر دیا گیا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل حدیث ابن ماجہ کی ہے۔ اس کی صحت کے بھی وہی دلائل ہیں جو ترمذی کی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے درج کیے گئے۔ یعنی ابن ماجہ کی یہ حدیث بھی بالکل صحیح ہے:

((عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعِ الْمُغَنِّیَاتِ وَعَنْ شِرَائِهِنَّ وَ عَنْ كَسْبِهِنَّ وَ عَنْ اَكْلِ اَثْمَانِهِنَّ)) [1]

[1] "ضعیف" سنن ابن ماجه، ابواب التجارات باب ما لا یحل بیعه: ۲۱۶۸۔ مسند احمد: ۵/۲۵۷۔ الصحیحة للألبانی: ۲۹۲۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغنیا ئیں بیچنے، ان کے خریدنے، ان کی کمائی اور ان کی فروخت کی رقم کھانے سے منع فرمایا۔"

اس حدیث کے پیش نظر ان تمام لوگوں کی کمائی اور روزی خالص حرام ہے جو وی سی آر اور کیسٹوں کی خرید وفروخت کا کام کرتے ہیں اور جو لوگ شادی بیاہ پر اس قسم کی گندی خدمات انجام دیتے ہیں۔

چھٹی حدیث.....گلوکار شیطان کے زیر اثر ہوتا ہے:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے دائرے کے اندر رہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تفریحات مہیا فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن مدینہ منورہ کی کوئی گلوکارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی اور یہ بات یقینی ہے کہ وہ مدینہ کے کسی یہودی قبیلہ سے تھی اور یہ بات احادیث سے ثابت ہے کہ یہودی عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کام کاج کرنے بھی آتی تھیں۔[1] اور اس گلوکارہ کا کسی یہودی قبیلہ سے ہونا ہم نے اس لیے یقینی کہا کہ جس کام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما دیتے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے۔ اس تمہید کے بعد یہ حدیث پڑھیے:

((عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَتَعْرِفِينَ هٰذِهِ ؟ قَالَتْ لَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَقَالَ هٰذِهِ قَيْنَةُ بَنِي فُلَانٍ ، تُحِبِّينَ أَنْ تُغَنِّيَكِ قَالَتْ نَعَمْ فَأَعْطَاهَا طَبَقًا فَغَنَّتْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْخِرَيْهَا))[2]

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، عائشہ کیا تم اسے جانتی ہو؟ عرض کیا نہیں اے اللہ کے نبی! فرمایا، یہ فلاں قبیلے کی گلوکارہ ہے، کیا تم کچھ سننا پسند کروں گی؟ عرض کیا، جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گلوکارہ کو ایک

① مسند احمد : ٨١/٦۔

② "اسنادہ صحیح" مسند احمد : ٤٤٩/٣ ۔ مجمع الزوائد: ١٣٠/٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھال دیا اس نے حضرت عائشہ ﷞ کو گیت سنائے، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے اس گلوکارہ کی ناک میں پھونک دیا ہے۔“

ممکن ہے کسی کا ذہن اس طرف جائے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ ﷞ کو گانے کیوں سنوائے؟ نعوذ باللہ آپ ﷺ غلط کام نہیں کر سکتے تھے۔ اس عورت نے یقیناً کوئی جنگی واقعہ شعروں کی شکل میں گایا ہوگا۔ کیونکہ مدینہ منورہ کے بچے بچے کو حتیٰ کہ گلوکاروں کو بھی معلوم تھا کہ آپ بے حیائی کے گیتوں کو ناپسند فرماتے ہیں۔ اس لیے وہ گلوکارہ آپ کی موجودگی میں فحاشی کے گیت گانے کی جرأت ہی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے باوجود جناب رسول اللہ ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ شیطان نے اس گلوکارہ کی ناک میں برے اثرات کی پھونک مار دی ہے۔ یعنی عورت شیطان کے زیر اثر ہے اور آپ کا یہ فرمان تمام گلوکاروں اور گلوکاراؤں کے بارے میں ہے بلکہ یہ لوگ انسانی روپ میں شیطان ہیں۔ آپ ﷺ تو یہ فرمائیں اور ہم ان کو عزت و احترام کے ساتھ سر آنکھوں پہ بٹھائیں، بایں ہمہ کامل و مکمل مسلمان کہلائیں۔ یہی ہیں ہمیں قعر مذلت میں گرا دینے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والی ادائیں۔

ممکن ہے کوئی شخص سوچے کہ جب وہ یہودیہ تھی یعنی کافرہ تھی تو پھر اس کے شیطان کے زیر اثر ہونے میں کیا شک؟ ہر کافر شیطان کے زیر اثر ہوتا ہے اس لیے ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے کافر ہونے کی وجہ سے یہ فرمایا ہو لیکن یہ سوچنا درست نہیں اس لیے کہ ذکر اس کے گلوکارہ ہونے کا ہوا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کی اس کے بارے میں آخری بات کا تعلق اسی وصف سے ہوگا جس کا پہلے ذکر ہوا اور مسلم کی وہ حدیث جو ”راگ باعث گمراہی ہے“ کے عنوان کے تحت دوسرے سبب کے شروع میں درج ہے وہ اس بات کی تائید کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے گلوکارہ ہونے کی وجہ سے اسے فرمایا کہ شیطان نے برے اثرات کی اس کی ناک میں پھونک مار دی ہے۔

پھر قرآن حکیم میں بھی ہے کہ راگ شیطان کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَٱسْتَفْزِزْ مَنِ ٱسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ ﴿٦٤﴾ (الإسراء: ٦٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جس پر تیرا بس چلے اسے تو اپنی آواز سے برانگیختہ کر لے۔"

یہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا اور شیطان کی آواز، جس سے وہ لوگوں کو ابھار کر اپنے دام فریب میں پھانستا ہے، سے مراد راگ ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جلیل القدر شاگرد اور مفسر قرآن امام مجاہد رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر فرمائی ہے۔ ①

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر امام مجاہد رحمہ اللہ کی تفسیر کی تائید کرتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

(صَوْتُهٗ كُلُّ دَاعٍ دَعَا اِلٰى مَعْصِيَةِ اللّٰهِ) ②

"ہر اس شخص کی آواز جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے شیطان کی آواز ہے۔"

یہ باتیں اور دلائل بھی واضح کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی اس یہودیہ گلوکارہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس پر شیطان کا اثر ہے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس عورت کا مغنیہ ہونے کا وصف تھا۔

ساتویں حدیث...... اگر راگ کا رسیا جنت میں چلا بھی گیا تو:

اس عنوان پر حدیث پیش کرنے سے قبل تمہید بہت ضروری ہے۔ کچھ لوگ اس خطرناک زعم میں مبتلا ہیں کہ جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے شرک و بدعت کا ارتکاب نہیں کیا اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ سبحانہ کی رحمت سے یہ بعید نہیں، وہ اگر چاہے تو بے شک معاف کر دے گا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسے لوگ گناہ کرنے میں دلیر ہو جائیں۔ حدیث میں ہے:

((اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ)) ③

---

① تفسیر ابن جریر: ۹/۱۷۷۔ ② تفسیر ابن جریر طبری: ۹/۱۱۸۔

③ "ضعیف" جامع الترمذی، أبواب صفة القيامة، باب حديث الكيس من دان نفسه وعمل بما بعد الموت: ۲۴۵۹۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الموت: ۴۲۶۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عقل مند اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے اور موت کے بعد کی تیاری میں لگا رہتا ہے اور کم ہمت خواہشات کی غلامی کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے (بخشش کی) امیدیں وابستہ کیے رکھتا ہے۔"

اس حدیث نے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی نہیں کی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت غفور و رحیم کا سہارا لے کر گناہ پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا:

((عَنْ عائِشَةَ اَنَّها ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ما يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيامَةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا فِي ثَلاثَةِ مَوَاطِنَ فَلا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَ يَخِفُّ مِيْزَانُهُ اَوْ يَثْقُلُ وَ عِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ ﴿هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ﴾ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ اَ فِي يَمِيْنِهِ اَمْ فِيْ شِمَالِهِ اَمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهِ وَ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ))①

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہیں دوزخ یاد آئی تو وہ رو دیں، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا "کیوں رو رہی ہو؟" عرض کی "مجھے دوزخ یاد آ گئی چنانچہ میں رو دی، کیا آپ ﷺ اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن یاد فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا، جب نیکیاں اور برائیاں تولی جا رہی ہوں گی (کسی کو کچھ یاد نہ ہوگا) جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کی نیکیوں والی ترازو (پلڑا) بھاری رہتی ہے یا ہلکی اور کتاب (اعمال نامہ) ملنے کے وقت جبکہ کچھ لوگ کہیں گے "آؤ میرا عمل نامہ پڑھو" جب تک کہ یہ نہ پتہ چل جائے کہ عمل نامہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے (جو کہ جنتی ہونے کی علامت

① "ضعيف" سنن ابی داؤد، كتاب السنة، باب في ذكر الميزان : ٤٧٥٥ - ضعيف أبي داؤد : ١٠١٨ -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے) یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ پیچھے ملتا ہے اور (تیسرے اس وقت) جب کہ دوزخ پر پل رکھا جائے گا (اس وقت بھی کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا)۔''

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ تسلی نہیں دی کہ عائشہ! تم صرف شرک اور بدعت سے ہی نہیں بچی ہوئی بلکہ خاتم الانبیاء اور امام الانبیاء کی چہیتی بیگم بھی ہو، تمہیں کبیدہ خاطر ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی دوٹوک آگاہ کیا کہ بیٹی! کسی خوش فہمی میں نہ رہنا عمل کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ لوگ توحید وسنت کے دعویدار بن کر اتنے دلیر ہو گئے کہ گھروں میں ساز و آواز سے مسرور ہونے کے جملہ ساز و سامان؟ بایں ہمہ زعم یہ کہ اول تو بخش ہی دیا جائے گا ورنہ چند دن دوزخ کی سزا بھگت کر جنت میں آ جائیں گے، یہ تو یہودیوں والی جرأت ہے کہ اتنے ہی دن دوزخ کی ہوا کھانا پڑے گی جتنے دن بچھڑے کی عبادت کی گویا دوزخ میں جانا کوئی بات ہی نہیں؟

طوالت سے بچنے کے لیے دوزخ کی وسعت و گہرائی اور ہولناکی و تباہی کا ذکر چھوڑتے ہوئے یہودیانہ جرأت کا مظاہرہ کرنے والوں کی خدمت میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں، شاید وہ اپنا محاسبہ کر کے اپنی عاقبت سدھارنے کی فکر کرنے لگیں:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَاءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَ اِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ كَذَا وَ كَذَا))[1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دوزخیوں کی دو قسمیں میں نے نہیں دیکھیں، ایک تو وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، ان سے وہ لوگوں کو (اپنی دھاک بٹھانے کے لیے) ماریں گے۔

[1] صحیح مسلم، كتاب اللباس والزینة، باب النساء الكاسیات العاریات المائلات الممیلات: ۵۵۸۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم وہ عورتیں جنہوں نے لباس پہنا ہوگا لیکن وہ ننگی ہوں گی (مردوں کو اپنے اوپر) مائل کریں گی (خود ان پر) مائل ہوں گی۔ ان کے سر بجنت نصر کے اونٹوں کی کوہانوں کی طرح، ایک طرف کو ٹیڑھے ہوں گے، وہ نہ تو جنت میں جائیں گی نہ اس کی خوشبو ہی انہیں نصیب ہوگی حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلہ تک مہکتی ہوگی۔"

بعض احادیث میں وہ فاصلہ چالیس سال، بعض میں ستر سال اور بعض میں پانچ سو سال کا بتایا گیا ہے۔ یعنی جنت میں جانا تو دور کی بات ہے جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی۔

پھر توحید و سنت کے مدعی کیا اس بات پر مطمئن ہیں کہ ان سے شرک سرزد نہیں ہوسکتا؟

حدیث میں تو یہ ہے:

((عَنْ شَدَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِیَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ اَمَا اِنِّیْ لَسْتُ اَقُوْلُ یَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَّ لَا قَمَرًا وَّ لَا وَثَنًا وَ لٰكِنْ اَعْمَالًا لِغَیْرِ اللّٰهِ وَ شَهْوَةً خَفِیَّةً))[1]

"حضرت شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے بڑا خوف یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک ہوگا۔ سنو میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج، چاند یا بتوں کی پوجا کریں گے بلکہ اللہ کے سوا کسی دوسرے (کی خوشنودی) کے لیے نیکی کریں گے اور خفیہ چاہت ہوگی۔"

مستدرک حاکم میں اس کی تشریح یہ ہے کہ:

"روزے سے ہوں گے پھر کسی لالچ میں روزہ افطار کر دیں گے یعنی سورج غروب ہونے سے پہلے۔"

اس حدیث کے بعد کسی توحید و سنت کے مدعی کا یہ دعویٰ درست کہا جاسکتا ہے کہ اس سے کبھی نمائش سرزد نہیں ہوئی؟ تو پھر وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال شرک و بدعت سے

---

[1] "ضعیف" سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الرياء والسمعة: ٤٢٠٥۔ مسند احمد: ١٢٤/٤۔ مستدرك حاكم: ٣٣٠/٤۔ ضعیف ابن ماجه۔ ضعیف الجامع الصغیر: ١٣٧٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک ہے اور جس کا نامۂ اعمال شرک سے پاک ہے وہ آخر جنت میں جائے گا۔

علاوہ ازیں جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ اس میں مخلص بھی ہے یا نہیں؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کلمۂ توحید وہ منظور ہے جس میں اخلاص ہو۔ قرآن حکیم میں ﴿مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ کا جا بجا ذکر ہے اور حدیث میں ہے:

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِّنْ قَلْبِهِ فَيَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))[1]

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے ایک ایسی بات معلوم ہے کہ جو بندہ وہ بات دل کی گہرائی سے کہتا ہے پھر اسی پر فوت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے اور وہ بات یہ ہے کہ بندہ لا الہ الا اللہ کہے۔"

اور کسی شخص کا خود کو اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ کہنا درست نہیں۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

فَلَا تُزَكُّوْٓا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰىٓ ﴿٣٢﴾ (النجم: ۳۲)

"(اے بندو!) تم خود کو پاکیزہ مت کہو، وہ خوب جانتا ہے کہ کون (پاکیزہ و پرہیزگار ہے (اور کون نہیں)۔"

پھر کوئی شخص اپنے بارے میں کیسے فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ آخر ایک وقت ضرور جنت کا مستحق بن جائے گا؟ یہ فیصلہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے، کیونکہ کلمہ توحید میں اخلاص ضروری ہے اور اخلاص کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت صرف کلمۂ توحید پڑھ لینے کے بعد یقینی ہوتی تو جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرمانے کی ضرورت نہ تھی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے اور سب دوزخی ہیں سوائے ایک کے۔[2] بعض لوگ اسے ضعیف کہتے ہیں حالانکہ امام ترمذی رحمہ اللہ

[1] المستدرك: ۱/۷۲، حدیث ۴۲۔ وصححه الذهبي.

[2] ترمذی (۲۶۳۰) اور ابو داؤد (۴۵۹۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو حسن اور صحیح قرار دیا ہے اور امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی تالیف تلبیس ابلیس کے حاشیہ پر ہے کہ یہ حدیث بہت سے صحابہ اور اسانید کثیرہ سے مروی ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی کی اس حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان تہتر فرقوں میں سے دوزخ سے بچ جانے والے کون لوگ ہیں؟'' فرمایا'' وہ لوگ جو اس راہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔''

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمِهِ وَ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَ هُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَ هُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ))①

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا، میں نے ڈھونڈنا شروع کیا میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلوے پر لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں (سجدے میں) تھے، دونوں پاؤں کھڑے تھے (کہ انگلیاں زمین پر ایڑیاں آسمان کی طرف) آپ کہہ رہے تھے، اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچنے کے لیے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں، تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ کا خواستگار ہوں اور تجھ سے بچنے کے لیے تیری ہی طرف لپکتا ہوں میں تیری تعریف بیان نہیں کرسکتا، تیری توصیف وہی ہے جو تو نے خود بیان فرمائی۔''

① صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود: ۱۰۹۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة: ۸۷۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ فرمایے امام الانبیاء ﷺ کس قدر اللہ سبحانہ کی ناراضی سے خوفزدہ ہیں کہ سجدے میں پڑے گڑگڑا رہے ہیں اور ہم توحید و سنت پر نازاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک حدیث میں ہے، ان سے کسی نے جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ دعا پوچھی جو آپ بکثرت مانگا کرتے تھے، انہوں نے بتایا:

((كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَتْهُ نَفْسِيْ))①

''آپ کہا کرتے تھے، اے اللہ! میں ان برائیوں سے جن کا ارتکاب میری جان نے کیا تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یہ وحی نازل فرمائی کہ اس نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے، آپ ﷺ کے خوف و خشیت کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات یہ دعا پڑھتے اور احادیث میں ہے کہ ایک ایک مجلس میں آپ ستر ستر مرتبہ استغفار کرتے۔

اور ایک حدیث میں ہے:

((قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا فَعَلَتِ الذَّهَبُ فَجَاءَ تْ مَا بَيْنَ الْخَمْسَةِ اِلَى السَّبْعَةِ أَوِ الثَّمَانِيَةِ اَوِ التِّسْعَةِ فَجَعَلَ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهٖ وَ يَقُوْلُ مَا ظَنُّ مُحَمَّدٍ بِاللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَوْ لَقِيَهٗ وَ هٰذِهٖ عِنْدَهٗ اَنْفِقِيْهَا))②

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوگیا، فرمایا، اے عائشہ! سونے کا کیا ہوا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پانچ سے سات یا آٹھ یا نو دینار لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔ آپ ﷺ نے دیناروں کو ہاتھ پر رکھ لیا اور انہیں الٹ پلٹ کرنے لگے اور یہ کہنے لگے، محمد ﷺ کا اللہ عزوجل کے بارے میں کیا گمان تھا درآں حالیکہ وہ اللہ کے پاس چلا جاتا اور

① ''صحیح'' مسند احمد: ۳۱/۶، ح: ۲۳۹۱۵۔ مسلم: ۲۷۱۶۔ ابو داؤد: ۱۵۵۰۔

② ''صحیح الإسناد'' مسند احمد: ۴۹/۶، ح ۲۴۱۰۴۔ مجمع الزوائد: ۲۳۹/۱۰۔ صحیح ابن حبان (الإحسان): ۷۱۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ گھر میں موجود ہوتے عائشہ! انہیں خیرات کر دو۔"

اندازہ فرمایئے ان دیناروں کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ پر کس طرح خوف طاری ہوا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اگر میں انہیں گھر میں چھوڑ کر مر جاتا تو اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر کیا عذر پیش کرتا۔

اسی طرح آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں پر یہ خوف طاری رہتا تھا کہ معلوم نہیں کہ مرنے کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہم سے کیا سلوک ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے:

"ابوموسیٰ! میری تو دلی تمنا ہے کہ جو نیک اعمال ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیے ان کا ثواب مل جائے اور جو نیکیاں آپ کے بعد کیں ان کا ثواب بھی بے شک نہ ملے اور جو گناہ آپ ﷺ کے بعد کیے ان سے بھی رہائی ہو جائے۔"[1]

یعنی دل میں خوف ہے کہ گناہوں پر گرفت نہ ہو، اگر اللہ تعالیٰ سودا کر لے کہ نہ تو نیکیوں کا ثواب دے نہ گناہوں کا عذاب تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سودا منظور تھا۔

غرضیکہ جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ سبحانہ کے ناراض ہونے کا خوف رہتا تھا۔ وہ دلیر بالکل نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے، گناہ کر گزرو اور اس کی رحمت کی امید رکھو۔ ان کا یہ طریقہ بالکل نہ تھا اور جنت میں وہ لوگ جائیں گے جو ان کے طریقے پر ہوں گے اور جو لوگ اپنے مسلک پر ناز کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے کسی بھی گروہ میں سے ہوں، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ پر نہیں بلکہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کی راہ پر ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے دعاوی قرآن حکیم نے بتائے ہیں، وہ کہتے ہیں:

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ ٱلْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَٰرَىٰ ۗ

(البقرة: ١١١)

---

[1] بخاری: ١/٥٥٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور بولے کہ جنت میں صرف وہ لوگ جائیں گے جو یہودی ہوں گے یا عیسائی۔"

یعنی یہودیوں کا خیال ہے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے اور عیسائیوں کا کہنا ہے کہ عیسائی ہی جنت کے وارث ہیں۔ مطلب یہ کہ صرف نام رکھ لینے پر جنت کا دارومدار قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں فرمایا:

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ﴿۱۱۲﴾ (البقرۃ: ۱۱۲)

"کیوں نہیں، جس نے بھی اللہ کے سامنے خود کو جھکا دیا درآں حالیکہ نیکوکار بھی ہے تو اس کے رب کے ہاں اس کے لیے اجر ہے۔"

غرضیکہ جنت میں جانا کسی نام پر منحصر نہیں کہ اہل حدیث، اہل سنت والجماعت یا کوئی دوسرا نام کہلانے والے جنت میں جائیں گے، نام پر انحصار کرنا اور عمل میں کورا ہونا یہود و نصاریٰ کی روش ہے، آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بالکل نہیں۔

اس تمہید کے بعد ہم ساتویں حدیث پیش کرتے ہیں کہ راگ کا شوقین اگر جنت میں چلا بھی گیا تو وہاں اس کی عزت و توقیر و پذیرائی ان لوگوں کی طرح نہیں ہوگی جو دنیا میں اپنے کانوں کو حتی المقدور راگ سے بچاتے رہے۔ یہ حدیث امام ترمذی اپنی مشہور کتاب "نوادر الاصول" میں لائے ہیں:

((عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی صَوْتِ غِنَاءٍ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ اَنْ يَّسْمَعَ الرُّوْحَانِيِّيْنَ فَقِيْلَ وَ مَنِ الرُّوْحَانِيُّوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُرَّآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ))[1]

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو دنیا میں گانا سنے گا اسے (جنت میں) روحانیوں کی (روح پرور) آواز

---

① القرطبی : ۵۴/۱۴۔ کنز العمال : ۳۳۳/۸۔ "ضعیف" دیکھیے ضعیف الجامع الصغیر : ۵۴۰۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سننے سے محروم رکھا جائے گا۔ سوال ہوا "یا رسول اللہ ﷺ! روحانی کون ہیں؟ فرمایا، جنت والوں کے قاری حضرات۔"

آٹھویں حدیث ...... گویوں پر اللہ کی لعنت کی ہے:

امام ہیثمی رحمہ اللہ اپنی جلیل القدر کتاب مجمع الزوائد میں درج فرماتے ہیں:

((عَنْ اَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نَغْمَةٍ وَ رَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ)) ①

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو طرح کی آوازوں پر دنیا میں بھی (اللہ کی) لعنت ہے اور قیامت کے دن بھی ان پر پھٹکار ہوگی (پہلی قسم کی آواز) لے اور سروں سے گانا اور (دوسری قسم کی آواز) مصیبت کے وقت بین کرنا۔"

یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اول تو اس لیے کہ امام ہیثمی نے اس حدیث کے راویان کو ثقہ یعنی معتبر قرار دیا ہے اور امام موصوف جلیل القدر اور عظیم المرتبہ محدث ہیں۔ دوم اس لیے کہ اس حدیث کو امام ضیاء مقدسی اپنی کتاب "المختارۃ" میں لائے ہیں اور ان کی یہ شرط ہے کہ اپنی اس کتاب میں صرف صحیح حدیث کو ہی درج کرتے ہیں۔ اس حدیث کا "المختارۃ" میں ہونا امام سیوطی نے اپنی کتاب الجامع الصغیر (۴۶/۲) میں ذکر کیا ہے۔ سوم اس لیے کہ امام سیوطی نے بھی مذکورہ بالا اپنی کتاب میں درج کرنے کے بعد اس حدیث کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

علاوہ ازیں بخاری، مسلم، ترمذی اور سنن کبریٰ للبیہقی کی صحیح روایات بھی مسند بزار کی صحیح حدیث کے لیے سونے پر سہاگے کا کام کرتی ہیں۔ بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے صاحبزادے ابراہیم کے رضاعی باپ ابو یوسف کے گھر گئے۔ آپ کا صاحبزادہ قریب

① "صحیح" دیکھیے تحریم آلات الطرب للألبانی : ص ۵۱۔ الصحیحۃ : ۴۲۷۔ مجمع الزوائد : ۱۳/۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المرگ تھا، آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "عوف کے بیٹے! یہ رحمت ہے۔" بیہقی کی روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّیْ لَمْ اَنْهَ عَنِ الْبُکَاءِ اِنَّمَا نَهَیْتُ عَنْ صَوْتَیْنِ اَحْمَقَیْنِ فَاجِرَیْنِ صَوْتٍ عِنْدَ نَغْمَةِ لَهْوٍ وَ لَعِبٍ وَ مَزَامِیْرِ الشَّیْطَانِ وَ صَوْتٍ عِنْدَ مُصِیْبَةٍ خَمْشِ وُجُوْهٍ وَ شَقِّ جُیُوْبٍ وَرَنَّةِ شَیْطَانٍ))①

"میں نے رونے سے نہیں روکا، میں نے تو دو احمقانہ اور فاجرانہ آوازوں سے روکا ہے۔ ایک وہ آواز جو شیطانی راگ گانے اور ساز باجے کی آواز ہے، دوسری وہ آواز جو غم میں چہرے کو نوچتے اور کپڑے پھاڑتے وقت بین کی شیطانی آواز ہوتی ہے۔"

یہ الفاظ میں نے بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ انا بك لمحزونون میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح میں فتح الباری سے نقل کیے ہیں۔ یہی الفاظ معمولی فرق کے ساتھ سنن کبریٰ للبیھقی کتاب الجنائز (٦٩٠٤) میں ہیں۔ اور ترمذی، کتاب الجنازہ باب ماجاء فی الرخصة فی البکاء میں اختصار سے درج ہیں۔ یہ سب احادیث مسند بزار کی مندرجہ بالا حدیث کی تائید کرتی ہیں کہ یہ دو طرح کی آوازیں نہایت بری ہیں اور شیطان کی آوازیں ہیں۔

مسلم میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اس وقت ہمارے گھر میں ایک عورت ابوسلمہ پر بین کرنے کے لیے میرا تعاون کرنے آئی تو آپ ﷺ اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور بولے:

((اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تُدْخِلِی الشَّیْطَانَ بَیْتًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَیْنِ فَکَفَفْتُ

① "حسن" السنن الکبریٰ للبیهقی : ٤/٦٩۔ جامع الترمذی، ابواب الجنائز ، باب الرخصة فی البکاء : ١٠٠٥ مختصراً۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنِ الْبُکَاءِ فَلَمْ اَبْكِ)) [1]

''کیا تیرا یہ ارادہ ہے کہ جس گھر سے اللہ نے شیطان کو دو مرتبہ نکال باہر کیا پھر سے اس میں شیطان کو داخل کر دے؟ یہ سن کر میں نے بھی رونے کا ارادہ ترک کر دیا (جبکہ میں پوری طرح تیار تھی)۔''

دونوں طرح کی آوازیں شیطانی ہیں، جس طرح میت پر بین کرنا شیطان کو گھر میں لانا ہے اسی طرح گیت گانا بھی اسے گھر میں بلانا ہے اور مسلم کی وہ حدیث آپ پہلے پڑھ چکے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے ایک بے ہودہ گو شاعر کو شیطان کہہ کر اسے پکڑنے کا حکم دیا تھا۔ ابوداؤد کی ایک ضعیف حدیث ہے:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ)) [2]

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے (میت پر) بین کرنے والی عورت پر بھی لعنت فرمائی اور بین سننے والی پر بھی۔''

یہ حدیث بھی مجمع الزوائد میں درج مسند بزار کی روایت کی تائید کرتی ہے اور مسند بزار کی روایت اس ضعیف حدیث کے مضمون کو سچا ثابت کرتی ہے جیسا کہ کتب اصول میں ہے۔

اس کے علاوہ مصنف عبدالرزاق کی ایک موقوف روایت بھی اس مضمون کی تائید کرتی ہے:

((عَنِ الْحَسَنِ قَالَ صَوْتَانِ فَاحِشَانِ فَاجِرَانِ ۔ قَالَ حَسِبْتُهٗ قَالَ ۔ مَلْعُوْنَانِ صَوْتٌ عِنْدَ نَغْمَةٍ وَ صَوْتٌ عِنْدَ مُصِیْبَةٍ ، فَاَمَّا الصَّوْتُ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ فَخَمْشُ الْوُجُوْهِ وَ شَقُّ الْجُیُوْبِ وَ نَتْفُ الْاَشْعَارِ وَ رَنُّ شَیْطَانٍ وَ اَمَّا الصَّوْتُ عِنْدَ النَّغْمَةِ فَلَهْوٌ وَ بَاطِلٌ وَ مِزْمَارُ شَیْطَانٍ)) [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت: ۲۱۳۴۔

[2] ''ضعیف'' الإرواء: ۷۶۹۔ ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح: ۳۱۲۸۔ مسند احمد: ۶۵/۳۔

[3] المصنف عبدالرزاق: ۱۹۷۴۴ مطبوعہ مجلس علمی طبعہ اولیٰ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ دو طرح کی آوازیں فاحشانہ اور فاجرانہ ہیں۔ میرا گمان ہے یہ بھی کہا کہ ان دونوں پر (اللہ کی) لعنت ہے۔ ایک راگ کی گھڑیوں کی آواز اور دوسری مصیبت کے لمحات کی آواز۔ مصیبت کے لمحات کی آواز چہرہ نوچنا، کپڑے پھاڑنا، اپنے بال نوچنا اور بین کرنا ہے اور راگ کی گھڑیوں کی آواز گانے الاپنا، بے ہودہ بکواس کرنا اور شیطانی ساز باجے ہیں۔''

بخاری و مسلم میں یہ ذکر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے اس سوال پر کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو رونے سے منع فرماتے ہیں اور خود رو رہے ہیں؟ آپ کا یہ جواب کہ یہ رونا رحمت ہے اور فتح الباری، بیہقی اور ترمذی کی احادیث کا یہ مضمون کہ آپ نے فرمایا ''میں نے رونے سے نہیں، دو قسم کی آوازوں سے منع کیا ہے، بین اور گیت سے۔'' اور مسند بزار کی روایت جس کے تمام راوی معتبر ہیں، میں یہ ذکر کہ ان دو قسم کی آوازوں پر لعنت ہے اور ابوداؤد کی حدیث کہ ''بین کرنے اور سننے والیوں پر لعنت ہے۔'' اور مصنف عبدالرزاق کی موقوف روایت جس کے الفاظ مسند بزار کی حدیث اور ترمذی و بیہقی و فتح الباری کی احادیث سب سے ملتے ہیں، یہ تمام احادیث کس قدر ایک دوسری سے ملتی جلتی اور ایک دوسری کی مؤید و معاون ہیں۔

جس پر اللہ کی لعنت ہو:

مندرجہ بالا روایات سے یہ بات انتہائی طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ گلوکاروں اور گلوکاراؤں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر اللہ سبحانہ کے تمام فرشتوں، تمام رسولوں اور تمام اولیاء اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ ذوالجلال نے فرمایا:

وَأُتْبِعُوا۟ فِى هَـٰذِهِ ٱلدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ ﴿٦٠﴾ (هود: ٦٠)

''اور ان پر اس دنیا میں بھی پھٹکار کر دی گئی اور قیامت کے روز بھی (ان پر پھٹکار ہوگی)۔''

اور دوسری جگہ فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُوْلَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ ٱللَّهِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿٨٧﴾ (آل عمران:۸۷)

''ان لوگوں کا یہی بدلہ ہے کہ ان پر بلاشبہ اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور تمام (نیک) لوگوں کی۔''

بھلا جس گناہگار پر اللہ سبحانہ کی پھٹکار ہو ایسے بدنصیب سے تمام رسول و پیمبر بیزار کیوں نہ ہوں کہ اس کے عالی دربار سے دھتکار ملنے سے بڑھ کر کوئی رنج و آزار نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نادانستہ کافر بیٹے کے لیے لب کشائی کی جرأت کر بیٹھے، وہ حضرت نوح علیہ السلام جنہوں نے ساڑھے نو سو برس توحید کی دعوت دی، بھلا ان سے بڑھ کر کس کی ریاضت ہو سکتی ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی تھے؟ لوگ اسی واہمہ پر غیر اللہ سے امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں کہ ''جی انہوں نے بڑی بڑی ریاضتیں کی ہیں، بھلا اللہ ان کی سفارش کو کیسے مسترد کر دے گا؟'' حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال ریاضت کی مشقت ہی نہیں اٹھائی، وہ رسالت کے اعلیٰ منصب پر بھی فائز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف سفارش کی جرأت کر بیٹھے تو اللہ نے فرمایا:

فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۖ إِنِّىٓ أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٤٦﴾ (هود:۴۶–۵۳)

''(اے نوح!) جس کے بارے میں تمہیں (میری چاہت) معلوم نہیں تم اس سے متعلق مجھ سے دعا نہ کرو، میں تمہیں انتباہ کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

حضرت نوح علیہ السلام کو بیٹا بھول گیا اور اپنی فکر پڑ گئی۔ نہایت لجاجت کے ساتھ دست بستہ عرض گزار ہوئے:

رَبِّ إِنِّىٓ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِى بِهِۦ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَغۡفِرۡ لِي وَتَرۡحَمۡنِيٓ أَكُن مِّنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ﴿٤٧﴾ (ھود:٤٧)

''اے میرے پروردگار! جس کے بارے میں مجھے (تیری مرضی) معلوم نہیں اس کے متعلق دعا کرنے سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔''

اور امام الانبیاء اور خاتم النّبیّین کا رب ذوالجلال کے حضور میں ماتھا زمین پر ٹیک کر اس کی خوشامندیں کرنا پیچھے ساتویں حدیث کی تمہید میں آپ پڑھ چکے ہیں، ایسی سطوت وشکوہ اور ایسے رعب و دبدبہ کے مالک شہنشاہِ کائنات کی جس پر لعنت ہو اس مجرم سے دوستی رکھنے کی جرأت کوئی رسول یا فرشتہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جس پر رب ذوالجلال کی لعنت ہے اس پر تمام فرشتوں، تمام رسولوں اور نبیوں اور تمام اولیاء واتقیاء کی لعنت ہے۔

ملعون سے دوستی حرام ہے:

جس پر اللہ سبحانہ کی لعنت ہے اس پر پیارا رب سخت ناراض ہو چکا اور وہ یک دم ناراض نہیں ہوتا بلکہ بندے کے عیبوں پر پردہ بھی ڈالتا رہتا ہے اور درگزر بھی فرماتا جاتا ہے۔ رات پڑتے ہی دن بھر نافرمانی کرنے والوں کو آواز دیتا ہے کہ آؤ مجھ سے معافی مانگ لو، میں تمہاری ساری بھاری بھاری معصیتوں کو عفو و درگزر کے قلم سے مٹا دوں گا اور اگر کسی کو ہاتھ اٹھا کر لجاجت کرنے کی مہلت میسر نہیں صرف اتنا ہی ہوا کہ دن بھر کے کرتوت یاد کر کے عرق انفعال سے اس کی پیشانی نم آلود ہوگئی اسے بھی میری بیکراں رحمت پُر جوش ہو کر آغوش میں لے لیتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اگر کسی کو صرف ندامت کا ہی احساس ہوا، میری شانِ غفاری اسے بھی پیار بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔ اسی طرح خالقِ کائنات سحری کے وقت ان لوگوں کو یہی دعوت دیتا ہے جنھوں نے رات بھر اپنا دامن معصیت سے آلودہ کیے رکھا۔ یہ سارا مضمون احادیث رسول میں وارد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جو بدبخت گناہ کی زندگی میں چور رہتا ہے اور ندامت وخجالت سے دور تو رب غفور جو انتہائی غیور بھی ہے اس معصیت میں مخمور بندے کو نفور سے گھور گھور کر دیکھنے لگتا ہے اور اپنے بندوں کے دلوں کو اس کی نفرت سے معمور کر دیتا ہے۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَیُحِبُّهٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ قَالَ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ ، وَ اِذَا اَبْغَضَ اللّٰهُ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَیُبْغِضُهٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ))[1]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”بے شک جب اللہ کسی بندے سے پیار کرنے لگتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے فلاں بندے سے مجھے پیار ہے تو بھی اس سے پیار کرنا۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھتا ہے پھر آسمانوں پر اعلان کر دیتا ہے کہ فلاں بندے سے اللہ کو پیار ہے تم سب اس سے پیار کرنا، تو تمام اہل آسمان اس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا، پھر زمین پر اس سے محبت دلوں میں ڈال دی جاتی ہے اور جب اللہ کسی کو ناپسند کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا اور فرماتا ہے، یقیناً میں فلاں کو ناپسند کرتا ہوں تم بھی اس سے نفرت کرنا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے نفرت کرنے لگتا ہے، پھر آسمان کے باسیوں میں یہ اعلان کر دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہے تم سب اس سے نفرت کرنا۔ چنانچہ تمام فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں، پھر (نیک) اہل زمین کے دلوں میں اس سے نفرت پیدا کر دی جاتی ہے۔“

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب اذا احب اللہ عبدا امر جبرئیل فأحبه ......الخ ـ ٦٧٠٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ وہ حکم بھی دیتا ہے کہ:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَوَلَّوْا۟ قَوْمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ ﴿١٣﴾

(الممتحنة:١٣)

''اے ایماندارو! تم ان لوگوں سے دوستی نہ رکھنا جن پر اللہ ناراض ہو گیا۔''

یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو برے لوگوں سے سخت نفرت تھی اور پرہیزگاروں سے بہت زیادہ الفت و محبت۔ ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' وہ بولا: میرے پاس تو اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم یقیناً ان کے ساتھ ہو گے جن سے تمہیں محبت ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں (صحابہ کو) اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے زیادہ اس بات کی مسرت ہوئی کہ قیامت کے دن ہر شخص ان لوگوں کے ساتھ اٹھے گا جن سے اسے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے، مجھے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت ہے اور مجھے امید ہے کہ اگرچہ میں نے ان پاکیزہ نفوس جیسے نیک کام نہیں کیے تاہم ان کے ساتھ ہی میرا بھی حشر ہوگا۔''[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو اپنے بالوں میں بناوٹی بال شامل کرتی اور اپنے بالوں کو زیادہ کر لیتی ہیں اور ان پر بھی لعنت ہے جو بال لگانے میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ ان عورتوں پر جو اپنے بدن کے کسی حصے میں سرمہ بھرواتی اور ان پر بھی جو سرمہ بھرتی ہیں، لعنت ہے۔ اسی طرح جو عورتیں ابرو وغیرہ کے بال نوچ کر انہیں باریک اور نوکدار بناتی ہیں ان پر بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے۔ ایک عورت جو اس قسم کی کوئی نافرمانی کرتی تھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة: ٦٧١٣ـ الترمذی، كتاب الزهد، باب ماجاء أن المرء مع من احب: ٢٣٨٥ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولی، میں نے سنا ہے آپ ایسا ایسا کرنے والیوں پر لعنت کرتے ہیں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں ان پر کیوں نہ لعنت کروں جن پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ پھر اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں بھی ہے۔ اس نے کہا، میں نے تو سارا قرآن پاک پڑھا ہے کہیں یہ نہیں پڑھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ نہیں پڑھا؟:

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟

(الحشر: ۷)

''اور اللہ کا رسول جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کر دے اس سے باز آ جاؤ۔''

وہ عورت کہنے لگی، میرا خیال ہے کہ یہ کام تو آپ کی بیگم بھی کرتی ہوگی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے جاؤ جا کر دیکھو۔ وہ واپس آئی اور کہا کہ واقعی آپ کے گھر میں ایسا کوئی کام نہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بیگم ایسا کر کے میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔ ①

اندازہ کریں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی بیگم وہ کام کرے جس پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو اور پھر وہ ان کے ساتھ بھی رہے، یہ نہیں ہوسکتا تھا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے منہ سے نادانستہ اپنے میاں کو بے ہوش دیکھ کر بین کی آواز نکل گئی، جب وہ ہوش میں آئے تو ناراض ہوکر بولے، جس سے اللہ کے رسول بیزار ہیں اس سے میں بھی بیزار ہوں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین کرنے، بال نوچنے اور کپڑے پھاڑنے والی عورت سے بیزار تھے۔ ②

غرضیکہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو اپنی بیگمات سے بھی، اگر وہ ایسا کام کریں جس کے کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے، قطع تعلق کرنے کے لیے تیار تھے تو کسی دوسرے سے تو ان کے مراسم قائم رہنے کا سوال ہی کیا۔

www.KitaboSunnat.com

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب وما آتاکم الرسول فخذوه: ٤٦٠٤۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فصل الواصلة والمستوصلة: ٢١٢٥۔

② مسلم: ١/٧٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ صورت حال جناب رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا اثر تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا کہ کسی رشتہ دار سے بائیکاٹ کرنے والا اگر یہاں موجود ہے تو وہ یہاں سے چلا جائے۔ ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا، اس نے اپنی خالہ سے قطع تعلق کر رکھا تھا، وہ خالہ کے گھر گیا، خالہ اور بھانجے دونوں نے اس گناہ کی وجہ سے جو ان سے سرزد ہوا ایک دوسرے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی۔ خالہ نے کہا، بیٹا! آج کیسے دھیان آیا؟ بھانجے نے وجہ بتائی۔ خالہ نے بھانجے کو کہا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھے کہ آپ نے یہ کیوں فرمایا؟ اس نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الرَّحۡمَةَ لَا تَنۡزِلُ عَلٰى قَوۡمٍ فِيۡهِمۡ قَاطِعُ رَحِمٍ)) ①

”جن لوگوں میں رشتہ داری ختم کرنے والا موجود ہو ان پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔“

اللہ کی رحمت سے محروم شخص کو جناب رسول اللہ ﷺ چند گھڑیاں اپنی مجلس میں نہیں بیٹھنے دیتے۔ یہ تو انسان کا ذکر ہے، آپ تو اس طرح کے چوپائے کو اپنی معیت میں رکھنے کے لیے آمادہ نہ تھے جس پر لعنت کر دی گئی ہو۔ مسلم میں ہے کہ ایک عورت نے اپنی اونٹنی کو کہا، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ آپ نے فرمایا: ”اس اونٹنی سے سامان اتار لو اور اسے جدھر جائے جانے دو۔“ اور فرمایا:

((لَا تُصَاحِبُنَا نَاقَةٌ عَلَيۡهَا لَعۡنَةٌ)) ②

”وہ اونٹنی جس پر اللہ کی پھٹکار کر دی گئی ہے ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔“

① ”ضعیف جداً“ صحیح الادب المفرد للالبانی : ٦٣۔ الضعیفة للالبانی : ١٤٥٦۔ یہ حدیث امام بخاری اپنی کتاب ”الادب المفرد“ میں لائے ہیں۔ مشکوٰۃ میں کتاب البر والصلة فصل ثانی میں شعب الایمان للبیهقی کے حوالہ سے ہے اور واقعہ کی پوری تفصیل الجامع الکبیر اور ابن عساکر میں ہے۔ (الاسباب والتعریف) امام منذری بھی اسے الترغیب والترهیب کتاب البر والصلة (٣/٣٤٥) میں لائے ہیں۔

② مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها: ٦٦٠٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ جدھر چاہتی جاتی تھی کوئی اسے نہیں پکڑتا تھا اور یہ اس لیے کہ جس پر اللہ کی لعنت ہے وہ اس کی رحمت سے محروم ہے۔ شیطان کا نام ابلیس اسی لیے ہے کہ اس پر قیامت کے دن تک لعنت ہے اور وہ رب ذوالجلال کی رحمت سے قطعاً مایوس ہے۔ ابلیس کے معنی ہیں مایوس۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ تو ایسے لوگوں سے جو لعنت اور رب کی رحمت سے محرومی کا باعث بننے والے کام کرتے تھے، دور بھاگتے تھے اور ہم گویوں اور کنجروں کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھتے ہیں، ان کے ملبوسات کی نقل کرتے اور ان کی اداؤں کو اپناتے ہیں، ان کی کیسٹیں خریدتے ہیں اور بڑے شوق سے ان کے پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ ہم اس لیے کرتے ہیں کہ ہمیں ان سے نفرت ہے؟ یا اس لیے ایسا کرتے ہیں کہ ہم ان کے پرستار ہیں؟ کیا ان لوگوں کا پرستار جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبّ ہو سکتا ہے؟ یعنی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کے دل میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پیار ہو اور وہ شخص کسی کنجر کا بھی پرستار ہو؟ ممکن ہے کہ کوئی شخص کہے کہ ہاں! یہ ممکن ہے لیکن قرآن حکیم کا کہنا ہے کہ ایسا ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ ﴿٢٢﴾ (المجادلة: ٢٢)

”(میرے نبی!) تمہیں ایسے لوگ نہیں ملیں گے جن کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان بھی ہو (اس کے باوجود) وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے پیار بھی کرتے ہوں، وہ خواہ ان کے باپ، بیٹے اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔“

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن کے دلوں میں ایمان ہے وہ لوگ اللہ سبحانہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے بالکل پیار نہیں رکھتے، اللہ سبحانہ اور اس کے رسول کے دشمن خواہ قریبی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، یہاں تک کہ باپ، بیٹے یا بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگ ہی سچے ایماندار ہیں۔

جنگ بدر میں بہت سارے صحابہ نے اپنے اعزاء واقرباء کو تہ تیغ کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سگے ماموں اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سگے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ اس پر اللہ سبحانہ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی، اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾

(المجادلة: ١٤، ١٥)

"(میرے نبی!) تم نے ان لوگوں کو دیکھا نہیں جن کا ان لوگوں سے پیار ہے جن پر اللہ ناراض ہو گیا؟ یہ نہ تو ان میں سے ہیں اور نہ تم میں سے اور جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ ان کے لیے اللہ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے (کیونکہ) ان کا یہ رویہ بہت ہی برا ہے۔"

یہودیوں پر اللہ ذوالجلال ناراض ہو چکا ہے اور منافقین ان سے راہ و رسم قائم رکھتے تھے، اس پر اللہ ذوالجلال نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ یہودیوں پر اللہ تعالیٰ اس لیے ناراض ہوا کہ انہوں نے اس کی دشمنی مول لینے والے کام کیے چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن اور اللہ تعالیٰ ان کا دشمن ٹھہرا۔ منافقوں نے ان سے مراسم قائم کیے رکھے، اس جرم کی پاداش میں ان کے لیے آخرت میں سخت عذاب ہے۔

ملعون سے نفرت نہ کرنے والا بھی ملعون ہے:

یہودیوں کے دشمنی والے کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کا دشمن ہو گیا تو کیا اگر ان کے علاوہ کوئی شخص دشمنی والے کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا دشمن نہ ہو گا؟ یقیناً ہو گا۔ حدیث میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیْءَ))[1]

"اللہ یقیناً بے ہودہ باتیں کرنے والے سے بغض رکھتا ہے۔"

اور فلمی گیت تو فحاشی بھری گفتگو کا آخری سرا ہیں، اس لیے گلوکاروں اور گلوکاراؤں سے اللہ سبحانہ کا بغض وعناد اور ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور سورۂ مجادلہ کی آیات ۱۴، ۱۵ کی رو سے گلوکاراؤں سے انس ومحبت اور راہ ورسم رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت عذاب ہے اور قرآن حکیم میں ہے:

لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا۟ لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِى ٱلْعَذَابِ هُمْ خَٰلِدُونَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوا۟ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلنَّبِىِّ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا ٱتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَآءَ ﴿٨١﴾

(المائدة: ۷۸-۸۱)

"بنی اسرائیل کے منکروں پر حضرت داوٗد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبانوں کے ذریعہ لعنت کردی گئی، اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حدوں کو توڑتے تھے، جو برائیاں وہ (عوام) کرتے ان سے وہ (علماء) روکتے نہیں تھے۔ یہ

[1] "صحيح" جامع الترمذي، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في حسن الخلق: ۲۰۰۲۔ الصحيحة: ۸۷۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان علماء کا بہت برا رویہ تھا تم ان علماء میں سے اکثر کو دیکھتے ہو کہ وہ منکرین سے دوستی رکھتے ہیں، جو ان کی جانوں نے اپنے لیے آگے بھیجا وہ نہایت برا ہے کیونکہ اللہ ان پر ناراض ہو گیا اور انہیں طویل ترین سزا بھگتنا ہو گی اور اگر ان (علماء) کا اللہ پر اور قیامت کے دن پر (سچا) ایمان ہوتا تو وہ ان (منکرین اور بدکردار لوگوں) کو دوست نہ بناتے۔"

جناب رسول اللہ ﷺ نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَمَّا وَقَعَ فِیْهِمُ النَّقْصُ کَانَ الرَّجُلُ فِیْهِمْ یَرٰی اَخَاهُ یَقَعُ عَلَی الذَّنْبِ فَیَنْهَاهُ عَنْهُ فَاِذَا کَانَ الْغَدُ لَمْ یَمْنَعْهُ مَا رَاٰی مِنْهُ اَنْ یَّکُوْنَ اَکِیْلَهٗ وَ شَرِیْبَهٗ وَ خَلِیْطَهٗ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَ نَزَلَ فِیْهِمُ الْقُرْآنُ فَقَالَ﴿ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ﴾ وَقَرَأَ حَتّٰی بَلَغَ ﴿ وَ لَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ...... کَثِیْرًا مِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾))①

"حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب بنو اسرائیل میں خرابی پیدا ہوئی (یعنی گناہوں کی عادت شروع ہوئی) تو پارسا شخص اپنے کسی بھائی کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھتا تو وہ اسے اس سے روکتا، اگلے دن اسی کے ساتھ کھاتا پیتا اور مل کر بیٹھتا اور اس سے اس کی معصیت کی وجہ سے کنارہ کش نہ ہوتا (تاکہ گناہ گار کو گناہ کا بھرپور احساس ہو)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو گڈمڈ کر کے ایک سا کر دیا (کہ گناہ کرنے اور نہ کرنے والے ایک ہی جیسے ہو گئے) اور انہی کے بارے میں قرآن میں یہ آیات نازل ہوئیں......اور آپ نے لُعِنَ الَّذِیْنَ سے لَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ تک پڑھا۔"

① "ضعيف" جامع الترمذی، ابواب التفسیر، تفسیر سورة المائدة: ٣٠٤٨ ـ سنن أبی داؤد، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهی: ٤٣٣٦ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹی وی، وی سی آر اور فلموں کے ڈرامے جن میں گناہ کے مناظر دکھائے جاتے ہیں، ان ڈراموں میں اداکاری کرنے والے گلوکار اور گلوکارائیں، اس قسم کی کتابوں اور رسالوں کے پبلشر، کیسٹوں وغیرہ کا کام کرنے والے یا کھلے عام کوئی خلاف شریعت کبیرہ گناہ کرنے والے سب کے سب بنی اسرائیل میں گناہ کرنے والوں کی صف میں شامل ہیں اور جو لوگ خود تو اس قسم کا کوئی دھندا نہیں کرتے تاہم مندرجہ بالا وصف کے لوگوں سے کسی طرح سے ان کے مراسم ہیں یا یہ لوگ کسی طرح سے گناہگاروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جبکہ شریعت کی رو سے انہیں ان سے بھرپور نفرت کرنی چاہیے تھی، یہ سب لوگ کسی طرح سے بھی حوصلہ افزائی کریں خواہ ان کے پروگرام دیکھ کر یا ان کی کیسٹیں گھر میں خود دیکھ کر اور بچوں کو دکھا کر، خواہ لوگوں میں ان کی تعریف کرکے یا اخباروں میں انہیں اچھال کر، ان سب پر بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح ناراض ہے جس طرح گناہ کرنے والوں پر ناراض ہے، ان لوگوں پر بھی اللہ سبحانہ کی اسی طرح پھٹکار ہے جیسے ارتکاب معصیت کرنے والوں پر ہے اور دونوں طرح کے لوگوں کا ایک ہی جیسا انجام ہے۔

نفرت سے مراد برائی کے خلاف محاذ آرائی ہے:

مقام حیرت ہے کہ فلم یعنی بدی کے پرستاروں اور بین الاقوامی شہرت کے حامل گلوکاروں کے پرستاروں نے تو حب رسول کا مدعی ہونا ہی تھا، خود یہ گلوکار و اداکار جو بدی کے سرچشمے ہیں، جب دیارِ حبیب کا نام لیتے ہیں تو پرنم آنکھوں اور گلوگیر آواز سے لیتے ہیں، جیسے ان کی نس نس میں حب رسول کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور اگر کسی طرف سے ان کے مفادات کے خلاف کسی مولوی صاحب کے منہ سے آواز نکل جائے تو اسے نامعلوم کن کن طعنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ یہ حب رسول بے سود ہے، جناب رسول اللہ ﷺ اپنے ایسے چاہنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کے حضور آواز اٹھائیں گے:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْءَانَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ (الفرقان: ٣٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جناب رسول کہیں گے کہ اے میرے رب! میری قوم (امت) نے اس قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔"

یعنی عمل نہیں کرتے تھے اور گلوکاروں وغیرہ کی بدعملی کا پیچھے تفصیلاً ذکر گزر چکا ہے۔ جو لوگ ان کو بھی چاہتے ہیں اور حب رسول کا بھی دم بھرتے ہیں انہیں سورۂ مائدہ ۷۸ تا ۸۱ آیات اور جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ان کی تفسیر بخوبی آگاہ کر رہے ہیں کہ صرف زبانی حب رسول کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی یا بدی کے سرچشموں اور شیطان کے کارندوں کے پرستار ہونے کی وجہ سے ان پر رحمت کے بجائے لعنت ہوگی۔

ایسے لوگوں کو اس دھوکے میں بالکل نہیں رہنا چاہیے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں اور جیسے پیچھے مسلم کی حدیث گزری کہ ہر شخص کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہے اور اسی لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگرچہ میرے کام جناب رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم والے نہیں تاہم میرا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

یہ شیطانی دھوکا ہے، جیسا کہ سورۂ مائدہ کی آیات کی تفسیر میں ترمذی اور ابوداؤد کی حدیث گزری، جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار تھے اور پھر گنہگاروں کو گناہوں سے منع بھی کرتے تھے، صرف یہ غلطی کی کہ گنہگاروں سے منہ نہیں موڑا اور ان کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونا نہیں چھوڑا، اس بات پر اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام دو رسولوں کی پیروی اور محبت ان کے ذرا کام نہ آئی۔ تو پھر یہ لوگ جو بدی کے سرچشموں اور شیطان کے کارندوں سے صرف محبت ہی نہیں کرتے بلکہ برائی سے منع کرنے کا فریضہ بھی پورا نہیں کرتے، انہیں جناب رسول اللہ ﷺ سے صرف زبانی محبت کیا کام دے گی؟

ان لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیار تھا لیکن اس نیکی میں انہوں نے برے لوگوں سے محبت کی پلیدی گھول دی اور جب چار من دودھ رکھا ہو، اس میں اگر تھوڑی سی گندگی شامل کر دی جائے تو ہم پوچھتے ہیں کہ دودھ زیادہ بھی ہے اور پاک بھی تو کیا دودھ کا غلبہ ہوگا یا تھوڑی سی گندگی کا؟ اس لیے ان بھائیوں کو آج غور و فکر کر لینا چاہیے، مرنے کے بعد فائدہ نہ ہوگا۔ ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حشر جناب رسول اللہ ﷺ کے بجائے ان بھانڈوں کے ساتھ ہوگا جیسے گندگی سے دودھ کو گندے نالے میں جہاں پیشاب وغیرہ بہہ رہا ہوتا ہے بہا دیا جاتا ہے، یعنی نیک لوگوں سے محبت اس وقت مفید اور کارآمد ہے جبکہ برے لوگوں سے سخت نفرت ہو۔

برائی کے سرچشموں اور ان کے پرستاروں کا ذکر آپ نے سن لیا۔ مسلمانوں میں تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو مسجد میں مولانا صاحب کے سامنے بیٹھتے ہیں اور گھر میں ٹی وی کے سامنے، جمعہ کے روز ڈرامہ دیکھنے کا برا کام بھی کرتے ہیں اور جمعہ پڑھنے کی نیکی بھی۔ گھر میں کسی خوش آواز قاری صاحب کی تلاوت کی کیسٹیں بھی موجود ہیں اور کسی فلمی گیت کی بھی۔ کسی بلند پایہ خطیب کی دینی تقریر سننے کا بھی ہمہ وقت انتظام ہے اور کسی انڈین فلم دیکھنے کا بھی۔ گھر میں دین سے لگاؤ رکھنے والے آ گئے تو دینی باتیں سنا دیں اور مہمانوں پر اپنی دینداری کی دھاک بٹھالی اور ماڈرن سوسائٹی کے دلدادہ آ گئے تو بھانڈوں والا پروگرام دکھا کر کافرانہ اصول ''چلو تم ادھر جدھر کی ہوا چلے'' پر عمل کر لیا۔ بد مجلس میں بد اور نیک ساتھیوں میں نیک۔ جیسا دیس ویسا بھیس۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا لَقُوا۟ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْا۟ إِلَىٰ شَيَـٰطِينِهِمْ قَالُوٓا۟ إِنَّا مَعَكُمْ ﴿١٤﴾ (البقرۃ:۱۴)

''اور جب ایمانداروں سے ملاقات ہوتی ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ (ایماندارو!) ہم بھی ایماندار ہیں اور جب اپنے شیطان خصلت دوستوں سے خلوت میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھی ہیں۔''

اس کردار کے حامل لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ ٱلَّذِى ٱسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُۥ ذَهَبَ ٱللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِى ظُلُمَـٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾

(البقرۃ:۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ روشن کی، تو جب آگ نے اس کے آس پاس کو منور کر دیا اس وقت اللہ نے ان کا نور بجھا دیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔''

یعنی نیکی کی پھر بدی کا ارتکاب کر لیا اور پھر نیکی بھی رضائے الٰہی کے حصول کے لیے نہیں بلکہ نمائش اور دکھلاوے کے طور پر کی۔ دنیا میں ان کی نیکی بے نور اور روز جزا ان کا وہ حشر ہوگا جو آپ نے پیچھے ''تاریخ انسانی کی پہلی غلطی'' کے عنوان کے بعد ''حدیث پر ضروری تبصرہ'' کے سلسلہ میں حضرت ابو امامہ باہلی کی تقریر میں پڑھا۔ اس لیے کہ ریاکاری کی نیکی بے نور ہے۔ اللہ تعالیٰ سخی، شہید اور عالم کو کہہ دے گا کہ جس مقصد کے لیے تم نے کچھ کیا وہ مقصد دنیا میں حاصل ہو چکا، قیامت کے دن صرف اس نیکی کا نور پائیدار اور فائدہ مند ہوگا جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کی ہوگی۔

ہمارے معاشرے میں چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جو جلوت وخلوت میں خود تو پارسا ہیں لیکن وہ برائی سے نفرت کا اظہار نہیں کرتے۔ وہ اپنے گرد وپیش معصیت کے طوفان دیکھ کر بھی ذرا بھر ایمانی غیرت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ایمانداروں سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے نہ صرف دور رہیں بلکہ دوسروں کو بھی روکیں اور روکنے کے لیے تمام ممکنہ تدابیر بروئے کار لائیں۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

وَٱلْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لَفِى خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلْحَقِّ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلصَّبْرِ ﴿٣﴾

(العصر: ۱-۳)

''زمانے کی قسم! تمام کے تمام انسان خسارے میں ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے (اللہ کی باتوں کو) مان لیا اور نیک کام کیے اور دوسروں کو بھی سچائی کی وصیت کی اور (اس پر چلنے میں تکلیف آنے پر) صبر کی وصیت کی۔''

معلوم ہوا کہ خسارے سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ جہاں انسان خود نیک سیرت ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں دوسروں کو بھی نیکی کی راہ کی اور اس راہ میں پیش آنے والی تکالیف پر صبر کی تلقین کرے۔ یعنی اگر ایک شخص اپنی ذات تک تو بہت نیک ہے لیکن دوسروں کو بدی کی راہ ترک کرنے اور اس سلسلے میں قربانی دینے کی نصیحت نہیں کرتا تو ایسا شخص خسارے سے محفوظ نہیں اور خسارے میں اللہ سبحانہ کی ناراضی، اس کی لعنت اور آخرت کا عذاب سبھی شامل ہیں۔ سورۂ عصر کے اس مضمون کو حدیث پیمبر یوں بیان کرتی ہے:

((عَنِ النُّعْمَان بن بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْوَاقِعِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوا لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ يَتْرُكُوا وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيعًا))[1]

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی تعلیمات کے پابند اور اس کی حدوں کو توڑنے والوں کی مثال یوں ہے کہ ایک کشتی پر کچھ لوگوں نے قرعہ ڈالا، بعض کے حصے میں کشتی کا اوپر کا حصہ آیا اور بعض کے حصے میں نچلا۔ تو نیچے والے جب پانی لینے جاتے ہیں، اوپر والوں کے پاس سے گزر کر جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ مشورہ کرتے ہیں کہ کیا ہی بہتر ہو اگر ہم اپنے حصے میں کشتی کے پیندے میں سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو ہم سے اذیت نہ پہنچے۔ اگر اوپر والے انہیں ایسا کرنے دیتے ہیں تو سب کے سب ہلاک ہونگے اور اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تو سبھی بچ جائیں گے۔"

قرآن حکیم کی اس چھوٹی سی سورت اور بخاری و ترمذی کی اس حدیث نے ان لوگوں کی خوش فہمی دور کر دی جو خود تو بدی سے دور رہتے ہیں لیکن دوسرے سے تو کیا خود بیوی، بچوں سے

[1] صحيح البخاري، كتاب الشركة، باب هل يقرع في القسمة والاستهام فيه: ٢٤٩٣۔ جامع الترمذي أبواب الفتن: ٢١٧٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تعرض نہیں کرتے۔ قرآن وسنت کی رو سے برائی کے خلاف حکمت بھرے انداز سے محاذ آرائی نہ کرنے والے بھی اسی عذاب میں دھر لیے جائیں گے، جو عذاب ان لوگوں کو ہو گا جو ان پارساؤں کے قرب وجوار میں گناہ کرتے تھے۔ جس طرح کہ وہ لوگ جو کشتی میں خود تو سوراخ نہیں کرتے لیکن سوراخ کرنے والوں کو منع نہیں کرتے، وہ بھی پانی میں اسی طرح غوطے کھائیں گے جیسے سوراخ کرنے والے کھائیں گے۔ جیسے عذاب میں سب ایک ہیں اسی طرح پھٹکار میں بھی یکساں ہوں گے۔

اے واجب الاحترام علمائے کرام!:

آپ کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں اور خود اپنے تئیں بھی آپ کی صفوں میں کھڑا دیکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنا محاسبہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

معزز ہم پیشہ بھائیو! ہمارا پیشہ نبیوں کا پیشہ ہے۔ اللہ سبحانہ نے آپ کا منصب سوچوں سے زیادہ بلند و بالا بنایا ہے۔ آپ اسلام کے پاسبان اور روشنی کے مینار ہیں۔ آپ کے دم سے اسلام باقی اور دینی اقدار بارونق ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہم میں کوتاہیاں بھی ہیں اور امت مسلمہ کی بے راہ روی اور معاشرتی بگاڑ میں ہمارا بھی کردار ہے۔

آج الحاد و بے دینی کی تحریکیں زوروں پر ہیں۔ ذرائع ابلاغ پر انہوں نے قبضہ جما رکھا ہے، بڑی منصوبہ بندی اور مستقل مزاجی سے یہ تحریکیں جوان نسل کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسا کر دین سے بیگانہ کر رہی ہیں اور ہم مخصوص مسائل و نظریات تک محدود ہیں۔ جس طرح سیاسی جماعتوں نے اپنے اپنے جھنڈے گاڑ رکھے اور جدا جدا نعرے وضع کر رکھے ہیں اور وہ لوگ اپنے مفادات کے لیے ملک وملت کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اسی طرح ہم بھی چند نیک نفوس کے سوا اپنے مفادات کے لیے اسلام کی بقا تک کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

دشمنان اسلام کا کامیاب ترین حملہ یہ رہا ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دیں۔ جب ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ بندی اور فرقہ واریت کی بات کرتے ہیں تو دشمنان اسلام خوش ہوتے ہیں کیونکہ ان کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے اور یہ انتہائی کوتاہ اندیشی ہے اور اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف۔ اسلام ہمیں عظیم ترین مقاصد کے حصول کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم پر یکجا ہونے کا حکم دیتا ہے اور ہم صرف ذاتی مقبولیت کو برقرار رکھنے کے لیے انتہائی پست خیالی کے پیش نظر جناب رسول اللہ ﷺ کی امت کا شیرازہ بکھیرنے پر مصر ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے:

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ ﴿٦٤﴾ (آل عمران: ٦٤)

"(اے نبی! کہہ دو کہ) اے اہل کتاب! آؤ، ہم سب اس بات پر اکٹھے ہو جائیں جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم سب اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے سوا کوئی کسی کو رب نہ بنائیں۔"

اسلام تو مسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی اس پلیٹ فارم پر جو تینوں امتوں میں مشترکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت اور اللہ سبحانہ کا حکم چھوڑ کر کسی کا حکم ماننا حرام ہے، اکٹھا ہونے کا حکم دیتا ہے اور ہم مسلمان کہلانے اور نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والے بھی اپنے درمیان مشترکہ امور پر اتفاق رائے نہیں کر سکتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملحد طبقہ اور لادین عناصر دین سے بے خبر نوجوان نسل کو "دین ملا فی سبیل اللہ فساد" کا نعرہ سنا کر تمام علمائے دین سے برگشتہ کر دیتے ہیں۔ ان میں بریلوی احباب، دیوبندی دوست، شیعہ برادران اور اہل حدیث حضرات سبھی معزز و محترم پاسبانان دین علمائے کرام شامل ہیں۔ ہمیں اپنے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ نوجوان نسل کو لادین عناصر کے ہاتھوں میں دے دینے میں کیا ہمارا بہت بڑا کردار نہیں ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ہم لوگ نمونہ کیوں نہیں بناتے؟ جنہوں نے اپنے نانا ﷺ کی امت کو انتشار کی تباہیوں سے بچانے کی خاطر اقتدار سے دستبردار ہونا منظور کر لیا اور حضرت امیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جن سے ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے امت کے اتحاد پر اقتدار قربان کر دیا اور ہم اپنی مقبولیت کو خطرے میں دیکھ کر امت کو متحد کرنے کی ہلکی سی کوشش بھی نہیں کرتے۔ جب ہم اپنے مفاد کو بہت بڑے دینی مقصد کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے تو دین سے بے بہرہ تاجر اپنی خلافِ اسلام تجارت سے کیسے پیچھے ہٹے گا؟ عیاش طبقہ اپنی رنگ رلیوں سے کیسے باز آئے گا؟

جوان نسل کو بے راہ روی اور بگاڑ کی طرف دھکیلنے میں ہمارا بہت بڑا کردار یوں بھی ہے کہ جمعہ کا خطبہ تیار کرنے میں ہم محنت سے کام نہیں لیتے اور اپنے اس نقص پر پردہ ڈالنے اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے ہم اپنا سارا زور فرقہ واریت کو اچھالنے پر لگا دیتے ہیں۔ لیکن فرقہ وارانہ مسائل تو بہت محدود ہیں۔ چند لوگوں سے تو ہم کہلوا لیتے ہیں کہ ہمارے عالم نے فلاں فرقے کی خوب خبر لی، لیکن ہم اپنے سامعین کو دوسرے مسائل زندگی سے محروم بھی رکھتے ہیں اور ان میں بوریت بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ محدود مسائل آخر ایک وقت اپنی جاذبیت کھو بیٹھتے ہیں، جبکہ لوگ دنیاوی روزمرہ کے پروگراموں کی طرح وعظ ونصیحت میں بھی نیا پن چاہتے ہیں، جس کے لیے محنت درکار ہے اور اس سے ہم جی چراتے ہیں۔

اور الحاد و بے دینی کے داعی ہمارے برخلاف سخت محنت کرتے ہیں۔ وہ جب کوئی ڈرامہ ٹی وی پر اسٹیج کرنا یا فلم بنانا چاہیں تو اس میں انوکھا پن پیدا کرنے کے لیے گہرے غور وفکر اور مشوروں کے علاوہ بھاری رقوم بھی صرف کرتے اور سفر کی صعوبتیں بھی اٹھاتے ہیں تاکہ فلم دیکھنے والوں کا زبردست رش ہو۔

جن کا مقصد پست ہے اور مقام بھی پست، وہ تو اس قدر جانفشانی دکھائیں اور ہم، جن پر دین کی نگہداشت کا مقدس اور بھاری فریضہ عائد ہوتا ہے اور جن کی طرف آخرت سدھارنے کے لیے لوگوں کا بے پناہ رجحان بھی ہے، لوگوں میں بوریت پیدا کر کے انہیں فحاشی کی راہوں میں دھکیل دیں جہاں انہیں جدت ملے، تو کیا بگاڑ میں ہمارا بہت بڑا کردار نہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقص و سرود صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں

اب ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے راگ کے حرام ہونے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار یعنی کردار و گفتار سے دلائل پیش کرتے ہیں، کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ اسلام کی راہ ہے، بہتر انجام کی راہ ہے جیسا کہ پیچھے ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث کا حوالہ گزرا اور قرآن حکیم میں ہے:

وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ (النساء: ١١٥)

''اور جو شخص ہدایت (کی راہ) معلوم ہو جانے کے بعد (اس) رسول سے جدا ہوا اور اس نے مومنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری کوئی راہ اختیار کی، وہ جدھر کو گیا ہم اسے ادھر ہی کو موڑ دیں گے اور اسے دوزخ کا ایندھن بنائیں گے اور (دوزخ) بہت برا ٹھکانہ ہے۔''

تو اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو راگ اور گانا ناپسند تھا اور ہمیں پسند ہے تو ہم نے مومنین اولین کی راہ چھوڑ دی ہے، جس کا نتیجہ قرآن و سنت کی روشنی میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقص و سرود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

صحابہ رضی اللہ عنہم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں، بخاری و مسلم میں کتاب العیدین کے حوالہ سے ایک حدیث ہے کہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے گھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میرے پاس دو انصاری لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق گیت گا رہی تھیں۔ ان کو سن کر جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطانی کام؟ یہ عید کا دن تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہر قوم کا ایک تہوار ہوتا ہے اور یہ ہمارا یعنی مسلمانوں کا تہوار ہے۔"

تو اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گانے وغیرہ سے کتنی شدید نفرت تھی۔ آپ نے چھوٹی لڑکیوں کا عید کے دن جنگ بعاث کے متعلق شعر پڑھنا بھی گوارا نہ کیا، جن میں فحاشی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فحاشی سے بھرپور گانے پسند کیے ہوں گے یا ان کی حمایت کی ہوگی، جن کو تھوڑی سی غیرت دینی رکھنے والا مسلمان بھی سننا پسند نہیں کرتا بلکہ کوئی غیرت مند غیر مسلم بھی سننا پسند نہیں کرتا۔

رقص و سرود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

چوتھی تدبیر کی روک تھام کے عنوان کے شروع میں آپ نے حضرت نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ کو میسان کی گورنری سے ہٹا دینے کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ پڑھا ہے، جس سے آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ خلافِ اسلام شعر وغیرہ کو کتنا سخت ناپسند کرتے تھے اور آج کے فلمی شعر جو جنسیت سے بھرپور ہوتے ہیں، ایسے شعر اگر وہ سن لیتے تو ایسے شخص کو بالکل نہ بخشتے اور ضرور سزا دیتے۔

منتخب کنز العمال میں ابن جریر کے حوالے سے لکھا کہ حطیئہ اپنے شعروں میں لوگوں کی ہجو کرتا تھا جو کہ خلاف شریعت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جیل میں بند کر دیا، پھر اسے رہا کیا اور فرمایا کہ "دیکھو آئندہ کسی مسلمان کی ہجو نہ کرنا ورنہ تمہاری زبان کاٹ ڈالوں گا۔"[1]

حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص نے کچھ

---

[1] منتخب کنزالعمال برحاشیة مسند احمد: ۱/۱ ۳۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی ہجو کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس کی زبان کاٹ دو۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی لوگوں کو جن کی ہجو کی گئی تھی اور جن کو شاعر مذکور کی زبان کاٹنے کو کہا تھا، بلا کر کہا:

''دیکھو اس کی زبان نہ کاٹنا' میں نے لوگوں کے سامنے یہ کلمات اس لیے کہے تا کہ اسے ڈر لگے اور آئندہ ہجو نہ کرے۔''①

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی مسلمان کی ہجو کرنے کو اس قدر ناپسند فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کی دل آزاری شریعت میں حرام ہے، تو پھر ایسے شاعر کو جو جنسی ہیجان انگیز گیت گائے، کس قدر سزا دیتے کیونکہ یہ کسی مسلمان کی ہجو سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ اس لیے کہ ہجو سے تو صرف کسی مسلمان کی دل آزاری ہوتی ہے اور جنسی گیتوں سے معاشرہ گندا ہو جاتا ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے، جیسا کہ ''پریس کا کردار'' کے زیر عنوان سورۂ نور کی آیت گزری۔

اور ثور کندی سے مروی ہے:

((اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَعُسُّ بِالْمَدِیْنَةِ مِنَ اللَّیْلِ فَسَمِعَ صَوْتَ رَجُلٍ فِیْ بَیْتٍ یَتَغَنّٰی فَتَسَوَّرَ عَلَیْهِ فَقَالَ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ اَظَنَنْتَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْتُرُكَ وَاَنْتَ فِیْ مَعْصِیَتِهٖ فَقَالَ وَاَنْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُوْمِنِیْنَ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ اِنْ اَكُنْ عَصَیْتُ اللّٰهَ وَاحِدَةً فَقَدْ عَصَیْتَ اللّٰهَ فِیْ ثَلَاثٍ قَالَ: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾(الحجرات:۱۱) وَ قَدْ تَجَسَّسْتَ وَ قَالَ: ﴿وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾(البقرة:۱۸۹) وَ قَدْ تَسَوَّرْتَ عَلَیَّ وَدَخَلْتَ عَلَیَّ بِغَیْرِ اِذْنٍ وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا﴾ (النور:۲۷) قَالَ عُمَرُ فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ خَیْرٍ اِنْ عَفَوْتُ عَنْكَ قَالَ نَعَمْ فَعَفَا عَنْهُ وَخَرَجَ وَتَرَكَهٗ))②

① منتخب کنزالعمال برحاشیۃ مسند احمد: ۱/ ۳۰۱۔

② ''ثابت نہیں'' مصنف عبدالرزاق: ۱۰/ ۲۳۱، میں اسی قسم کے چند واقعات عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ہیں جو شراب خور اور مغنیہ سے گانا سننے والوں کے بارے میں ہیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کے دکھ سکھ کے حالات سے آگاہ رہنے کے لیے رات کو گھوما کرتے تھے۔ ایک رات ایک شخص کو گھر میں گاتے سنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیوار پھلانگ کر اندر کود گئے اور کہنے لگے، اے اللہ کے دشمن! تو نے خیال کیا کہ جو تو اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے وہ اس پر پردہ ڈالے گا؟ وہ کہنے لگا، امیر المومنین! آپ بھی جلد بازی سے کام نہ لیجیے، اگر میں نے اللہ کی ایک نافرمانی کی ہے تو آپ نے اللہ کے تین احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ''اور عیب جوئی نہ کرو'' آپ نے عیب جوئی کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور دروازے کے راستے گھر میں آؤ'' اور آپ دیوار پھلانگ کر آئے۔ تیسرے آپ میری اجازت کے بغیر آئے اور اللہ کا ارشاد ہے: ''سوا اپنے گھروں کے کسی گھر میں اجازت اور سلام کہے بغیر مت داخل ہو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو تم سے بھلائی (یعنی آئندہ نہ گانے) کی توقع ہے؟ وہ شخص کہنے لگا جی ہاں! چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاف کر دیا اور چلے گئے۔''

اس واقعہ کو مولانا محمد یوسف کاندھلوی نے حیاۃ الصحابہ میں کنز العمال کے حوالے سے تفصیل سے نقل کیا ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے کیے پر اتنا نادم ہوئے کہ روتے ہوئے وہاں سے نکلے اور بعد میں ایک دن اس شخص کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، اے شخص! میں نے وہ بات کسی کو نہیں بتائی۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کان میں بتایا کہ اس نے بھی اس دن کے بعد اس کا ارتکاب نہیں کیا۔ ①

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگایئے کہ گانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں کتنا ناپسندیدہ تھا کہ قرآن حکیم کے تین حکم غصے کی وجہ سے ان کے ذہن سے نکل گئے اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ کا دشمن کہا حالانکہ وہ گھر میں اکیلا تھا تو بھلا اگر ان کے دور خلافت میں انہیں ایسی مجلس کا علم ہو جاتا کہ جوان خوبرو عورت تمام تر سامان دلفریبی کے ساتھ غیر مردوں میں گانا گاتی ہے یا کوئی جوان مرد

① حیاۃ الصحابۃ: ٤٨٥/٦، ترجمہ مولانا محمد عثمان خان فیض آبادی، ناشر ادارہ اشاعت دینیات دھلی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنسی ہیجان انگیز گیت گاتا ہے تو ان کا ایسے افراد کے ساتھ کیا رویہ ہوتا؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

منتخب کنز العمال والے نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام بغوی رحمہ اللہ کی کتاب مسند عثمان کے حوالے سے لکھا ہے:

((اَرْسَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلٰى رَجُلٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَقُوْلُ الشِّعْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا))①

''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلا بھیجا وہ آیا تو انہوں نے پوچھا، مجھے پتہ چلا ہے کہ تم شعر کہتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا، ایسا نہ کیا کرو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اگر کسی کے پیٹ میں پیپ بھری ہو تو یہ اس سے کہیں اچھا ہے کہ اس کے اندر (دماغ میں) شعروں کی بھرمار ہو۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بطور احتیاط اسے منع کر دیا کہ کسی وقت دوسرے شعراء کی ریس کر کے یہ غلط شعر نہ کہہ بیٹھے ورنہ اچھے شعر اچھی بات ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے شعر سنتے تھے۔ جیسا کہ دوسری وجہ کے عنوان کے نیچے مسلم کی حدیث پر گفتگو کے دوران گزرا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ فَحَسَنُهٗ كَحُسْنِ الْكَلَامِ وَ قَبِيْحُهٗ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ))②

''شعر ایک قسم کی گفتگو ہے۔ اچھا شعر اچھی گفتگو کی طرح ہے اور برا شعر بری گفتگو کی مانند۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے مستفاد ہے۔

① منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ۱:۲۰۱۔

② حوالہ مذکورہ: ۱/۲۰۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ)) [1]

"جس شخص کا اللہ اور آخرت کے دن پر یقین ہے وہ بات کرے تو اچھی کرے ورنہ خاموش رہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نظر میں:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ زبردست متبع سنت تھے اور خلاف سنت کام دیکھ کر سخت برہم ہوا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں امام ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَمَرَّ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِقَوْمٍ مُحْرِمِيْنَ وَ فِيْهِمْ رَجُلٌ يَّتَغَنّٰى قَالَ اَلَا لَا سَمِعَ اللّٰهُ لَكُمْ)) [2]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک قوم کے پاس سے گزرے، دیکھا کہ کچھ لوگوں نے حج کے لیے احرام باندھ رکھا ہے، ان میں ایک شخص بیٹھا گا رہا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، اے لوگو! اللہ تمہاری دعائیں (عبادت) قبول نہ کرے۔"

ائمہ پر بہتان:

قرآن حکیم میں راگ کے حرام ہونے، سنت کی رو سے اس کی حرمت اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کے بعد ائمہ کے بارے میں ذکر کرنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی کہ وہ بھی راگ کو ممنوع قرار دیتے تھے کیونکہ شریعت صرف قرآن و حدیث کا نام ہے اور جنت میں صرف وہ لوگ جائیں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ پر ہیں۔ اس لیے اختصار کے پیش نظر چند معروف صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال پیش کر دینا حرمت راگ کے لیے کافی تھا۔ لیکن چونکہ بعض لوگ ائمہ پر بہتان بازی کر کے راگ کا جواز تلاش کرتے ہیں، اس لیے لوگوں کی بے خبری سے فائدہ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ: ۶۰۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار و الضیف ولزوم ...... الخ: ۱۷۳۔

[2] احیاء علوم الدین: ۲۸۳/۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھا کر جو وہ دھوکا دیتے ہیں اس فریب دہی کا پردہ چاک کرنا بہت ضروری ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن و حدیث ہی خطا سے پاک ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی آنا بند ہوگئی، اس لیے آپ ﷺ کے بعد اگر کسی سے غلطی ہوئی تو اس کی اصلاح کے لیے وحی نہیں آئے گی۔ چنانچہ کسی بھی غیر نبی کی بات دلیل نہیں کیونکہ غلطی کا امکان ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر احادیث گھڑ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی جا سکتی ہیں تو ائمہ تو نبی ﷺ سے علومرتبت میں کچھ نسبت ہی نہیں رکھتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف من گھڑت احادیث کی نسبت تو آپ ﷺ کی زندگی کے بعد کی گئی اور اماموں کی طرف تو ان کی زندگی میں ہی جھوٹی باتیں منسوب کر دی گئیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب ''السنۃ'' میں ہے کہ کسی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آیا انہوں نے یہ یہ کہا ہے؟ غالباً صفات باری تعالیٰ کے بارے میں ان کی طرف کوئی قول منسوب کیا گیا تھا۔ امام موصوف نے انکار کیا تو پوچھنے والے نے نہایت حیرت زدہ ہو کر کہا کہ لوگ کتنی کتنی بڑی بہتان بازی کرتے ہیں۔ اس لیے اقوال ائمہ کے بارے میں وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ واقعی انہوں نے یہ فرمایا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر یقین بھی ہو کہ کسی امام نے واقعی یہ کہا ہے اور وہ قول خلافِ کتاب وسنت ہے تو امام کے بارے میں یہ سمجھ کر کہ انہوں نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے نہیں بلکہ نادانستہ یہ کہہ دیا ہے، ہم ان کے عزت واحترام کو دل میں قائم رکھنے کے باوجود ان کی یہ بات تسلیم نہیں کریں گے، کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ جو (سب سے منہ موڑ کر) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر، ظالم اور فاسق ہے۔[1] اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ خلاف شریعت بات کسی کی بھی تسلیم نہ کی جائے۔[2]

قرآن وحدیث کی ان واضح ہدایات کے بعد خلاف شریعت کسی عالم یا امام کی بات بالکل ناقابل تسلیم ہے۔ ہاں جو قرآن وحدیث کی تائید میں ہوگی وہ سر آنکھوں پر۔ اس تمہید کے بعد

---

① سورة المائدة: ٤٤، ٤٥، ٤٧۔

② بخاري، كتاب الاحكام، باب السمع والطاعة للامام ما لم تكن معصية : ٢/ ١٠٥٧۔ مسلم : ٢/ ١٢٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم ائمہ ہدایت کے اقوال درج کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ تابعی یعنی صحابہ کے شاگرد ہیں۔

اس بلند پایہ امام نے اپنے صاحبزادہ کے استاد کو لکھا:

(لِيَكُنْ اَوَّلَ مَا يَعْتَقِدُوْنَ مِنْ اَدَبِكَ بُغْضُ الْمَلَاهِي الَّتِيْ بَدْؤُهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَ عَاقِبَتُهَا سَخَطُ الرَّحْمٰنِ جَلَّ وَ عَزَّ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنِ الثِّقَاتِ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ أَنَّ حُضُوْرَ الْمَعَازِفِ وَ اسْتِمَاعَ الْأَغَانِيْ وَ اللَّهَجِ بِهَا يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْعُشْبَ وَلَعُمْرِيْ لَتَوَقِّيْ ذٰلِكَ بِتَرْكِ حُضُوْرِ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ اَيْسَرُ عَلٰى ذِي الذِّهْنِ مِنْ ثُبُوْتِ عَلَى النِّفَاقِ فِيْ قَلْبِهِ) ①

''آپ سے ادب سکھانے کے سلسلہ میں پہلی توقع یہ ہے کہ (لڑکے کو) ساز باجے سے نفرت ہونی چاہیے۔ یہ وہ شیطانی ابتداء ہے جس کا انجام اللہ سبحانہ کی ناراضی ہے۔ مجھے معتبر اہل علم سے معلوم ہوا ہے کہ ساز باجوں کی مجلسوں میں شرکت کرنا، راگ گانے سننا اور ان کا دلدادہ ہونا دل میں نفاق بڑھاتا ہے۔ جیسے پانی گھاس کو بڑھاتا ہے اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دل میں نفاق قائم رکھنے کی نسبت ایسی مجلسوں سے دور بھاگنا سمجھدار انسان کے لیے زیادہ آسان ہے۔''

امام فُضیل بن عیاض رحمۃ اللہ کا قول:

[یہ تبع تابعی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگردوں کے شاگرد ہیں]

امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مشہور و معروف امام گزرے ہیں، ان کا کہنا ہے:

---

① تلبیس ابلیس : ۲۳۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا)①

''راگ بدکاری کا منتر ہے۔''

یعنی جیسے جادوگر کسی پر جادو کرتا اور منتر کرتا ہے تا کہ وہ اس سے کوئی غلط کام کرائے اور وہ جادو کے اثر سے اسی طرح کرتا ہے، بعینہ راگ اپنے دلدادہ کو زنا کی طرف مائل کرتا ہے۔

حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ کا قول:

یہ بھی عالی مرتبہ امام تھے، فرماتے ہیں:

(اَلْغِنَاءُ مُفْسِدَةٌ لِلْقَلْبِ مُسْخِطَةٌ لِلرَّبِّ)②

''راگ سے من کی دولت برباد اور رب تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔''

یزید بن ولید رحمہ اللہ کا قول:

امیر المومنین یزید بن الولید بہت پارسا حکمران تھے۔ انہوں نے اپنے خاندان کے تمام لوگوں سے بطور نصیحت کہا:

(یَا بَنِیْ اُمَیَّةَ اِیَّاکُمْ وَالْغِنَاءَ فَإِنَّهٗ یَنْقُصُ الْحَیَاءَ وَ یَزِیْدُ فِی الشَّهْوَةِ وَ یَهْدِمُ الْمُرُوَّةَ وَ اِنَّهٗ لَیَنُوْبُ عَنِ الْخَمْرِ وَ یَفْعَلُ مَا یَفْعَلُ الْمُسْکِرُ فَإِنْ کُنْتُمْ لَابُدَّ فَاعِلِیْنَ فَجَنِّبُوْهُ النِّسَاءَ فَإِنَّهٗ دَاعِیَةُ الزِّنَا)③

''اے بنو امیہ! راگ سے دور رہو کیونکہ اس سے شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے، جنسی ہیجان بڑھتا ہے، وقار و عزت ختم ہوتی ہے اور شراب سے پیدا ہونے والی قباحتیں راگ سے بھی پیدا ہوتی ہیں اور اگر تم اس قباحت سے باز نہیں آ سکتے تو کم از کم یہ ضرور کرو کہ تمہارا راگ عورتوں کے کانوں تک نہ پہنچے کیونکہ یہ زنا کا زبردست سبب ہے۔''

① تلبیس ابلیس : ۲۳۵۔

② تلبیس ابلیس : ۲۳۵۔

③ البدایة والنهایة : ۱۰/۱۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن منکدر رحمہ اللہ کا قول:

یہ بہت بڑے جلیل القدر امام گزرے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے عظیم المرتبت صحابہ کے شاگرد ہیں۔ یہ فرماتے ہیں:

(بَلَغَنَا أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : اَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَنْزِهُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَسْمَاعَهُمْ عَنِ اللَّهْوِ وَ مَزَامِيْرِ الشَّيْطَانِ اَحِلُّوْهُمْ رِيَاضَ الْمِسْكِ وَ اَخْبِرُوْهُمْ اَنِّيْ قَدْ اَحْلَلْتُ عَلَيْهِمْ رِضْوَانِيْ) ①

''ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، میرے وہ بندے کہاں ہیں جو خود کو یعنی اپنے کانوں کو گانوں اور شیطانی ساز باجوں سے بچایا کرتے تھے، انہیں مشک عنبر کے باغات میں اتارو اور انہیں یہ مسرت افزا پیام سنا دو کہ میں ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خوش ہو گیا ہوں۔''

امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول:

یہ امام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نامور شاگرد تھے۔ سورۂ لقمان کی چھٹی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(اِنَّ لَهْوَ الْحَدِيْثِ فِي الْاٰيَةِ الْاِسْتِمَاعُ اِلَى الْغِنَاءِ وَ اِلٰى مِثْلِهٖ مِنَ الْبَاطِلِ) ②

''آیت میں ''لهو الحدیث'' سے مراد گانے سننا اور اس طرح کی دوسری بیہودہ باتیں (عشقیہ ڈرامے، ناول وغیرہ) سننا ہے۔''

امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول:

مشہور و معروف امام ہیں۔ یہ بھی تابعی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ امام مجاہد کی طرح

① جمع الفوائد بحوالہ رزین فقرہ ٨٠١٢، تفسير القرطبي: ٥٢/١٤۔

② سورة القمان : ٦۔ ابن جرير، قرطبي۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے گرد بھی بصرہ میں دور دور سے آنے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا، وہ بھی سورۂ لقمان کی چھٹی آیت کی تفسیر میں امام مجاہد کے ہمنوا ہیں۔ فرماتے ہیں:

((وَ قَالَ الْحَسَنُ : لَهْوَ الْحَدِيْثِ اَلْمُعَازِفُ وَالْغِنَاءُ)) ①

''امام حسنؒ نے کہا کہ ''لہوالحدیث'' سے مراد ساز و آواز ہے۔''

امام قاسم بن محمد رحمہ اللہ کا قول:

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سات مفتیوں میں سے ایک تھے۔ ② اس قدر عالم تھے کہ امام یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ کے بقول اپنے وقت کے مدینہ کے تمام علماء سے افضل و برتر تھے۔ ③ وہ فرماتے ہیں:

(اَلْغِنَاءُ بَاطِلٌ وَالْبَاطِلُ فِي النَّارِ) ④

''راگ بے ہودہ کام ہے اور بے ہودہ کاموں کا انجام دوزخ ہے۔''

اور امام ابن جوزی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

(وَ سَالَ رَجُلٌ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْغِنَاءِ فَقَالَ : اَنْهَاكَ عَنْهُ وَ كَرِهْتُهُ لَكَ ، قَالَ : اَ حَرَامٌ هُوَ ؟ قَالَ اُنْظُرْ يَا ابْنَ اَخِي اِذَا مَيَّزَ اللّٰهُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ فِي اَيِّهِمَا يَجْعَلُ الْغِنَاءَ)) ⑤

''ایک شخص نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے گانے کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے، میں تمہیں اس سے روکتا اور تمہارے لیے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا گانا حرام ہے؟ تو کہا کہ اے بھتیجے! جب اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) حق اور باطل

① الجامع لاحکام القرآن للقرطبی : ۱۴/۵۲، سورۃ لقمان: ٦۔ تفسیر القرآن الکریم لابن کثیر : ۳/۴۸٦۔
② تہذیب الاسماء للنوویؒ۔
③ تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ طبقہ تیسرا اور تہذیب الاسماء۔
④ تفسیر قرطبیؒ : ۱۴/۵۲۔
⑤ تلبیس ابلیس :۲۳۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو الگ کرے گا تو گانے کو تمہارے خیال میں دونوں میں سے کس پلڑے میں ڈالے گا؟''

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کا مطلب تھا کہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ راگ کو باطل کے ڈھیر میں ڈالے گا اور باطل یعنی بے ہودگی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ کا قول:

یہ عالی مرتبہ امام پانچ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے۔[1] سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ امام شعبی رحمہ اللہ اپنے وقت میں اور سفیان ثوری رحمہ اللہ اپنے وقت میں بے مثل علماء تھے۔ ان کا کہنا ہے:

(لُعِنَ الْمُغْنِیُ وَالْمُغْنٰی لَهٗ)[2]

''گلوکار پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس پر بھی جس کے لیے گانا گایا جائے۔''

امام موصوف کے اس قول کی صداقت جانچنے کے لیے آٹھویں حدیث کہ گلوکار پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، مضمون ذہن میں دہرا لیجیے۔

ائمہ اربعہ کے ارشادات

۱۔ امام مالک رحمہ اللہ کی نظر میں:

اب ہم آپ کو ائمہ اربعہ کے ارشادات بتاتے ہیں۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ کے فقیہ امام مالک رحمہ اللہ کے اقوال سناتے ہیں۔ امام مالک بن انس امام محمد بن منکدر کے شاگرد تھے اور امام محمد بن منکدر کے راگ کے بارے میں خیالات آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں اور امام قاسم بن محمد کا نظریہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے اور مدینہ منورہ میں ان کا علمی رتبہ بھی آپ کے علم میں آ گیا ہے۔ جب مدینہ منورہ کے ایسے عظیم الشان علماء کا یہ خیال تھا تو امام مالک رحمہ اللہ کا خیال ان کے خلاف کیسے ہو سکتا تھا۔

---

① تذکرۃ الحفاظ للذہبی، تیسرا طبقہ۔

② تلبیس ابلیس: ۲۳۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ فحاشی پھیلانے کی چوتھی شیطانی تدبیر راگ کے سلسلہ میں پیش کی جانے والی تیسری حدیث کہ گانا سننے والے کے کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا، یہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں، ان سے امام مالک اور ان سے امام عبداللہ بن مبارک۔ تو جب حضرت امام مالک نے خود یہ حدیث روایت کی ہے تو وہ اس کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں اور راگ کو جائز کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ مزید برآں ان سے راگ کے خلاف یہ کہنا ثابت ہے:

((وَ قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ مَالِكًا عَنْهُ فَقَالَ : قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ (یونس:٣٢) اَفَحَقٌّ هُوَ؟)) ①

"قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے گانے کے بارے میں پوچھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "حق کے علاوہ سب باطل ہے۔" تم ہی بتاؤ گانا حق ہے؟"

امام مالک رحمہ اللہ کا مطلب تھا کہ قاسم یہی سمجھتا ہے کہ گانا حق میں تو شمار نہیں، تو جب حق میں شمار نہیں تو باطل ہے۔ کیونکہ باتیں دو ہی ہیں یا حق یا باطل، تیسری بات نہیں۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((اَبُو الطَّيِّبِ الطَّبَرِیُّ قَالَ : اَمَّا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فَاِنَّهٗ نَهٰی عَنِ الْغِنَاءِ وَ عَنِ اسْتِمَاعِهٖ وَ قَالَ اِذَا اشْتَرٰی جَارِيَةً فَوَجَدَهَا مُغَنِّيَةً كَانَ لَهٗ رَدُّهَا بِالْعَيْبِ، وَ هُوَ مَذْهَبُ سَائِرِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اِلَّا اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ)) ②

"ابو الطیب طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ گانے کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا یہ ہے کہ وہ اس سے اور اس کے سننے سے منع کرتے ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کوئی لونڈی خریدی بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو گلوکارہ ہے تو خریدار اس کے عیب کی وجہ سے لوٹا سکتا ہے۔ (یعنی امام صاحب کے نزدیک گلوکار ہونا عیب ہے)۔"

① تفسیر قرطبی: ١٤/٥٢۔
② تلبیس: ٢٢٩ و قرطبی: ١٤/٥٥۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن خویز منداد کہتے ہیں:

(فَاَمَّا مَالِكٌ فَيُقَالُ عَنْهُ اِنَّهٗ كَانَ عَالِمًا بِالصَّنَاعَةِ وَ كَانَ مَذْهَبُهٗ تَحْرِيْمَهَا وَ رُوِىَ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ تَعَلَّمْتُ هٰذِهِ الصَّنَاعَةَ وَ اَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَتْ لِىْ اُمِّىْ اَىْ بَنِىَّ اِنَّ هٰذِهِ الصَّنَاعَةَ يُصْلَحُ لَهَا مَنْ كَانَ صَبِيْحُ الْوَجْهِ وَ لَسْتَ كَذٰلِكَ فَاطْلُبِ الْعُلُوْمَ الدِّيْنِيَّةَ فَصَحِبْتُ الرَّبِيْعَةَ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِىْ ذٰلِكَ خَيْرًا) ①

"امام مالکؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ماہر گلوکار تھے حالانکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ گانا حرام ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نوجوانی کے وقت یہ فن سیکھا تو میری ماں نے کہا کہ بیٹا! گانے کے فن کے لیے خوبصورتی ضروری ہے اور تم خوبصورت نہیں ہو۔ بہتر ہے کہ دینی علوم میں مہارت حاصل کرو تو میں نے ربیعہ کی شاگردی اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے بہت بہتر کر دیا۔"

یعنی جب امام مالک رحمہ اللہ نے ابھی دین نہیں پڑھا تھا اور عنفوان شباب کا زمانہ تھا اس وقت وہ گانے کا فن سیکھتے رہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دین کے علم کی خدمت پر مامور فرما دیا تو انہوں نے دین کی روشنی میں جان لیا کہ یہ گناہ کا کام ہے۔ اسحاق بن عیسیٰ الطباع سے مروی ہے:

((قَالَ سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَمَّا يُرَخِّصُ فِيْهِ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْغِنَاءِ فَقَالَ اِنَّمَا يَفْعَلُهٗ عِنْدَنَا اِنْفِسَاقٌ)) ②

"میں نے اس کے بارے میں جو مدینہ کے لوگ راگ سے متعلق رخصت سمجھتے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا (کہ آپ کا کیا خیال ہے؟) تو کہنے لگے کہ "ہمارے نزدیک یہ فسق و فجور ہے۔"

---

① القرطبی: ۱۴/۵۵۔
② تلبیس: ۲۲۹، قرطبی: ۱۴/۵۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے:

امام مالک رحمہ اللہ کی طرح ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر بھی بعض لوگ بہتان باندھتے ہیں کہ وہ راگ و ساز کو جائز سمجھتے تھے۔[1] حالانکہ وہ موسیقی کو گناہ سمجھتے تھے۔ابو الطیب طبری جو تفسیر، حدیث، فقہ،لغت اور تاریخ وغیرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے، لکھتے ہیں:

(وَ اَمَّا مَذْهَبُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ فَإِنَّهُ يَكْرَهُ الْغِنَاءَ مَعَ اِبَاحَةِ شُرْبِ النَّبِيْذِ وَ يَجْعَلُ سِمَاعَ الْغِنَاءِ مِنَ الذُّنُوْبِ قَالَ وَ كَذٰلِكَ مَذْهَبُ سَائِرِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ وَ حَمَّادٍ وَالثَّوْرِيِّ وَ غَيْرِهِمْ لَا اِخْتَلَافَ بَيْنَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ)[2]

''اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ موسیقی حرام ہے حالانکہ وہ نبیذ پینے کی اجازت دیتے ہیں لیکن وہ گانا سننا گناہ بتاتے ہیں۔ یہی کوفہ کے تمام علماء مثلاً ابراہیم نخعی، امام شعبی، حماد بن زید اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کا قول ہے، تمام کے تمام اس بات پر متفق ہیں۔''

اور موسیقی کے حرام اور گناہ ہونے پر ان روشنی کے میناروں کا اتفاق کیوں نہ ہوتا جبکہ کوفہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شہر تھا اور ان کے بارے میں سورۂ لقمان کی آیت کی تفسیر میں صحیح سند سے ثابت ہے کہ وہ ''لہو الحدیث'' سے مراد موسیقی بتاتے تھے۔ بایں ہمہ اگر کوئی یہ کہنے پر بضد ہو کہ امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمہما اللہ کا موسیقی کے جائز ہونے کا فتویٰ ہے تو اس کا کیا علاج؟

۳۔امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام شافعی رحمہ اللہ پر بھی بہتان ہے کہ وہ راگ و ساز کے جواز کے قائل تھے۔ حالانکہ امام صاحب محفل سماع کو ملحدوں کی بدعت بتاتے تھے۔امام ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

[1] سلسلہ سہروردیہ اور سماع مطبوعہ ادارہ ثقافت پاکستان اسلام آباد صفحہ ۱۳۔

[2] تلبیس: ۲۲۹، قرطبی: ۱۴/۵۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اَلْحَسَنُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ الْحَرُوْرِیّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِیَّ يَقُوْلُ رَأَيْتُ بِالْعِرَاقِ شَيْئًا اَحْدَثَتْهُ الزَّنَادِقَةُ يُسَمُّوْنَهُ التَّغْبِيْرَ يَشْغَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ عَنِ الْقُرْاٰنِ)①

''حسن بن عبدالعزیز حروری کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے عراق میں ایک کام دیکھا جسے زندیق لوگوں نے ایجاد کیا ہے اور اسے وہ ملحد لوگ ''تبدیلی'' کہتے ہیں، اس کے ساتھ وہ لوگوں کو قرآن پاک سے دور کرتے ہیں۔''

مشہور و معروف شافعی عالم ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری لکھتے ہیں:

(اَمَّا مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ فَقَالَ الْغِنَاءُ مَكْرُوْهٌ يُشْبِهُ الْبَاطِلَ وَ مَنِ اسْتَكْثَرَ مِنْهُ فَهُوَ سَفِيْهٌ تُرَدُّ شَهَادَتُهٗ)②

''رہا امام شافعی کا نظریہ تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ راگ مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہے اور باطل (خلاف حق) سے ملتا ہے اور جو شخص اس کا عادی ہو وہ احمق اور بیوقوف ہے، اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔''

جو لوگ ائمہ اربعہ پر بہتان لگاتے ہیں کہ ان کے نزدیک راگ درست تھا، ان کے دجل و فریب اور لوگوں کو راہ حق سے گمراہ کرنے کی کوششوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہم امام شافعی رحمہ اللہ کی خود اپنی تالیف کتاب الام کا حوالہ درج کرتے ہیں:

(قَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الرَّجُلِ يُغَنِّیْ فَيَتَّخِذُ الْغِنَاءَ صِنَاعَتَهٗ يُؤْتٰى عَلَيْهِ وَ يَأْتِیْ لَهٗ وَ يَكُوْنُ مَنْسُوْبًا اِلَيْهِ مَشْهُوْرًا بِهٖ مَعْرُوْفًا وَالْمَرْأَةُ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ وَاحِدٍ مِنْهُمَا)③

''امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص گانا گاتا ہے، اس کا ذریعۂ روزگار یہی ہوتا ہے،

① تلبیس ابلیس: ۲۳۰۔
② تلبیس: ۲۳۰۔ قرطبی: ۱۴/۵۵۔
③ کتاب الام: ۶/۲۱۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس سلسلہ میں اس کے پاس آتے اور وہ گانے کے لیے بلایا جاتا ہے، اس کی طرف گلوکار کی نسبت کی جاتی اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے، ایسے ہی اگر کوئی عورت ہے تو ان دونوں کی گواہی قابل قبول نہیں۔"

اسلام میں گواہی کے قبول ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اگر رمضان کا چاند طلوع ہو گیا اور یہ خبر ایسا شخص دیتا ہے جو لوگوں میں اچھی شہرت کا مالک ہے، نیک اور پرہیزگار ہے، لین دین کا صاف اور عادات و اخلاق کے لحاظ سے پسندیدہ ہے، ایسے شخص کی یہ اطلاع کہ اس نے رمضان کا چاند دیکھا ہے، مان لی جائے گی اور یہ شخص اگر کسی کے بارے میں کوئی خبر دے تو اس کی خبر معتبر ہوگی۔ اگر کوئی شخص فاسق و فاجر اور بے دین ہے وہ معتبر نہیں، اس لیے اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔

اور جو شخص راگ کا رسیا ہے، اس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ سنیے:

([قَالَ] وَ هٰكَذَا الرَّجُلُ يَغْشِي بُيُوتَ الْغِنَاءِ وَ يَغْشَاهُ الْمُغَنُّوْنَ اِنْ كَانَ مُدْمِنًا وَ كَانَ لِذٰلِكَ مُسْتَعْلِنًا عَلَيْهِ مَشْهُوْدًا عَلَيْهِ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ سَفِيْهٍ تُرَدُّ بِهَا شَهَادَتُهُ)[1]

"(اور فرمایا) اور ایسے ہی وہ شخص جو ان مقامات پر جاتا ہے جہاں راگ کی محفلیں ہوتی ہیں اور گویوں سے اس کی دوستی ہے وہ اس کے گھر آتے ہیں، وہ اس کا عادی ہے، سر عام ایسا کرتا ہے، سب لوگوں کو اس کا علم ہے، تو یہ بھی اس قسم کا عیب ہے جیسے حماقت اور اس طرح کے آدمی کی گواہی بھی قابل قبول نہیں۔"

امام شافعی رحمہ اللہ تو یہ فرماتے ہیں لیکن زندیق اور ملحد لوگ صرف اپنی معصیت پر فریب دہی کے پردے ڈالنے کے لیے ان پاکیزہ نفوس کی طرف یہ منسوب کر دیتے ہیں کہ وہ نہ صرف راگ کے جواز کے قائل تھے بلکہ خود راگ سنتے تھے، محظوظ ہوتے تھے اور جو محظوظ نہ ہو اسے بدذوق قرار دیا کرتے تھے۔

---

① کتاب الام: ۲۱۵/٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں حنبلی علماء زیادہ جانتے ہیں اور حنبلی علماء یہ بتاتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ راگ و ساز کو حرام سمجھتے تھے۔امام ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں:

((اِنَّ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ مَاتَ وَ تَرَكَ وَلَدًا وَ جَارِيَةً مُغَنِّيَةً فَاحْتَاجَ الصَّبِيُّ اِلٰى بَيْعِهَا فَقَالَ لَا تُبَاعُ عَلٰى اَنَّهَا مُغَنِّيَةٌ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهَا تَأْوِيْ ثَلَاثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَ لَعَلَّهَا اِذَا بِيْعَتْ سَاذِجَةً تُسَاوِيْ عِشْرِيْنَ دِيْنَارٍ فَقَالَ لَا تُبَاعُ اِلَّا عَلٰى اَنَّهَا سَاذِجَةٌ))①

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنے پیچھے ایک لڑکا اور ایک گلوکارہ لونڈی چھوڑ کر مرا، بعد میں لڑکے کو لونڈی بیچنے کی ضرورت پیش آئی، اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا کہ لونڈی کو گلوکارہ ظاہر کر کے نہ بیچا جائے۔ پوچھنے والے نے کہا کہ اگر گلوکارہ ظاہر کر کے بیچتے ہیں تو تیس ہزار درہم کی بکے گی اور اگر صرف لونڈی کے طور پر بیچی تو شاید بیس ہزار ہی ملیں۔ فرمایا لونڈی کے طور پر ہی بیچا جائے، مغنیہ کے طور پر نہیں۔''

یہ امام صاحب نے اس لیے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((وَ لَا يَحِلُّ بَيْعُهُنَّ وَ لَا شِرَاؤُهُنَّ وَ لَا تَعْلِيْمُهُنَّ وَ لَا تِجَارَةٌ فِيْهِنَّ وَ أَثْمَانُهُنَّ حَرَامٌ لِلْمُغَنِّيَاتِ))②

''اور انہیں (گانے بجانے کے آلات وغیرہ) نہ بیچنا حلال ہے نہ خریدنا اور نہ ان کی تعلیم اور نہ ان کی تجارت حلال ہے اور ان کے دام حرام ہیں یعنی گلوکاراؤں کے لیے۔''

یہ حدیث امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت کی ہوئی حدیث ہے۔ان کی کتاب میں جیسا

---

① تلبیس ابلیس : ۲۲۸۔
② مسند احمد ۵:۲۵۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حوالہ دیا گیا، درج ہے۔ اس کے پیش نظر امام صاحب نے فرمایا کہ اسے گلوکارہ کی حیثیت سے نہ بیچا جائے کیونکہ یتیم کے لیے بھی حرام چیز جائز نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں یتیموں کی شراب بیچنے سے منع فرمادیا تھا اور حکم دیا تھا کہ شراب کو گرا دو۔ تو امام صاحب گلوکارہ کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ وہ گانا گاتی ہے۔

آگے چل کر امام ابن جوزی رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں:

((رَوَى الْمَرْوَزِيُّ عَنْ أَحْمَدَ أَنَّهُ قَالَ كَسْبُ الْمُخَنَّثِ خَبِيْثٌ يَكْسِبُهُ بِالْغِنَاءِ)) ①

''مروزی روایت کرتے ہیں کہ امام احمد نے فتویٰ دیا کہ گلوکار کی کمائی گندی ہے کیونکہ وہ گا کر کماتا ہے۔''

لیکن جن شعروں میں اچھا مضمون پیش کیا گیا ہوتا اور نیک کردار کی رغبت دلائی گئی ہوتی امام موصوف انہیں سن کر خوش ہوتے کیونکہ ایسے اشعار کی حدیث میں بھی اجازت ہے۔ آپ ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے سنا کرتے تھے، بلکہ خود بھی اپنی زبان سے اچھا شعر ادا کرتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاعر کی یہ بات درست ہے۔

((أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلٌ)) ②

''سنو! اللہ تعالیٰ کی ہستی کے علاوہ ہر چیز مٹ جانے والی ہے۔''

اور پیچھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول گزرا ہے کہ شعر ایک طرح کی گفتگو ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اچھے شعر کو اچھی باتیں اور برے شعروں کو بری باتیں کہا ہے۔ ③

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اچھے شعروں کو پسند کرتے تھے۔ ابو حامد خلفانی نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا، اے ابوعبداللہ! دلوں پر رقت طاری کر دینے

---

① تنبیس ابلیس: ٢٢٩۔

② صحیح البخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکرہ منه: ٦١٤٧۔

③ کتاب الام: ٦ الاشعار۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے شعروں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ امام صاحب نے فرمایا، مثلاً؟ ابو حامد کہتے ہیں، میں نے کہا مثلاً ؎

إِذَا مَا قَالَ لِیْ رَبِّیْ ... أَ مَا اسْتَحْیَیْتَ تَعْصِیْنِیْ
وَ تُخْفِی الذَّنْبَ مِنْ خَلْقِیْ ... وَ بِالْعِصْیَانِ تَاْتِیْنِیْ

"جب میرا رب مجھ سے کہتا ہے، اے بندے! تو نے حیا نہ کی کہ میری نافرمانی کرتا ہے؟ میری مخلوق سے تو گناہ چھپاتا اور میری آنکھوں کے سامنے کرتا ہے؟"

امام موصوف نے فرمایا، ایک مرتبہ پھر کہو۔ ابو حامد کہتے ہیں، میں نے شعر دہرائے تو امام صاحب کمرے میں چلے گئے، دروازہ بند کر لیا۔ وہ رو رہے تھے اور ان شعروں کو بار بار دہرا رہے تھے۔ ①

اس سے بھی ثابت ہوا کہ امام موصوف راگ کے خلاف کہا کرتے تھے۔ اسی لیے ابو حامد کو ایسے شعروں کے بارے میں، جن میں محبوب کی خوبصورتی اور عاشق کے تڑپنے کا ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، پوچھا تو امام صاحب نے انہیں پسند کیا۔

احمد بن یحییٰ ثعلبی کہتے ہیں کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس چند گھڑیاں گزارنے کا بہت شوق تھا، میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کس چیز میں دلچسپی رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا نحو اور لغت عربی میں۔ تو امام صاحب نے مجھے یہ شعر سنائے ؎

إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ یَوْمًا فَلَا تَقُلْ
خَلَوْتُ وَ لٰکِنْ قُلْ عَلَیَّ رَقِیْبُ
وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ یَغْفَلُ مَا مَضٰی
وَ لَا اَنَّ مَا نُخْفِیْ عَلَیْهِ یَغِیْبُ
لَهَوْنَا عَنِ الْاَیَّامِ حَتّٰی تَتَابَعَتْ
ذُنُوْبٌ عَلٰی اٰثَارِهِنَّ ذُنُوْبُ

① تلبیس ابلیس: ۲۲۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَا لَيْتَ اَنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ مَا مَضٰى
وَ يَأْذَنُ فِيْ تَوْبَاتِنَا فَنَتُوْبُ ①

۱۔ جب تو کسی گھڑی خلوت میں ہو تو یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ واقعی خلوت میں ہے بلکہ سمجھنا کہ ایک ہستی مجھے دیکھ رہی ہے۔
۲۔ اللہ سبحانہ کے بارے میں یہ خیال مت کرنا کہ گزرے ہوئے واقعات اس کے علم میں نہیں اور نہ ہی یہ خیال کرنا کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ اس سے بے خبر ہے۔
۳۔ ہم نے یہ دھیان نہ کیا کہ وقت گزر رہا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ گناہوں کے ڈھیر لگ گئے۔
۴۔ کاش! اللہ تعالیٰ گزشتہ گناہ بخش دے اور ہمیں توبہ کی توفیق دے دے تاکہ ہم توبہ کر لیں۔

ائمہ دین کا متفقہ فیصلہ:

اگر ہم قارئین کے سامنے ایک ایک امام کا فتویٰ رکھیں تو بات طوالت پکڑے گی۔ اس لیے اختصار کے پیش نظر ائمہ دین کا متفقہ فتویٰ نقل کرتے ہیں۔ ہدایت کے طلبگاروں کے لیے بڑی جماعت کا فیصلہ جو قرآن و حدیث کے مطابق ہے، کافی ہے اور جن کے دلوں میں کجی ہے وہ علماء کی اکثریت سے منہ موڑ کر ان علماء کی طرف لپکتے ہیں جن کا فتویٰ کج روی اور شیطانی خواہشات کے لیے سہارا ہے اور ان علماء نے اس طرح کا فتویٰ بدنیتی سے نہیں دیا، صرف سمجھنے میں غلطی لگ گئی اور نیک نیتی سے فتویٰ دینے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب ہی کا مستحق ہے، خواہ اس سے فتویٰ میں غلطی ہی ہو گئی ہو۔ متفقہ فتویٰ پڑھیے:

((قَدْ كَانَ الْعُلَمَاءُ قَدِيْمًا وَّ حَدِيْثًا يُحَذِّرُوْنَ النَّاسَ مِنْ مَذْهَبِ الْمَكِّيِّيْنَ اَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنْ سَلَكَ سَبِيْلَهُمْ فِي الْمُتْعَةِ وَالصَّرْفِ ، وَ يُحَذِّرُوْنَ النَّاسَ مِنْ مَذْهَبِ الْكُوْفِيِّيْنَ اَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ مَنْ سَلَكَ سَبِيْلَهُمْ فِي النَّبِيْذِ الشَّدِيْدِ ، وَ يُحَذِّرُوْنَ النَّاسَ مِنْ مَذْهَبِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِي الْغِنَاءِ)) ②

① تاریخ بغداد: ۲۰۵/۵، طبقات الحنابلة: ۸۳/۱۔ ② التمهيد: ۱۱۵/۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگلے پچھلے تمام ائمہ دین نے لوگوں کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے شاگردوں نیز ہم خیالوں کے اس نظریہ سے ڈرایا کہ نکاح متعہ اور بیع صرف جائز ہے اور اہل کوفہ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ان کے شاگردوں اور ہم خیال لوگوں کے اس خیال سے ڈرایا کہ تیز نبیذ پینا جائز و حلال ہے اور اہل مدینہ کے راگ کے جائز ہونے کے خیال سے اگلے پچھلے سبھی ائمہ دین نے دور رہنے کا کہا۔''

امام ابن عبدالبر (صاحب التمہید) ۴۶۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ وہ پہلی صدی ہجری سے لے کر اپنے وقت کے ائمہ دین تک تمام کے بارے میں یہ لکھ رہے ہیں کہ اسلام کے ان تمام زمانوں میں وہ لوگوں کو ان کاموں سے دور رہنے کو کہتے رہے۔ یاد رہے کہ امام ابن عبدالبر خود مالکی ہیں اور امام مالک کا راگ کے بارے میں نظریہ پیچھے لکھا جا چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پہلا حصہ جو حرمت سماع پر مشتمل ہے ختم ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا حصہ

حُرمتِ ساز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت ساز

راگ گانا حرام ہے خواہ گلوکار گائے یا کوئی دوسرا، مجلس میں گائے یا تنہائی میں۔ اس پر مضمون کے لحاظ سے جو احادیث رسول ﷺ تھیں پیش کر دی گئی ہیں، فنی لحاظ سے یعنی سند کے اعتبار سے احادیث اور بھی تھیں لیکن اردو دانوں کو مضمون سے غرض تھی جو باتیں رہ گئی تھیں وہ اس حصہ میں درج کر دیں، زیادہ تر اس حصہ میں حرمت ساز پر قرآن و حدیث اور صلحائے امت کی ہدایات پیش کی جائیں گی۔

باجے اتنے ہی برے ہیں جتنے کہ بت:

جناب رسول اللہ ﷺ دنیا پر حق کا بول بالا، باطل کا منہ کالا اور اس کا نظام تہ و بالا کرنے آئے تھے۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

وَقُلْ جَآءَ ٱلْحَقُّ وَزَهَقَ ٱلْبَـٰطِلُ ۚ إِنَّ ٱلْبَـٰطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ (الإسراء: ٨١)

”(آپ ﷺ) کہہ دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ یقیناً باطل کو مٹنا ہی تھا۔“

جناب رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا، اس وقت آپ ﷺ بیت اللہ میں بتوں کو لکڑی کی ٹھوکر سے گراتے جاتے اور مندرجہ بالا آیت پڑھتے جاتے تھے۔

① بخاري: ٢/ ٦١٤۔ مسلم: ٢/ ١٠٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ سب اللہ سبحانہ کے حکم سے تھا۔

جس طرح بتوں کو توڑنے کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ مامور تھے، اللہ کو فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ سے تین سو ساٹھ بت تڑوانا منظور تھا، اسی طرح ساز باجوں کے توڑنے کے لیے بھی آپ ﷺ اللہ کی طرف سے مامور تھے کیونکہ جس طرح بت اور ان کے پجاری اللہ کی رحمت سے دور تھے، اسی طرح آلات طرب اور ان کے بجانے والے بھی اس کی نظر میں مردود و مقہور تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ اَبِی اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَنِی رَحْمَةً وَهُدًی لِّلْعَالَمِيْنَ وَ اَمَرَنِی اَنْ اُمْحَقَ الْمَزَامِيْرَ وَالْكِنَّارَاتِ يَعْنِی الْبَرَابِطَ وَالْمَعَازِفَ وَالْاَوْثَانَ))①

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بتوں اور ساز باجوں کو (صفحۂ ہستی سے) مٹا ڈالوں۔“

یعنی بت اور آلات طرب دونوں کو ختم کرنا جناب رسول اللہ ﷺ کا فریضہ تھا اور یہ بات آپ پیچھے قرآن پاک کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں کہ راگ باعث گمراہی ہے۔ اسی طرح ساز باجے بھی گمراہی ہیں۔ اللہ سبحانہ نے اپنے پاکیزہ کلام میں فرمایا:

قَالَ ٱذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَٱسْتَفْزِزْ مَنِ ٱسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى ٱلْأَمْوَٰلِ

① ”ضعیف“ مسند احمد: ۲۵۷/۵، ۲۶۸۔ مجمع الزوائد: ۶۹/۵، ۸/ ۱۲۱۔ العلل المتناهية: ۴۲۲/۶۔ المحلی لابن حزم: ۷۱/۹۔ اس موضوع پر دو احادیث اور ہیں، ایک ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور دوسری حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ تلبیس ابلیس: ۴۳۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْأَوْلَـٰدِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَـٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾
(الإسراء:٦٣، ٦٤)

''(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا، جا تیرا اور تیری پیروی کرنے والوں کا پورا پورا بدلہ دوزخ ہے اور جس پر تیرا بس چلے اسے اپنی آواز سے برانگیختہ کر لینا اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کر دے اور ان کے مال اور اولاد میں حصہ دار بن جا اور ان سے وعدے کرتا رہ اور ان سے شیطان کے وعدے دھوکا ہیں۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیطان کو کھلی چھوٹ ہے کہ جیسے اس کے دل میں آئے کرے، اس چھوٹ میں دھمکی ہے کہ ہم بھی پورا پورا حساب لیں گے۔

اس میں اللہ سبحانہ نے یہ بھی فرمایا کہ اے شیطان! تو جس انسان کو چاہے اپنی آواز سے ابھار لے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''ہر نافرمانی اور گناہ کا بلاوا شیطان کی آواز ہے۔'' (ابن جریر) امام ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا ''شیطان کی آواز سے مراد ساز باجوں کی آواز ہے۔''[1]

ساز کافرانہ آرٹ ہے:

اس کائنات میں سب سے پہلا کافر شیطان لعین ہے جس نے اللہ سبحانہ کے حکم کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، کا انکار کر کے کفر کی بنیاد رکھی اور پھر اللہ تعالیٰ کو چیلنج کر کے کہا کہ انسانوں کی اکثریت میرے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک ہوگی۔ اس کے بعد اپنے مستقل نظام ترتیب دیتا ہے۔ اس نظام میں ساز باجوں کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے کہ ان کے ذریعہ فحاشی فروغ پاتی ہے۔ چنانچہ شیطان نے جب سے بتوں کو ایجاد کیا انہیں موجود رکھا اور جب سے اس نے ان آلات کو ایجاد کیا انہیں مٹنے نہ دیا اور بتوں کی پوجا کی طرح ساز باجوں کو کافرانہ تمدن وتہذیب نے سینے سے چمٹائے رکھا۔

ذوجدون شاعر کہتا ہے ؎

[1] سیرت ابن هشام : ١/ ٤٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَدَى عَزْفُ الْقِيَانِ إِذَا انْتَشِيْنَا وَإِذْ نُسْقِيْ مِنَ الْخَمْرِ الرَّحِيْقِ ①

مطلب یہ ہے کہ اے بیگم! معلوم نہیں کب زندگی ختم ہو جائے، یہاں بڑے بڑے نہ رہے، اس لیے گلوکاراؤں کے سازوں کی آواز سے جو نشہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور خالص شراب سے جو کیف طاری ہوتا ہے تو مجھے اس سے مت روک، عیش کوشی کرنے دے۔ شیطان کی بانسری کی ایجاد سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک اور آج تک ساز باجے رہے۔ بہر صورت یہ کافر کی ایجاد ہے، کافرانہ تمدن کی اک یاد ہے۔ اللہ سبحانہ اس پر سخت ناشاد ہے۔ پروا نہ کرنے والے کی عاقبت برباد ہے۔ تمام مخلوق کی اللہ تعالیٰ سے اس پر لعنت کرنے کی فریاد ہے۔

ساز کی بابت احادیث پیمبر ﷺ:

جیسا کہ پیچھے راگ سے متعلق پہلی حدیث کے ضمن میں گزرا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے صرف دف کی اجازت ہے، بشرطیکہ نابالغ بچیاں دف ماریں۔ اس کے علاوہ اسلام میں ہر ساز حرام ہے۔ ابوداؤد کی حدیث ہے:

((عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قَالَ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلىٰ أُذُنَيْهِ وَنَاٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَقَالَ لِيْ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا؟ قَالَ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا)) ②

''حضرت نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی، انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اس راہ سے دور ہٹ گئے۔ (اسی حال میں نافع سے پوچھا) نافع! آواز آ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں جناب! تو انہوں نے کانوں سے انگلیاں ہٹا لیں اور فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا،

① القرطبی۔

② ''صحیح'' سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کراهیة الغناء: ٤٩٢٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ایسی ہی آواز سنی تھی اور (آواز سن کر) ایسا ہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا۔''

امام ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کر کے لکھا ہے هذا حديث منكر یعنی یہ حدیث غیر معتبر ہے۔ یہ بات جواز سماع کے قائل بڑے شد و مد سے بطور دلیل پیش کریں گے۔ لیکن ابوداؤد کی اس حدیث کا کوئی راوی غیر معتبر نہیں جس کی وجہ سے حدیث پر یہ حکم لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کے راویان اس کے روایت کرنے میں تنہا نہیں کہ ان کے علاوہ یہ حدیث کسی اور سے مروی نہ ہو۔ یہ حدیث مسند ابویعلیٰ اور طبرانی میں الگ الگ راویوں سے مروی ہے اور وہ راویان بھی ثقہ یعنی معتبر ہیں جو کہ ابوداؤد کی اس حدیث کے صحیح ہونے کا فنی لحاظ سے قوی ثبوت ہے۔ (1)

ایک اشکال کا جواب:

جب یہ حدیث زمانہ طالب علمی میں پڑھی تو ذہن میں اشکال پیدا ہوا کہ کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور پھر حضرت نافع رحمہ اللہ کے لیے بانسری کی آواز سننا جائز تھا؟ ایک دن دوران خطبہ یہ حدیث بیان کرنے کے ساتھ ہی ذہن میں اس اشکال کا جواب آ گیا کہ آپ ﷺ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا کانوں کو انگلیوں سے بند کر لینا بطور احتیاط تھا اور ساتھی کو کان بند کرنے کا حکم نہ دینا بطور تعلیم تھا کہ بحالت اضطراری اگر کان میں آواز پڑ جائے تو سننے والا گنہگار نہیں۔ ہاں اگر بازار میں جاتے ہوئے کان میں آواز پڑی اور اس نے اشتیاق سے کان لگا کر سنی تو وہ مجرم ہے۔ بعض سامعین کا سوال تھا کہ راہ چلتے اگر کان میں میوزک کی آواز پڑے تو کیا کریں؟ اس پر ذہن میں یہ حدیث آئی اور یہ جواب ابھرا اور جب عون المعبود دیکھی تو یہی جواب محدثین نے دیا تھا۔ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانِیْ لِهٰذَا))

حضرت ابوامامہ کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ ساز باجوں کو توڑنے کے لیے بھی آپ ﷺ تشریف لائے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ تعلیم ملی کہ ساز کی آواز سے مسلمان کو

(1) عون المعبود شرح حديث مذكور۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے کانوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔

ان دو احادیث کے علاوہ پہلے راگ کی برائی میں تین احادیث گزر چکی ہیں۔ ایک حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری، زوائد ابن حبان اور ابن ماجہ کے حوالے سے گزری ہے، جس میں شراب پینے اور ساز کی آواز سننے والوں کے زمین میں دھنسائے جانے کا ذکر ہے۔ دوسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت بحوالہ ترمذی جس میں امت کی پندرہ برائیوں کا ذکر ہے۔ تیرہویں برائی گلوکارائیں اور چودہویں برائی ساز باجے، ان کا انجام آپ نے دھنسایا جانا، شکلوں کا بگڑ جانا اور سرخ ہواؤں کے طوفان فرمایا اور تیسری وہ حدیث جو راگ کی برائی میں نویں حدیث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نغمہ سرائی کے وقت ساز کی دھنوں کو ملعون فرمایا۔ اس طرح ساز کی برائی میں پانچ احادیث بیان کی جا چکی ہیں۔

چھٹی حدیث...... باجے شراب کی طرح حرام ہیں:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ قَالَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قَالَ سُفْيَانُ فَسَأَلْتُ عَلِيَّ ابْنَ بَذِيْمَةَ عَنِ الْكُوْبَةِ قَالَ الطَّبْلُ)) ①

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلاشبہ اللہ نے شراب، جوا اور ڈھولک حرام فرمائے ہیں اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ سفیان نے کہا، میں نے (اپنے استاد) علی بن بذیمہ سے پوچھا کہ کوبہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا، طبل (ڈھولک) کو کہتے ہیں۔“

اسی مضمون کی ایک دوسری حدیث ہے، جس کے الفاظ میں ایک اور ساز کا ذکر ہے۔ حدیث یوں ہے:

((عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ رَبِّي

① ”صحیح“ مسند احمد: ۱/۲۷۴، ح: ۲۴۷۶ ـ سنن ابی داؤد، کتاب الاشربة باب فی الاوعیة: ۳۶۹۶ـ الصحیحة للالبانی: ۱۸۰۶، ۲۴۲۵ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ وَالْكُوبَةَ وَالْقِنِّيْنَ)) ①

''حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یقیناً میرے رب تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر شراب، ڈھولک اور طنبورہ حرام فرما دیے۔''

قِنِّیْن کا معنی ''نہایہ'' میں الطنبور کیا گیا ہے اور یہی معنی مجد الدین فیروز آبادی نے کیا ہے۔ امام ابن القیم اس لفظ کا یہ معنی امام لغت عربی ابن اعرابی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ②
طنبورہ جسے پنجاب میں تونبہ کہا جاتا ہے، ستار کی ایک قسم ہے، جس کا ایک ہی تار ہوتا ہے۔

آلاتِ طرب کا بیوپار:

شریعت اسلامی میں جس چیز کا استعمال حرام ہے اس کے ذریعہ حصول مال بھی حرام ہے۔ شراب پینا حرام ہے تو اس کا ہر طرح سے دھندا بھی حرام ہے۔ جوا کھیلنا حرام ہے تو جوا کھیلنے کے تمام آلات کی تجارت بھی حرام ہے۔ ایسے ہی ساز بجانا اور سننا حرام ہے تو باجے بنانا اور بیوپار کرنا بھی حرام ہے۔ پہلے جو حدیث ''ساز بتوں جیسے برے ہیں'' کے عنوان کے نیچے گزری ہے اس کے آخر میں ہے:

((وَلَا يَحِلُّ بَيْعُهُنَّ وَلَا شِرَاءُ هُنَّ وَلَا تَعْلِيمُهُنَّ وَلَا تِجَارَةٌ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ يَعْنِي الضَّارِبَاتِ)) ③

''اور انہیں بیچنا حلال ہے نہ خریدنا، نہ انہیں (ساز بجانے اور گانا گانے کا) فن سکھانا درست ہے اور نہ ہی ان کا بیوپار جائز ہے اور ان کی قیمت حرام ہے۔ یعنی ساز بجانے والیوں کی۔''

---

① ''صحیح'' مسند احمد: ۴۲۲/۳، ح: ۱۵۴۸۱۔ الصحیحة للألبانی: ۱۷۰۸۔ صحیح ابی داؤد: ۳۱۳۳۔
② الاغاثة اللهفان: ۲۷۹/۱۔
③ ''ضعیف'' مسند احمد: ۲۶۸/۵ ح ۲۲۳۰۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عورتوں کا یہی جرم ہے کہ وہ ساز ندائیں ہیں، اس لیے ساز بھی برے اور ان کا بیوپار بھی حرام۔

ساز باجے توڑ دینے چاہئیں:

اوپر حدیث گزری کہ بت اور باجے توڑنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کا فریضہ مقرر فرمایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع حدیث آئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ساز باجے توڑنے کو بھیجا گیا ہے۔[1] گو اس میں ایک ضعیف راوی ہے تاہم بخاری و مسلم کی بتوں کو توڑ دینے والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے یمن کا بت خانہ ذوالخلصہ صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ:

''جو تصویر (جاندار مخلوق کی) دیکھو اسے مٹا دو اور جو قبر مقدار سے اونچی پاؤ اسے بالشت کے برابر کردو۔''[3]

قرآن حکیم میں جوئے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جوا کھیلنے کے آلات مثلاً شطرنج وغیرہ توڑ دیا کرتے تھے۔[4] اس لیے کہ بتوں کی قرآن حکیم میں برائی ہے اور آپ ﷺ نے بت توڑے اور تڑوائے۔ یہ احادیث مسند احمد کی حدیث کی تائید کرتی اور اس کے ضعف کا ازالہ کرتی ہیں۔[5]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن بتوں کو لکڑی کی ٹھوکر سے گرا دیا تھا، کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

① تلبیس: ۲۳۳۔

② بخاری، کتاب الجهاد، باب حرق الدور والنخیل۔ نیز ابو داؤد، ترمذی وغیرہ۔

③ مسلم: ۳۱۲/۱ ۔ ابو داؤد مع عون المعبود: ۲۰۷/۳۔

④ طبقات ابن سعد: ۱٦٤/٤۔

⑤ نوٹ: فاضل مصنف کا مذکورہ طریقے سے ضعیف حدیث کو صحیح یا قابل احتجاج قرار دینے کی تائید اصول حدیث سے نہیں ہوتی، دیکھیے تدریب الراوی اور دیگر کتب اصول حدیث۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قَالَ الطَّبَرِيُّ : فِي حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُودٍ جَوَازُ كَسْرِ آلَاتِ الْبَاطِلِ وَ مَا لَا يَصْلُحُ اِلَّا فِي الْمَعْصِيَةِ)[1]

''امام طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ باطل کاموں کے ہر قسم کے آلات جن کا گناہ کے سوا کوئی مصرف نہیں، توڑ دینے چاہئیں۔''

اور امام طبری رحمہ اللہ کے اس استدلال کو امام بخاری کا یہ اجتہاد تقویت دیتا ہے جو انہوں نے اسی حدیث پر باندھا ہے کہ شراب کے مٹکے توڑ دینے اور مشکیزے جلا دینے چاہئیں۔[2]

اور امام بخاری رحمہ اللہ اپنے اس اجتہاد کی تائید میں قاضی شریح بن حارث، جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا جج مقرر کیا تھا، کا یہ فیصلہ بھی درج کرتے ہیں:

(وَاُتِيَ شُرَيْحٌ فِي طَنْبُوْرٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيْهِ بِشَيْءٍ)

''امام شریح کے پاس مقدمہ آیا کہ کسی نے کسی کا طنبورہ توڑ دیا تھا تو امام شریح نے توڑنے والے کو کچھ نہ کہا (کیونکہ اس نے اچھا کام کیا تھا)۔''

اور ترمذی میں ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے زیر کفالت یتیموں کے سرمایہ سے شراب خریدی تھی یعنی شراب کا حکم نازل ہونے سے پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شراب گرا دو اور جن مٹکوں میں وہ بھری ہوئی ہے انہیں توڑ دو۔''[3]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شراب گرا دینے کے حکم پر کفایت نہیں فرمائی بلکہ ان مٹکوں کو توڑ دینے کا حکم صادر فرمایا جن کا شراب محفوظ رکھنے کے سوا کوئی مصرف نہ تھا۔

اور مسند احمد[4] میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھری لے کر گئے اور مدینہ منورہ کے بازار میں وہ

---

① فتح الباری: ۶/۴۷۔
② بخاری، کتاب المظالم، باب هل تكسر ...... الخ۔
③ حسنه الألبانی۔ جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر والنهی عن ذلك: ۱۲۹۳۔
④ حسن لغیرہ "مسند احمد: ۲/۱۳۲، ۱۳۳، ح ۶۱۶۵، ۵۳۹۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکیزے جن میں شراب بھری جاتی تھی، چھری سے پھاڑ ڈالے اور باقی ماندہ کو پھاڑ دینے کا حکم دے کر آپ ﷺ واپس آ گئے۔ یہ مشکیزے شام سے منگوائے گئے تھے، غالباً یہودیوں نے منگوائے تھے۔ کیونکہ شراب حرام ہونے اور شراب کے مخصوص برتنوں کو توڑ دینے کا حکم صادر ہونے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم قطعاً آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کر سکتے تھے۔

یہ تمام احادیث و آثار مسند احمد کی اس حدیث کی جن میں ساز باجوں کے توڑ دینے کا ذکر ہے اور سازندوں کی تعلیم و تربیت اور خرید و فروخت کے حرام ہونے کا حکم ہے، تائید کرتے ہیں اور باوجود سند کے ضعیف ہونے کے اس کے متن کے قوی ہونے کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔

نیز ساز سننے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والی احادیث، جو ہم نیچے درج کر رہے ہیں، بھی اس ضعیف حدیث کے مضمون کے صحیح ہونے کی گواہی دے رہی ہیں کیونکہ ان احادیث میں راگ، شراب اور ساز تینوں کو موجب عذاب فرمایا گیا ہے اور یہ احادیث سند و متن دونوں لحاظ سے بالکل صحیح ہیں۔ اس کے علاوہ آگے احادیث آ رہی ہیں کہ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ساز کو توڑ اور کاٹ کر پھینک دیا۔[1]

ساتویں حدیث ...... ساز کے رسیاؤں کو انتباہ:

جن لوگوں نے اوڑھ تو رکھا ہے مسلمانی کا لبادہ ...... لیکن ہیں وہ میوزک کے دلدادہ ......
اور ہر وقت ساز سے سمع نوازی پر آمادہ ...... انہیں معلوم ہے کہ کیا فرماتے ہیں اللہ کے فرستادہ ﷺ! آپ ﷺ فرما گئے ہیں کہ ان مسلمانوں کا یہ جادہ موجب عذاب الٰہی مثل بادہ ہے اور ہر آن تباہی و بربادی مول لینے کا ارادہ:

((عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ اَوْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِیْ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَیَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَ لَیَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰی جَنْبِ عَلَمٍ یَرُوْحُ عَلَیْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ یَاْتِیْهِمْ لِحَاجَةٍ فَیَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَیْنَا غَدًا فَیُبَیِّتُهُمُ اللّٰهُ وَیَضَعُ الْعَلَمَ

[1] حدیث نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَیَمْسَخُ اٰخَرِیْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِیْرَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) ①

''حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں ایسے ہوں گے جو بدکاری، ریشم، شراب اور ساز باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ (اس طرح کے) کچھ لوگ ایک پہاڑ کے دامن میں فروکش ہوں گے، شام کے وقت ان کے چرواہے چوپایوں کو وہیں لے کر لوٹیں گے۔ ان کے پاس ضرورت مند اپنی ضرورت سے آئے گا تو وہ کہیں گے کہ کل آنا لیکن بوقت شب ان پر عذاب الٰہی نازل ہوگا کہ اللہ ان پر پہاڑ گرا دے گا (جو انہیں کچل ڈالے گا) اور کچھ لوگوں کو وہ قیامت کے دن تک ان کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا ڈالے گا۔''

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زنا، شراب، ریشم پہننے (مسلمان مرد کے لیے سونا اور ریشم پہننا حرام ہے عورت پہن سکتی ہے) اور ساز باجوں سے مسرور ہونے والے اور صرف مسرور ہی نہیں بلکہ انہیں جائز اور حلال سمجھنے والے لوگ مزے سے شب و روز گزار رہے ہوں گے، ان کے کارندے اور ملازمین ان کی خدمت انجام دے رہے ہوں گے، ان کی بداعمالیوں کی سزا، ان کے سر پر منڈلا رہی ہوگی۔ مگر انہیں اس کا ذرہ برابر احساس نہ ہوگا اور عیش کوشیوں میں اس قدر مگن اور غفلت میں اس طور پر ڈوبے ہوئے ہوں گے کہ لین دین کے منصوبے بنا کر بستروں پر محو استراحت ہوں گے کہ عرش سے انہیں کچل دینے اور بعض کی شکلیں مسخ کر دینے کا حکم نازل ہوگا۔

آٹھویں حدیث......ہوا کا عذاب:

اوپر بخاری کی جو اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث گزری، یہ ساز باجوں کی مذمت میں ساتویں حدیث تھی۔ اس میں دو طرح کے عذاب کا ذکر ہے۔ اس آٹھویں حدیث میں تیسری قسم کے عذاب کا ذکر ہے:

((عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تَبِیْتُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی اَکْلٍ

① صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه: ٥٥٩٠۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّشُرْبٍ وَّ لَهْوٍ وَّ لَعِبٍ ثُمَّ يُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ فَيُبْعَثُ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَائِهِمْ رِيْحٌ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نَسَفَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ بِاسْتِحْلَالِهِمُ الْخُمُوْرَ وَضَرْبِهِمْ بِالدُّفُوْفِ وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ)) ①

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ (حرام) کھانے پینے اور (حرام) کھیل کود میں مصروف رہ کر رات گزارے گا اور صبح کے وقت انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا اور ان میں سے کچھ لوگوں پر تند و تیز ہوا بھیجی جائے گی جو انہیں اس طرح اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخے گی جس طرح ان سے پہلے گزرنے والوں کو اس نے پٹخا۔ ان کا جرم یہ ہوگا کہ انہوں نے شراب پی، ساز بجائے اور گلوکارائیں رکھ لیں۔''

دف بجانا صرف شادی بیاہ اور عید کے موقع پر جائز ہے جبکہ نابالغ بچیاں بجائیں۔ اس حدیث نے ترمذی کی اس ضعیف حدیث کی تائید کر دی جو چوتھی تدبیر میں راگ کی برائی کے سلسلہ میں تیسری حدیث ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں بھی ہوا کے عذاب کا ذکر ہے اور اس میں بھی۔ اور پہلی حدیث کی بھی تائید کر دی جس میں مدینہ کے ایک ہیجڑے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈانٹنے اور دف بجا کر پاکیزہ شعر گا کر روزی کمانے سے روکنے کا ذکر ہے۔

نویں حدیث...... زمین میں دھنسا دینے اور پتھروں کی بارش کا عذاب:

امام ابن ابی الدنیا (۲۰۸ھ۔۲۸۲ھ) جلیل المرتبت محدث گزرے ہیں۔ وہ ایک حدیث لائے ہیں:

((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ خَسْفٌ وَّ قَذْفٌ وَّمَسْخٌ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَتٰى؟ قَالَ:

① اس میں فرقد السبخی ضعیف ھے۔ جملہ: "فيبعث على ...... من كان قبلهم" کے سوا باقی جملوں کے لیے شواھد ھیں جن کی بنا پر وہ "حسن لغیرہ" ھیں جبکہ مذکورہ جملہ ضعیف ھے۔ الصحيحة للألباني : ٩٠، ٩١، ١٦٠٤۔ تحريم آلات الطرب للألباني : ٦٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ وَالْقِينَاتُ وَاسْتُحِلَّتِ الْخَمْرَةُ)) ①

''حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کے کچھ لوگوں کو (زمین میں) دھنسایا جائے گا، بعض پر سنگباری اور بعض کی صورتیں مسخ کر دی جائیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کب؟ فرمایا: ''جب ساز باجے اور گلوکارائیں عام ہو گئے اور شراب (نام بدل کر) حلال کر لی جائے گی۔''

دسویں حدیث ...... مندرجہ بالا حدیث کی تفصیل:

قرآن حکیم کی طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بعض جگہ بات مجمل ہوتی ہے اور دوسری جگہ اس اجمال کی تفصیل وارد ہوتی ہے۔ درج ذیل حدیث اوپر مندرجہ بالا حدیث کے اجمال کی تفصیل ہے:

((عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَبِيْتُ قَوْمٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى طُعْمٍ وَّ شُرْبٍ وَّ لَهْوٍ، فَيُصْبِحُوْنَ وَ قَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ [وَلَيُصِيْبَنَّهُمْ خَسْفٌ وَّ قَذْفٌ حَتّٰى يُصْبِحَ النَّاسُ فَيَقُوْلُوْنَ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِبَنِيْ فُلَانٍ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ فُلَانٍ وَلَيُرْسَلَنَّ عَلَيْهِمْ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ كَمَا اُرْسِلَتْ عَلٰى قَوْمِ لُوْطٍ، عَلٰى قَبَائِلَ فِيْهَا وَعَلٰى دُوْرٍ فِيْهَا، وَ لَيُرْسَلَنَّ عَلَيْهِمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ الَّتِيْ اَهْلَكَتْ عَادًا] بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ وَاَكْلِهِمُ الرِّبَا وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ وَ قَطِيْعَتِهِمُ الرَّحِمَ)) ②

① ''حسن'' حدیث کی سند ضعیف ہے، اس میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہے لیکن حدیث شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ الصحیحۃ للألبانی: ۱۶۰۴ ـ اغاثۃ اللھفان: ۲۲۶/۱ ـ امام ابن قیمؒ نے سند بھی ذکر کی ہے۔

② اس میں بھی فرقد السبخی ضعیف راوی ہے اور وہ جملے جن کے ساتھ وہ متفرد ہے اور وہ ضعیف ہیں، وہ بریکٹ کے اندر دیے گئے جملے ہیں اس کے علاوہ جملوں کے لیے شواہد ہیں جن کی بنا پر وہ حسن لغیرہ ہیں۔ المستدرك للحاکم: ۵۱۵/۴ والبیھقی فی شعب الایمان: ۱۶/۵، ح: ۵۳۱۴ دیکھیے تحریم آلات الطرب للألبانی: ۶۷ ـ الصحیحۃ: ۱۶۰۴ ـ رواہ ابن ابی الدنیا ـ اغاثۃ اللھفان: ۲۲۷/۱، ۲۲۸ ـ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس امت کے کچھ لوگ کھاپی اور کھیل کود کے بعد آرام سے سو جائیں گے، صبح ہوگی تو ان کی شکلیں مسخ کر کے انہیں بندر، خنزیر بنا دیا جائے گا۔ بعض کو دھنسا اور بعض کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ صبح ہر سو چرچا ہوگا، کوئی کہے گا کہ آج رات فلاں شخص کا گھر زمین میں دھنس گیا، کوئی پورے قبیلہ کے دھنس جانے کی خبر دے گا اور آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی جس طرح کہ قوم لوط علیہ السلام پر ہوئی تھی یعنی بعض گھروں اور بعض قبیلوں پر اور بعض کو اس بانجھ ہوا کے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا جس ہوا نے قوم عاد کو تہس نہس کیا۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے شراب پی، سودی کاروبار کرتے رہے، ساز و آواز کے رسیا تھے اور رشتہ داری کا دھیان نہ رکھتے تھے۔''

گیارہویں حدیث...... صوم وصلاۃ بھی اس عذاب کو نہ ٹالیں گے:

یہ حدیث بھی ابن ابی الدنیا کی ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُمْسَخُ قَوْمٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَّ خَنَازِیْرَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَ لَیْسَ یَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ بَلٰی وَ یَصُوْمُوْنَ، وَ یُصَلُّوْنَ، وَ یَحُجُّوْنَ قِیْلَ فَمَا بَالُهُمْ؟ قَالَ اتَّخَذُوا الْمَعَازِفَ وَ الدُّفُوْفَ وَ الْقَیْنَاتِ فَبَاتُوْا عَلٰی شُرْبِهِمْ وَ لَهْوِهِمْ فَاَصْبَحُوْا وَ قَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَّ خَنَازِیْرَ)) ①

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''آخری زمانہ میں اس امت کے کچھ لوگوں کی شکلیں بگاڑ کر بندروں اور خنزیروں جیسی بنا دی جائیں گی۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا، وہ یہ شہادت نہیں دیتے ہوں

① ''ضعیف'' اس میں ایک راوی سلیمان بن سالم ابوداؤد الحرانی منکر الحدیث ہے اور ایک راوی مجہول ہے، دیکھیے میزان الاعتدال: ۲/۲۰٦، ۲۰۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ فرمایا: "کیوں نہیں، بلکہ وہ نماز، روزہ، حج کے پابند ہوں گے۔" صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! پھر یہ عذاب کیوں؟ فرمایا: "وہ ہر طرح کے میوزک کے شوقین ہوں گے۔ چنانچہ وہ کھانے، پینے اور میوزک سننے سے فارغ ہو کر سوئے ہوں گے، جب صبح ہو گی تو ان کی شکلیں بگڑ جائیں گی اور وہ بندر، خنزیر بن چکے ہوں گے۔"

وہ لوگ جنہوں نے صوم و صلاۃ کی بجا آوری بھی اختیار کر رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس طرح کی گرفت سے بے خوف ہونے کی دلاوری بھی۔ زکوۃ و خیرات میں رسم صدیقی و عثمانی بھی وہ اپناتے ہیں اور میوزک کا دلدادہ ہونے میں ابوجہل والا شیوۂ کافری بھی۔ حج و عمرہ کر کے سنت ابراہیمی بھی عمل میں لاتے ہیں اور حبِ صنم والا اسوۂ آزری بھی۔ دل میں قرب الٰہی کی موسوی تمنا بھی لیے بیٹھے ہیں اور غضب خداوندی مول لینے والی روش سامری بھی۔ انہیں پدر بتول بندۂ مقبول اللہ کے رسول ﷺ کا یہ انتباہ ہر گاہ زیر نگاہ رکھنا چاہیے۔

بدعمل علماء:

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ ایک زاہد و عابد تابعی گزرے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

((وَ قَالَ مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ : بَلَغَنِي أَنَّ رِيحًا تَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَ ظُلَمٌ فَيَفْزَعُ النَّاسُ إِلَى عُلَمَاءِ هِمْ فَيَجِدُونَهُمْ قَدْ مُسِخُوا)) [1]

"مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا، میں نے سنا ہے کہ آخری زمانے میں تند ہوا چلے گی اور تاریکیاں چھا جائیں گی۔ لوگ بھاگ کر اپنے علماء کے پاس پہنچیں گے (کہ کیا کیا جائے) تو وہ دیکھیں گے کہ علماء کی صورتیں بھی بگڑ چکی ہوں گی۔"

امام مالک بن دینار کے اس قول کو سمجھنے کے لیے راگ کی برائی میں نویں حدیث کے تحت ایک عنوان گزرا ہے کہ "ملعون سے نفرت نہ کرنے والا بھی ملعون ہے" وہ پڑھ لیجیے، اس قول کی صداقت واضح ہو جائے گی۔ آج تو اکثر و بیشتر علماء نے بھی اپنے گھروں میں موجودہ روش کے

① اغاثة اللهفان : ۱/۲۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق ٹی وی اور وی سی آر رکھے ہیں۔ اللہ سبحانہ میری اور میرے علماء ساتھیوں کی اصلاح فرمائے۔

دلوں سے خوف جاتا رہے گا:

جب تک دل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف رہتا ہے، انسان یا تو گناہ سے دور رہتا ہے اور اگر بتقاضائے بشریت گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار کرتا ہے۔ لیکن جب دل سے خوف جاتا رہے تو وہ گناہ کرنے میں دلیر ہو جاتا ہے اور دیکھا دیکھی لوگوں میں دلیری بڑھتی جاتی ہے اور یہ بڑی خوفناک چیز ہے۔ کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کا زبردست اندیشہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(وَ قَالَ اَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمْشِي الرَّجُلَانِ اِلَى الْاَمْرِ يَعْمَلَانِهِ فَيُمْسَخُ اَحَدُهُمَا قِرَدًا اَوْ خِنْزِيْرًا فَلَا يَمْنَعُ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا مَا رَاٰى بِصَاحِبِهِ اَنْ يَمْضِيَ اِلٰى شَاْنِهِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْضِيَ شَهْوَتَهُ) ①

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک یہ صورت حال پیش نہ آئے کہ دو مرد اپنی (بری) خواہش پوری کرنے جا رہے ہوں گے کہ ان میں سے ایک کو بندر یا خنزیر بنا دیا جائے گا۔ دوسرا مرد یہ دیکھ کر بھی اپنی بری خواہش سے باز نہیں آئے گا بلکہ وہ (غلط جگہ پہنچ کر) اپنی چاہت کی تکمیل کرے گا۔“

بارہویں حدیث...... زلزلے آئیں گے:

ساز و آواز سے باز نہ آنے بلکہ اس برے کار و پرواز پر ناز کرنے والوں کو مذکورہ بالا عذابوں کے علاوہ ایک اور عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ ابن ابی الدنیا نے کہا:

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ رَجُلٌ

---

① اغاثة اللهفان : ۲۳۰/۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعَهٗ، فَقَالَ لَهَا الرَّجُلُ يَا اُمَّ الْمُوْمِنِيْنَ حَدِّثِيْنَا عَنِ الزَّلْزَلَةِ فَقَالَتْ: اِذَا اسْتَبَاحُوا الزِّنٰی وَشَرِبُوا الْخَمْرَ وَضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ غَارَ اللّٰهُ فِيْ سَمَائِهٖ فَقَالَ: تَزَلْزَلِیْ بِهِمْ فَاِنْ تَابُوْا وَفَزِعُوْا وَاِلَّا هَدَمْتُهَا عَلَيْهِمْ قَالَ قُلْتُ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَ عَذَابٌ لَّهُمْ؟ قَالَتْ: بَلْ مَوْعِظَةٌ وَّرَحْمَةٌ وَّبَرَكَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَنَكَالٌ وَّعَذَابٌ وَّسَخَطٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ قَالَ اَنَسٌ: مَا سَمِعْتُ حَدِيْثًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَشَدُّ بِهٖ فَرْحًا مِنِّیْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ)) ①

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ اس شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے ام المومنین! ہمیں زلزلے کے بارے میں بتایئے؟ فرمایا، جب لوگ زنا کو اچھا سمجھنے لگیں گے، شراب پینے لگیں گے، باجے بجانے لگیں گے، اس وقت اللہ کو آسمانوں پر غیرت آئے گی تو وہ (زمین کو) حکم دے گا کہ جنبش کرے، اگر تو انہوں نے توبہ کر لی اور ڈر گئے تو ٹھیک ورنہ ان پر آسمان (سے پتھر) گراؤں گا۔ وہ بولا، اے ام المومنین! یہ عذاب ہوگا؟ فرمایا، مومنوں کے لیے موعظت، رحمت اور برکت ہوگا اور کافروں کے لیے اللہ کی ناراضی اور عذاب ہوگا۔ حضرت انس بولے، جناب رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد مجھے کوئی حدیث سن کر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی یہ حدیث سن کر ہوئی۔''

میوزک کی تان شیطانی اعلان ہے:

نماز کا وقت ہونے پر اذان دی جاتی ہے، کاروبار کے لیے اشتہار دیا جاتا ہے یا کوئی اور کام ہو، اسے مشہور کرنے کے لیے اور لوگوں کی توجہ اس طرف کرنے کے لیے اشتہار بازی کی جاتی ہے۔ شیطان بھی اپنا دھندا چمکانے اور عوام کو اپنے قریب لانے کے لیے اعلانات کرتا ہے

① ''ضعیف'' اغاثۃ اللھفان: ۱/۲۲۸، ۲۲۹ ۔ لسان المیزان: ۱۰۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمام قسم کے ساز باجوں کی آوازیں شیطانی اعلانات ہیں، منتخب کنز العمال میں ہے:

((عَنْ اَبِی الْمَلِیحِ عَنْ اَبِیهِ اَنَّ اِبْلِیسَ لَمَّا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ قَالَ یَا رَبِّ اَنْزَلْتَنِیْ اِلَی الْاَرْضِ وَ جَعَلْتَنِیْ رَجِیمًا فَاجْعَلْ لِیْ بَیْتًا قَالَ الْحَمَّامُ قَالَ فَاجْعَلْ لِیْ مَجْلِسًا قَالَ الْاَسْوَاقُ وَ مَجَامِعُ الطُّرُقِ قَالَ فَاجْعَلْ لِیْ طَعَامًا قَالَ مَا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ قَالَ اجْعَلْ لِیْ شَرَابًا قَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ قَالَ اجْعَلْ لِیْ مُؤَذِّنًا قَالَ الْمِزْمَارُ قَالَ اجْعَلْ لِیْ قُرْآنًا قَالَ الشِّعْرُ قَالَ اجْعَلْ لِیْ کِتَابًا قَالَ الْوَشْمُ قَالَ اجْعَلْ لِیْ حَدِیثًا قَالَ الْکَذِبُ قَالَ اجْعَلْ لِیْ رَسُوْلًا قَالَ الْکُهَّانَةُ قَالَ اجْعَلْ لِیْ مُصَاعِدًا قَالَ النِّسَآءُ))[1]

"ابو ملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب شیطان زمین پر اترا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، اے میرے رب! تو نے مجھے زمین پر اتار دیا اور مجھے مردود ٹھہرایا، میرا کوئی گھر مقرر کر؟ فرمایا، غسل خانہ۔ بولا، میرے بیٹھنے کی جگہ کون سی ہو گی؟ فرمایا، بازار اور چوک۔ کہنے لگا، میرا کھانا؟ فرمایا، ہر وہ کھانا جسے کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ بولا، اور میرے پینے کی چیز کیا ہوگی؟ فرمایا، ہر نشہ آور چیز۔ کہنے لگا، اور میرا ڈھنڈورچی (اعلان کرنے والا) کون ہو گا؟ فرمایا، باجے۔ بولا میری تلاوت مقرر فرما؟ فرمایا (برے) شعر۔ شیطان نے کہا، میری تحریر کیا ہوگی؟ فرمایا، انسانی جسم میں گود کر اس میں سرمہ بھرنا۔ بولا، میری باتیں؟ فرمایا، جھوٹ۔ اور کہا، میرا پیغام رساں کون ہو گا؟ فرمایا، نجومی۔ اور کہا، میرا جال کون سا ہو گا؟ فرمایا، عورتیں۔"

تیرہویں حدیث...... چوپایوں کے گلے کی گھنٹیاں بھی ساز ہے:

مسلمان اپنے اونٹوں، بکریوں اور گایوں، بیلوں کے گلے میں کسی دھات کی گھنٹیاں لٹکا

[1] حاشیہ مسند احمد: ۱۲۴۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں اوران کی سریلی آوازوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ رسالت مآب ﷺ نے انہیں شیطانی ساز فرمایا ہے۔ آج کل کلاک اور کار کی میوزک والی گھنٹی بھی اس میں شامل ہے۔ مسلم کی حدیث ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ)) ①

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھنٹیاں شیطانی ساز ہے۔“

چودھویں حدیث...... جھانجن بھی ساز ہے:

ایک پاؤں میں پہننے کا زیور جھانجن ہے جسے پنجابی زبان میں جھانجر بولتے ہیں۔ یہ زیور چوپایوں کے علاوہ عورتیں بھی پہنتی ہیں۔ گھنگرو بھی اسی میں شامل ہیں۔ یہ بھی شیطانی ساز ہے۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا اِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ اِلَّا اَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ)) ②

”عبدالرحمان بن حیان انصاری کی لونڈی کہتی ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی لائی گئی، اس کے پاؤں میں جھانجنیں تھیں جو بج رہی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، جب تک کہ اس کی جھانجنیں کاٹ نہ دو اسے میرے پاس نہ لانا اور فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس گھر میں جھانجن ہو وہاں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔“

① صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس في السفر: ٥٥٤٨۔ ابوداؤد، كتاب الجهاد، باب في تعليق الاجراس: ٢٥٥٦۔

② سنن أبي داؤد، كتاب الخاتم، باب ماجاء في الجلاجل: ٤٢٣١۔ ”حسن“ صحيح ابي داؤد للألباني: ٣٥٦٠۔ صحيح النسائي: ٤٨١٨۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پندرہویں حدیث...... جہاں ساز بجے وہاں شیطان ہوتا ہے:

اس گھر میں جہاں وہ کام ہو جس پر اللہ تعالیٰ ناراض اور شیطان خوش ہے، رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور ساز کی آواز تو شیطان کی منادی ہے، شیطان وہاں لازماً موجود رہتا ہے جہاں یہ آواز ہو۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَّهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِيْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا)) ①

''عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہماری ایک لونڈی ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی ایک بیٹی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر گئی۔ لڑکی کے پاؤں میں جھانجنیں تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ کر پھینک دیا اور کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''ہر گھنٹی (جھانجن، گھنگرو) کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔''

سولہویں حدیث...... جہاں ساز بج رہا ہو وہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم:

جب جناب رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ نے ایک فریضہ یہ بھی مقرر فرمایا تھا کہ آپ ﷺ ساز باجوں کو توڑ ڈالیں تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آلاتِ موسیقی پر سخت ناراض ہے اور جب وہ ان آلات سے ناخوش ہے تو جہاں یہ بجائے جائیں وہاں اس کی رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے؟ حدیث میں آیا ہے:

((اِنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جُلْجُلٌ وَ لَا جَرَسٌ وَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا جَرَسٌ)) ②

① ''ضعیف'' سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الجلاجل: ۴۲۳۰۔ ضعیف أبی داؤد: ۹۰۹۔ المشکوۃ: ۴۳۹۸۔ ضعیف الجامع: ۱۹۸۰۔

② ''حسن'' سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب الجلاجل: ۵۲۲۴۔ صحیح النسائی: ۴۸۱۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا، جس گھر میں گھنٹی یا جھانجن ہو اس گھر میں (اللہ کی رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے اور نہ اس قافلے کے ساتھ وہ فرشتے ہوتے ہیں جس قافلے میں (کسی جانور کے گلے یا پاؤں میں) جھانجن یا گھنٹی ہو۔''

سترہویں حدیث...... بدر میں نزول ملائکہ میں حائل رکاوٹ کیسے دور ہوئی:

جب جناب رسول اللہ ﷺ میدان بدر میں مشرکین مکہ کا مقابلہ کرنے کے لیے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ اس وقت کی بات ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِالْاَجْرَاسِ أَنْ تُقْطَعَ مِنْ أَعْنَاقِ الْاِبِلِ يَوْمَ بَدْرٍ))[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن اونٹوں کے گلوں سے گھنٹیاں کاٹ پھینکنے کا حکم دیا۔''

بخاری شریف[2] میں ہے کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنے کا وعدہ تھا لیکن وہ نہیں آئے۔ پھر ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس گھر میں ہم (رحمت کے فرشتے) نہیں آتے۔ الاسباب والتعریف میں رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا کہ اندر تشریف لایئے۔ وہ اس کے باوجود اندر نہ آئے تو آپ ﷺ دروازے پر گئے اور فرمایا کہ اندر تشریف لائیں، میں نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ ''اندر کتے کا بچہ ہے اور جس گھر میں کتا یا تصویر ہو ہم وہاں نہیں آتے۔''

---

① مسند احمد : ۱۵۰/۶، ح : ۲۵۱۶۶ ۔ اسنادہ صحیح۔یہ حدیث بالکل صحیح ھے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے "البدایہ والنھایہ (۳: ۲۶۱)" میں اسے بخاری و مسلم کی شرائط پر پورا بتایا ھے۔ پھر نسائی اور ترمذی کے حوالے سے اسکی دوسری سندیں بھی لکھی ھیں۔

② بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الانبیاء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث کے پیش نظر قیاس بتاتا ہے کہ بدر کے موقع پر اونٹوں کے گلے کی گھنٹیاں فرشتوں کے لشکر میں آنے سے رکاوٹ تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو کاٹ دینے کا حکم دیا جیسا کہ کتوں کو مار دینے کا حکم دیا تھا کہ آئندہ کوئی کتا بے خبری میں اندر نہ آ جائے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اندر آنے میں رکاوٹ نہ بنے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مدینہ کے تمام کتے مار ڈالے اور جیسے اس موقع پر جبرائیل علیہ السلام نے حقیقت بتائی تھی، بدر کے موقع پر بھی اسی طرح وحی آئی ہوگی جس پر آپ ﷺ نے گھنٹیاں کاٹنے کا حکم دیا۔

ان احادیث کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسولوں کے سردار ﷺ کے لشکر میں جو کفار سے جہاد لڑنے گیا ہے اگر ساز ہو تو وہاں فرشتے نہیں آئے جب تک کہ ساز کو ختم نہیں کر دیا گیا تو پھر ہمارے جیسے گناہ گاروں کے گھروں میں ساز کے ہوتے ہوئے جو کہ ٹی وی۔ وی سی آر وغیرہ کی شکل میں ہے، رحمت کے فرشتے کیسے آئیں گے؟ جو لوگ اپنے گھروں میں "God Bless Our Home" کی تختیاں لٹکاتے ہیں، انہیں اور جو لوگ اللہ کی رحمت کی دعا مانگتے ہیں ان سب کو احادیث پر غور کرنا ہوگا۔

مجوزین کی ایک بے وزن دلیل کا تجزیہ:

حق گو اور راست باز ہمیشہ دلائل پیش کرتا ہے اور ان اوصاف سے محروم شخص ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق راست باز کی بیسیوں دلیلوں کے جواب میں ایک آدھ دلیل پیش کرتا ہے اور وہ بھی ایسی کہ اسے دلیل کہنا دلیل کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہو۔ لیکن بہر کیف اس پر نقد و نظر ضروری ہوتا ہے تاکہ حقیقت حال سامنے آ جائے۔ حدیث ہے:

((اِنَّ امْرَأَةً اَتَتِ النَّبِيَّ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلٰى رَأْسِكَ بِالدَّفِّ قَالَ اَوْفِيْ بِنَذْرِكِ))[1]

"ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بولی، اے اللہ کے رسول ﷺ!

[1] ابو داؤد، کتاب الایمان والنذور، باب ما یؤمر بہ من وفاء النذر: ٣٣١٢۔ "حسن صحیح" صحیح ابی داؤد: ٢٨٣٣، ارواء الغلیل: ٤٥٨٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے یہ نذر مانی تھی کہ آپ کے سر پر کھڑی ہو کر دف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو۔"

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کی سند کمزور ہے۔ ابو داؤد کی سند میں حارث بن عبید ابو قدامہ ہے جسے محدثین نے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ ① ترمذی اور مسند احمد کی سند میں علی بن حسین بن واقد ہے، یہ بھی ضعیف راوی ہے۔ اس سے منکر یعنی بہت ہی ضعیف روایات مروی ہیں اور حرام وحلال اور جائز وناجائز ثابت کرنے کے لیے ضعیف حدیث بالکل دلیل نہیں بنتی۔

دوسری بات یہ کہ یہ عورت جو کہ لونڈی تھی، دف بجا رہی تھی اور پیچھے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے دف بجایا جانا بخاری ومسلم میں ثابت ہے۔ فرق اتنا ہے کہ احادیث میں بچیوں کا دف بجانا مذکور ہے اور یہ عورت تھی۔ اسی لیے مسند احمد میں ہے کہ اگر نذر مان چکی ہو تو بجالو، ورنہ مت بجاؤ۔ یعنی دف تو جائز تھی لیکن عورت کا بجانا بہتر نہ تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے ناخوشی سے اجازت دی لیکن لوگوں نے ضعیف حدیث کا سہارا لے کر دف سے بڑھ کر طبلے، سارنگیاں اور نا معلوم کیا کیا ساز بجانا شروع کر دیے۔ اگر ان لوگوں نے دلیل ڈھونڈنا تھی تو اسی حد تک رہتے جتنا حدیث میں ذکر ہے۔

تیسری بات یہ کہ آپ ﷺ نے بادل ناخواستہ اجازت تو دے دی تھی لیکن اس فعل کو شیطانی فعل قرار دیا۔ مسند احمد میں ہے کہ وہ لونڈی دف بجا رہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس نے نہ صرف دف بجانا بند کر دیا بلکہ اسے اپنے پیچھے چھپالیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔ میں بھی بیٹھا تھا، یہ لوگ بھی موجود تھے، لیکن جونہی تم آئے اس لونڈی نے وہ کیا جو اس نے کیا۔" ②

چوتھی بات یہ کہ آپ ﷺ نے باوجود غلط ہونے کے اس کی اجازت اس لیے دے دی کہ آپ ایک جنگ سے فتح یاب ہو کر صحیح سالم لوٹے تھے، اس موقع پر اگر خوشی مناتے ہوئے تھوڑی خرابی بھی پائی جا رہی تھی تو آپ ﷺ نے اسے ناخوشی برداشت فرمایا، کیونکہ مسلمانوں

① میزان الاعتدال، تهذيب التهذيب۔

② مسند احمد: ۵/ ۳۵۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جشن فتح منانے سے کافروں کو رنج پہنچانا اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔① حالانکہ دوسری صحیح احادیث میں ہے کہ جس شخص کے دل کے اندر رائی کے دانے کے برابر غرور ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔② یعنی جہاد کے حالات عام حالات سے مختلف ہیں۔

مندرجہ بالا ملحوظات کے پیش نظر ہر منصف مزاج فیصلہ کرسکتا ہے کہ ایک طرف اسلامی بلند مقاصد کے پیش نظر آپ ﷺ کا ایک کام کو شیطانی کہہ کر اسے ہونے دینا اور پھر صرف دف تک اور دوسری طرف موجودہ وقتوں کے صرف عیش کوشیوں اور نفس پرستی کے لیے موسیقی کے ورائٹی شو؟ کیا ان شیطانی پروگراموں کو آپ ﷺ کے پاکیزہ مقاصد سے کوئی مناسبت ہے؟ اور پھر حدیث بھی ضعیف؟

مزامیر کی بابت ائمہ اربعہ کا فتویٰ

قرآن وحدیث کی رو سے کسی کام کے حرام ثابت ہونے کے بعد اور صحابہ وتابعین سے ان اشیاء کو جنہیں صرف گناہ کے کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، توڑ دینے کے دلائل مل جانے کے بعد اگرچہ ائمہ اربعہ کا فتویٰ نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی، تاہم چونکہ فنکاروں، سازندوں اور کنجروں کے ہیچ کاموں کو ائمہ اربعہ کی طرف منسوب جھوٹے فتووں سے بھی بعض لوگ تقویت پہنچاتے ہیں، اس لیے ان پاکیزہ نفوس کے فتووں کو جو کہ خود ان کی اپنی تصنیفات یا ان کے نامور پیر وعلماء کی تصانیف میں درج ہیں، ہم یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ جھوٹوں کے جھوٹ کی قلعی کھل جائے اور فریب خوردہ لوگوں پر حقیقت حال واضح ہو جائے۔

امام مالک کا فتویٰ:

سب سے پہلے ہم دار ہجرت مدینہ منورہ کے امام کا فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ امام ابوبکر

① ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب الخيلاء في الحرب۔
② مسلم، کتاب الایمان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرطوشی رحمہ اللہ جو کہ فقہ مالکی کے بہت بڑے عالم تھے اور امام مالک کے مقلد تھے، انہوں نے راگ اور باجوں کے حرام ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کے مقدمہ (خطبہ) میں لکھتے ہیں:

(حَتّٰی بَلَغَنَا اَنَّ طَائِفَةً مِنْ اِخْوَانِنَا الْمُسْلِمِیْنَ ، وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَ اِیَّاهُمْ اِسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطَانُ وَ اسْتَغْوٰی عُقُوْلَهُمْ فِیْ حُبِّ الْاَغَانِیْ وَاللَّهْوِ وَ سَمَاعِ الطَّقْطَقَةِ وَ النَّقِیْرِ وَ اعْتَقَدَتْهُ مِنَ الدِّیْنِ الَّذِیْ یُقَرِّبُهُمْ اِلَی اللّٰهِ وَ جَاهَرَتْ بِهٖ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ شَاقَتْ سَبِیْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ خَالَفَتِ الْفُقَهَاءَ وَ الْعُلَمَاءَ وَ حَمَلَةَ الدِّیْنِ ﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا﴾(سورة النساء: ۱۱۵) فَرَأَیْتُ اَنْ اُوْضِحَ الْحَقَّ وَ اَکْشِفَ عَنْ شُبَهِ اَهْلِ الْبَاطِلِ بِالْحُجَجِ الَّتِیْ تَضَمَّنَهَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ وَ اَبْدَأُ بِذِکْرِ اَقَاوِیْلِ الْعُلَمَاءِ الَّذِیْنَ تَدُوْرُ الْفُتْیَا عَلَیْهِمْ فِیْ اَقَاصِی الْاَرْضِ وَ اَدَانِیْهَا حَتّٰی تَعْلَمَ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ اَنَّهَا قَدْ خَالَفَتْ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ بِدْعَتِهَا وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ)

”گناہوں کی بھر مار ہے، یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ بعض مسلمان بھائی، اللہ ہم سب کو ہدایت دے، شیطان کے بہکاوے میں آگئے اور راگ و ساز کے دلدادہ ہو گئے۔ وہ طقطقہ (ایک شخص موت اور دنیا کی بے ثباتی کے شعر پڑھتا اور دوسرا دو چھڑیاں آواز کے اتار چڑھاؤ وغیرہ کی مناسبت سے زمین پر مارتا، اس چھڑیوں کی آواز کو طقطقہ کہتے ہیں) اور طنبورہ کے شوقین ہو گئے۔ مزید برآں اسے اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھ لیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت سر عام اس میں مشغول ہونے لگی اور مومنین کی راہ ترک کر دی، علمائے دین اور فقہائے اسلام کی مخالفت کرنے لگی اور قرآن میں ہے کہ ”جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول ﷺ سے جدا ہو گیا اور مومنین کی راہ ترک کر کے دوسری راہ چلا وہ جدھر جائے گا ہم اس کی لگام ڈھیلی کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں گے اور (مرنے کے بعد) اسے دوزخ میں پھینک دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔'' تو میں نے سوچا کہ حق واضح کردوں اور اہل باطل کے شبہات کی حقیقت سامنے لاؤں اور اس پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کروں اور ابتدا ان علماء کے اقوال سے کروں جن کا مشرقی و مغربی ممالک کے کونے کونے میں فتویٰ چلتا ہے۔ تاکہ محفل نشاط کے قائل لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے یہ بدعت اختیار کر کے علمائے اسلام کی مخالفت کی ہے اور توفیق منجانب اللہ ہے۔''

اس تمہید کے بعد علامہ طرطوشی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

(اَمَّا مَالِكٌ فَاِنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْغِنَاءِ وَ عَنِ اسْتِمَاعِهٖ وَ قَالَ : اِذَا اشْتَرٰى جَارِيَةً فَوَجَدَهَا مُغَنِّيَةً كَانَ لَهٗ اَنْ يَّرُدَّهَا بِالْعَيْبِ) ①

''امام مالک رحمہ اللہ نے راگ گانے اور اس کے سننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص لونڈی خریدتا ہے، خریدنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ یہ گلوکارہ ہے تو وہ شخص اس نقص کی وجہ سے اسے لوٹا سکتا ہے۔''

یعنی امام مالک رحمہ اللہ کے نقطۂ نظر سے جس طرح لونڈی کے جسم کا کوئی حصہ ناکارہ یا ناقص ہونا عیب ہے اور اس کی بنا پر مشتری اسے واپس کرسکتا ہے، اسی طرح لونڈی کا گلوکارہ ہونا بھی عیب ہے کیونکہ بدصورت سے بدسیرت خرابی میں کسی طرح کم نہیں۔

اس کے بعد علامہ طرطوشی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں:

(وَ سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا يُرَخِّصُ فِيْهِ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْغِنَاءِ فَقَالَ اِنَّمَا يَفْعَلُهٗ عِنْدَنَا الْفُسَّاقُ) ②

''امام مالک سے اہل مدینہ کے راگ کی اجازت دینے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، ہمارے ہاں یہ بدچلن لوگوں کا شیوہ ہے۔''

یہ دونوں اقوال پیچھے آپ ابن جوزی اور قرطبی رحمہ اللہ کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں یعنی

---

① اغاثة اللهفان : ۱/۱۹۸۔

② اغاثة اللهفان: ۱:۱۹۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت راگ کے سلسلہ میں۔ ابن جوزی اور قرطبی بھی طرطوشی ﷭ کی طرح مالکی ہیں۔ تو فقہ مالکی کے علماء امام مالک ﷫ کے نظریات کو زیادہ سمجھتے ہیں یا کوئی دوسرا؟ اگر امام مالک ﷫ کے پیرو جلیل القدر فقہاء کہیں کہ امام مالک ﷫ مزامیر کے خلاف تھے اور دوسرا کوئی جس کا کہ علم بھی سطحی ہو، وہ یہ کہے کہ امام مالکؒ مزامیر کے جواز کا فتویٰ دیتے اور طرب و نشاط کی مجالس میں شرکت کیا کرتے تھے تو اصولی طور پر ہمیں کس کی بات کو مستند سمجھنا چاہیے؟ ہر ذی فہم کا برملا و برجستہ جواب یہی ہوگا کہ فقہائے مالکیہ کی بات ہی حجت اور سند ہے۔

امام ابوحنیفہ ﷫ کا فتویٰ:

امام مالک ﷫ کے فتویٰ کے بعد علامہ طرطوشی ﷫ احناف کے مقتداء امام ابوحنیفہ ﷫ کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(وَ اَمَّا اَبُو حَنِيفَةَ فَاِنَّهُ يَكْرَهُ الْغِنَاءَ وَ يَجْعَلُهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَ كَذٰلِكَ مَذْهَبُ اَهْلِ الْكُوفَةِ سُفْيَانَ وَ حَمَّادٍ وَ اِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ وَ غَيْرِهِمْ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذٰلِكَ وَ لَا نَعْلَمُ خِلَافًا اَيْضًا بَيْنَ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فِي الْمَنْعِ مِنْهُ) ①

”اور امام ابوحنیفہ ﷫ راگ کو ناپسند کرتے اور اسے گناہ میں شمار کرتے تھے اور ان کے علاوہ دوسرے فقہائے کوفہ مثلاً سفیان ثوری، حماد بن زید، ابراہیم نخعی اور امام شعبی ﷭ وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہ تھا اور نہ ہی آواز و ساز سے روکنے میں بصرہ کے فقہاء میں کوئی اختلاف تھا۔“

اغاثۃ اللہفان میں علامہ طرطوشی ﷫ کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد امام ابن القیم ﷫ فرماتے ہیں:

(قُلْتُ مَذْهَبُ اَبِيْ حَنِيفَةَ فِي ذٰلِكَ اَشَدُّ الْمَذَاهِبِ وَ قَوْلُهُ فِيهِ اَغْلَظُ الْاَقْوَالِ)

① اغاثة اللهفان : ۱۹۹/۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں کہتا ہوں کہ اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ ﷫ کا فتویٰ دیگر تمام فقہاء کے فتووں سے زیادہ سخت ہے۔''

امام ابن القیم ﷫ کا یہ فرمانا مندرجہ ذیل حوالہ کی بنیاد پر ہے:

(وَفِي فَتَاوىٰ قَاضِي خَانَ : اَمَّا اسْتِمَاعُ صَوْتِ الْمَلَاهِيْ كَالضَّرْبِ بِالْقَضِيْبِ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ حَرَامٌ وَ مَعْصِيَةٌ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِيْ مَعْصِيَةٌ وَالْجُلُوْسُ فِسْقٌ وَ التَّلَذُّذُ بِهَا كُفْرٌ وَ اِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهِ التَّشْدِيْدِ وَ اِنْ سَمِعَ بَغْتَةً فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَّجْتَهِدَ كُلَّ الْجُهْدِ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ لِمَا رُوِيَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ ، وَ اَمَّا قِرَائَةُ اَشْعَارِ الْعَرَبِ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ ذِكْرِ الْفِسْقِ وَالْخَمْرِ وَالْغَرَامِ مَكْرُوْهٌ لِاَنَّهُ ذِكْرُ الْفَوَاحِشِ) ①

''اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ مزامیر کی آواز مثلاً چھڑی زمین پر مارنا وغیرہ سننا حرام ہے اور (اللہ کی) نافرمانی۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ ساز باجوں کا سننا گناہ، اس مجلس میں بیٹھنا فسق و فجور اور لذت حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا کفر ہے۔ آپ ﷺ نے یہ ڈانٹ کے طور پر فرمایا اور اگر کوئی اچانک سن لے وہ گنہگار نہیں تاہم اس کی پوری کوشش ہونی چاہیے کہ کانوں کو (اس آواز سے) بچا لے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے کانوں میں انگلیاں لے لی تھیں۔ باقی رہا عرب شعراء کا کلام تو جس میں بے حیائی، شراب اور معشوق کا ذکر ہو اس کلام کا پڑھنا ناپسندیدہ ہے، کیونکہ وہ فحاشی ہے۔''

امام ابن قیم ﷫ فرماتے ہیں کہ ''اس فتویٰ میں وہ حدیث جس میں یہ ذکر ہے کہ ساز سننے بیٹھنا فسق و فجور اور اس سے مسرور ہونا کفر ہے، صحیح نہیں اور اسے آپ ﷺ کا فرمان کہنا درست نہیں۔'' ②

---

① المرقاة : ۱۳۵/۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔

② اغاثة اللهفان : ۱۹۹/۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد امام ابن قیم رحمہ اللہ فقہائے احناف کا مذہب بیان کرتے ہیں، علامہ طرطوشی رحمہ اللہ کی تحریر کے الفاظ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(قَالُوا : وَ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَّجْتَهِدَ فِي اَنْ لَّا يَسْمَعَهُ اِذَا مَرَّ بِهٖ اَوْ كَانَ فِي جِوَارِهٖ)[1]

''فقہائے احناف کا کہنا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ اگر وہ اس جگہ کے پاس سے گزرے جہاں ساز بج رہا ہے یا اس کے پڑوس میں بجے تو وہ اس سے بچنے کی پوری کوشش کرے۔''

علامہ طرطوشی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سب سے بڑے شاگرد امام ابویوسف رحمہ اللہ کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے درج کرتے ہیں:

(وَ قَالَ اَبُو يُوسُفَ فِي دَارٍ يُسْمَعُ مِنْهَا صَوْتُ الْمَعَازِفِ وَالْمَلَاهِي : اُدْخُلْ عَلَيْهِمْ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ لِاَنَّ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَرْضٌ فَلَوْ لَمْ يَجُزِ الدُّخُولُ بِغَيْرِ اِذْنٍ لَامْتَنَعَ النَّاسُ مِنْ اِقَامَةِ الْفَرْضِ)[2]

''اور جس گھر سے مزامیر کی آوازیں آ رہی ہیں، امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ (انہیں گناہ سے روکنے کے لیے) اہل خانہ کی اجازت کے بغیر اس گھر میں گھس جاؤ کیونکہ برائی سے روکنا فرض ہے تو اگر اجازت کے بغیر اندر جانا جائز نہ ہوگا تو لوگ یہ فریضہ چھوڑ بیٹھیں گے۔''

علامہ طرطوشی رحمہ اللہ فقہائے احناف کے مذہب کی روشنی میں حاکم وقت کی یہ ذمہ داری بتاتے ہیں:

(وَ يَتَقَدَّمُ اِلَيْهِ الْاِمَامُ اِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ دَارِهٖ ، فَاِنْ اَصَرَّ حَبَسَهٗ اَوْ ضَرَبَهٗ سِيَاطًا وَ اِنْ شَاءَ اَزْعَجَهٗ عَنْ دَارِهٖ)[3]

''اور حاکم وقت اگر کسی کے گھر سے مزامیر کی آوازیں سنے تو اندر چلا جائے، پھر

---

[1] اغاثة اللهفان : ۱۹۹/۱۔ [2] اغاثة اللهفان : ۱۹۹/۱۔ [3] اغاثة اللهفان ۱۹۹:۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے تو بطور سزا اسے قید و بند میں ڈال دے، چاہے تو کوڑے مارے اور اسے اس کے گھر سے بے دخل بھی کر سکتا ہے۔"

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقہائے احناف کے اس مذہب کی بنیاد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ پر ہے جو پہلے باب "راگ صحابہ کی نظر میں" کے عنوان کے تحت گزرا۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

اہل حدیث شاہ صاحب کو ہند کے علمائے اہل حدیث کے سرخیل بتاتے ہیں اور احناف انہیں حنفی قرار دیتے ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ کون صحیح کہتا ہے، یہ مسلّم ہے کہ حنفی و اہل حدیث دونوں ہی شاہ صاحب کی امامت پر متفق ہیں۔ شاہ صاحب اپنی معرکہ آراء تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں:

﴿ فَالْمَلَاهِيُ نَوْعَانِ : مُحَرَّمٌ وَ هِيَ الْآلَاتُ الْمُطْرِبَةُ كَالْمَزَامِيرِ وَ مُبَاحٌ وَ هُوَ الدَّفُّ ﴾[1]

"ساز کی دو قسمیں ہیں ایک تو آلات طرب و عیش ہیں مثلاً مزامیر، یہ حرام ہیں۔ دوسرے وہ جو مباح ہیں یعنی جائز جیسے دف۔"

مقتدائے فرقہ رضا خانیہ کا فتویٰ:

احمد رضا خان بریلوی سے کسی نے سوال کیا کہ آپ سے بعد نماز مغرب رخصت ہوا تو ایک دوست ایک عرس پر لے گیا۔ وہاں نعت اور شان اولیاء اللہ کے اشعار گانے کے ساتھ ساتھ سارنگیاں اور ڈھول بج رہے تھے، یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں، کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟

وہ جواب میں لکھتے ہیں کہ:

"ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے

---

(1) حجة الله البالغة: ١٩٢/٢۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اور قوالوں پر ہے۔ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ، قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا الگ گناہ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں (عرس کرانے والے اور قوالوں) پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ بلاتا تو کیونکر آتے۔ لہٰذا قوالوں کا گناہ بھی اس بلانے والے پر ہوا۔''

اس کے بعد وہ فقہاء رحمہم اللہ کے اقوال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ احادیث میں سے بخاری شریف کی پیچھے گزرنے والی حدیث کو سرفہرست نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض جہاں بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔''①

نظام الدین اولیاء کا فتویٰ:

مندرجہ بالا استفتاء کے جواب میں مفتی موصوف مزامیر کی حرمت میں دلائل کے ضمن میں سردار سلسلۂ چشت نظام الدین اولیاء دہلوی کی کتاب فوائد الفواد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے ''مزامیر حرام است'' ''یعنی ساز باجے حرام ہیں''۔②

اسی سلسلے میں مفتی موصوف نظام الدین اولیاء کے ایک خلیفہ سید محمد بن مبارک کی کتاب سیر الاولیاء کے حوالے سے لکھتے ہیں:

---

① احکام شریعت: ۶۱/۱، ۶۲۔ ② احکام شریعت: ۶۳/۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حضرت سلطان المشائخ قدس الله سره العزیز می فرمود که چند ایں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آله سماع مسمع یعنی گوئنده مردے تمام باشد کودك نباشد و عورت نباشد، مستمع آنکه شنود از یاد حق خالی نباشد، و مسموع آنچه بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آله سماع مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں۔ می باید که درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال است)

''حضرت نظام الدین فرماتے ہیں کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں، کچھ اس کلام میں جو سنائی جائے، کچھ آلہ سماع میں۔ یعنی سنانے والا مرد کامل ہو، چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ، چاہیے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔''

یہ حوالہ نقل کرنے کے بعد جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟''

اس کے بعد جناب مفتی صاحب سیر الاولیاء کی ایک اور عبارت نقل کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا۔ فرمایا'' انہوں نے اچھا کام نہیں کیا، جو چیز شرع میں ناجائز ہے، ناپسندیدہ ہے۔'' اس کے بعد ایک نے کہا کہ جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی، لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ وہاں تو مزامیر تھے۔ تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ نظام الدین نے کہا یہ جواب درست نہیں، اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔"

اس کے بعد جناب مفتی صاحب نے حضرت نظام الدین اولیاء کا ایک اور قول بھی سیر الاولیاء کے حوالے سے لکھا ہے، جسے ہم نے اختصار کے پیش نظر چھوڑ دیا۔

یہ تمام اقوال امام ابو حنیفہ اور ان کے پیروؤں کے ہیں۔ چونکہ حضرت نظام الدین اولیاء بھی صوفی مشرب ہونے کے ساتھ ساتھ حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے ہم نے ان کا بھی ذکر کر دیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف رحمہ اللہ وغیرہ کے حرمت مزامیر کی بابت اقوال درج کرنے کے بعد علامہ طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مذہب کے نامور فقہاء کے اقوال لکھتے ہیں:

(وَ اَمَّا الشَّافِعِیُّ قَالَ فِیْ اَدَبِ الْقَضَاءِ : اِنَّ الْغِنَاءَ لَھْوٌ مَکْرُوْہٌ یُشْبِہُ الْبَاطِلَ وَ الْمُحَالَ ، وَ مَنِ اسْتَکْثَرَ مِنْهُ فَھُوَ سَفِیْهٌ تُرَدُّ شَھَادَتُهٗ)[1]

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب الام میں) حج کے آداب کے بیان میں لکھتے ہیں کہ راگ بہت سخت ناپسندیدہ اور باطل جیسی چیز ہے اور جو شخص راگ کا دلدادہ ہے وہ احمق ہے اور اس کی گواہی معتبر نہیں۔"

اس قول میں مزامیر کے حرام ہونے کی صراحت نہیں بلکہ باطل کی مانند کہا گیا ہے۔ لیکن امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بعد مذہب شافعی کے بلند پایہ فقہاء کے اقوال لکھتے ہیں، جن میں مزامیر کے حرام ہونے کی تصریح ہے اور یہ اقوال علامہ طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھے ہیں۔ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فقہ شافعی کے بہت مستند فقیہ گزرے ہیں۔ علامہ طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب "التنبیہ فی الفقہ" کی عبارت نقل کرتے ہیں:

---

① اغاثة اللهفان : ۱/۳٤۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قَالَ الشَّیخُ اَبُو اِسحَاق فِی التَّنبِیهِ وَ لَا تَصِحُّ الْإِجَارَةَ عَلٰی مَنفَعَةٍ مُحَرَّمَةٍ کَالْغِنَاءِ وَالزَّمرِ وَ حَمْلِ الْخَمرِ وَ لَمْ یُذْکَرْ فِیهِ خِلَافًا) ①

''شیخ ابو اسحاق نے التنبیہ میں کہا ہے کہ حرام کام کی مزدوری جائز نہیں مثلاً راگ، مزامیر اور شراب ڈھونا اور شیخ نے اس میں فقہائے شوافع کا اختلاف نہیں بتایا۔''

علامہ طرطوشی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ شیخ نے اس میں اختلاف نقل نہیں کیا، کا یہ مطلب ہے کہ شافعی مذہب کے تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ راگ وساز اور شراب کے کام حرام ہیں اور ان کی مزدوری حرام۔

علامہ موصوف شیخ ابو اسحاق کی کتاب ''المہذب فی المذہب'' کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں، جس میں حرام کام کی مزدوری کو مردار اور خون کے برابر بتایا ہے:

(وَقَالَ فِی الْمُهَذَّبِ وَ لَا یَجُوزُ عَلَی الْمَنَافِعِ الْمُحَرَّمَةِ لِاَنَّهُ مُحَرَّمٌ فَلَا یَجُوزُ اَخْذُ الْعِوَضِ عَنْهُ کَالْمَیْتَةِ وَالدَّمِ) ②

''اور ''مہذب'' میں کہا کہ حرام منفعت کی مزدوری جائز نہیں کیونکہ جو تجارت حرام ہے اسکی مزدوری بھی حرام ہے۔ مثلاً مردار اور خون کی تجارت جیسے حرام ہے ویسے ہی مزدوری حرام ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ کا مندرجہ بالا قول نقل کر کے شیخ ابو اسحاق اس کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

(فَقَدْ تَضَمَّنَ کَلَامُ الشَّیخِ اُمُورًا، اَحَدُهَا: اِنَّ مَنفَعَةَ الْغِنَاءِ بِمُجَرَّدِهٖ مَنفَعَةٌ مُحَرَّمَةٌ، اَلثَّانِی: اَنَّ الْاِسْتِئْجَارَ عَلَیْهَا بَاطِلٌ، اَلثَّالِثُ: اِنَّ اَکْلَ الْمَالِ بِهٖ اَکْلُ مَالًا بِالْبَاطِلِ بِمَنزِلَةِ اَکْلِهٖ عِوَضًا عَنِ الْمَیْتَةِ وَالدَّمِ۔ اَلرَّابِعُ: اَنَّهُ لَا یَجُوزُ لِلرَّجُلِ بَذْلُ مَالِهٖ لِلْمُغْنِی، وَ یَحْرُمُ ذٰلِکَ عَلَیْهِ فَاِنَّهُ بَذَلَ مَالَهُ فِی مُقَابَلَةِ مُحَرَّمٍ وَ اَنَّ بَذْلَهُ فِی ذٰلِکَ کَبَذْلِهٖ فِی

① اغاثة اللهفان: ١/٣٤٨۔ ② اغاثة اللهفان: ١/١٩٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُقَابَلَةِ الدَّمِ وَالْمَيْتَةِ ، اَلْخَامِسُ : اِنَّ الزَّمْرَ حَرَامٌ) ①

"شیخ کے کلام کے ضمن میں چند باتیں معلوم ہوئیں۔ پہلی بات یہ کہ گلوکاری کی آمدنی حرام ہے۔ دوسری بات یہ کہ راگ کی مجلس برپا کرنے میں ہر قسم کی مزدوری حرام ہے۔ تیسری بات یہ کہ اس کے معاوضہ کا رزق کھانا مردار اور (گلے سے بہنے والے) خون کا معاوضہ کا مال کھانے جیسا ہے۔ چوتھی بات کہ مسلمان کو اپنا مال گلوکار پر خرچ کرنا جائز نہیں، ایسا کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح دولت صرف کرنا اسی طرح کا حکم رکھتا ہے جیسے اس نے مردار اور خون پر اپنی دولت خرچ کی۔ پانچویں بات یہ کہ الغوزہ حرام ہے۔"

یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کی تشریح ہے اور تشریح کرنے والے شافعی مذہب میں ایسے ہی مستند جیسے حنفی مذہب میں ہدایہ شرح وقایہ اور کنز الدقائق وغیرہ کے مصنفین معتبر۔

مندرجہ بالا تشریح کے بعد علامہ طرطوشی رحمہ اللہ اس پر تبصرہ فرماتے ہیں:

(وَ اِذَا كَانَ الزَّمْرُ الَّذِیْ هُوَ اَخَفُّ آلَاتِ اللَّهْوِ حَرَامًا فَكَيْفَ بِمَا هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ ؟ كَالْعُوْدِ وَ الطُّنْبُوْرِ وَالْيَرَاعِ ، وَ لَا يَنْبَغِیْ لِمَنْ شَمَّ رَائِحَةَ الْعِلْمِ اَنْ يَتَوَقَّفَ فِیْ تَحْرِيْمِ ذٰلِكَ فَاَقَلُّ مَا فِيْهِ اَنَّهٗ مِنْ شِعَارِ الْفُسَّاقِ وَ شَارِبِی الْخُمُوْرِ) ②

"جب الغوزہ جو کہ آلات نشاط میں سب سے کم ہیجان لاتا ہے وہ بھی حرام ہے تو پھر ان مزامیر کی حرمت کا کیا ٹھکانہ جو انتہائی ہیجان انگیز ہیں؟ مثلاً بربط، ستار اور شہنائی اور جس شخص کو علم سے ذرا سا بھی مس ہے، اسے مزامیر کی حرمت میں تذبذب نہیں کرنا چاہیے۔ اس مسئلہ میں انتہائی نرم الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مزامیر معصیت کیشوں اور شرابیوں کی نمایاں نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔"

امام نووی رحمہ اللہ شافعی مذہب کے ممتاز فقہاء میں سے ہیں۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

---

① اغاثة اللهفان ۱۹۹:۱، ۲۰۰۔ ② اغاثة اللهفان ۲۰۰/۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مُحِيُّ الدِّينِ اَبُو زَكَرِيَّا النَّوَوِيُّ ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ الشَّافِعِيُّ العَلَّامَةُ شَيْخُ الْمَذْهَبِ وَ كَبِيرُ الْفُقَهَاءِ فِي زَمَانِهِ)[1]

''محی الدین ابو زکریا نووی، دمشقی، شافعی، علامۂ وقت، اپنے مذہب کے شیخ، اپنے زمانے کے بڑے بڑے فقہاء میں سے ایک (رحمۃ اللہ علیہ)۔''

وہ اپنی کتاب الروضۃ میں لکھتے ہیں:

(اَلْقِسْمُ الثَّانِي ، اَنْ يُغَنِّيَ بِبَعْضِ الَاتِ الْغِنَاءِ بِمَا هُوَ مِنْ شِعَارِ شَارِبِي الْخَمْرِ وَ هُوَ مُطْرِبٌ كَالطُّنْبُورِ وَالْعُودِ وَالصَّنْجِ وَ سَائِرِ الْمَعَازِفِ وَالْاَوْتَارِ يَحْرُمُ اِسْتِعْمَالُهُ وَاسْتِمَاعُهُ ، قَالَ وَ فِي الْيَرَاعِ وَجْهَانِ، صَحَّحَ الْبَغْوِيُّ التَّحْرِيمَ ثُمَّ ذَكَرَ عَنِ الْغَزَالِيِّ الْجَوَازَ قَالَ وَالصَّحِيحُ تَحْرِيمُ الْيَرَاعِ وَ هُوَ الشَّبَّابَةُ)[2]

''دوسری قسم یہ ہے کہ کسی قسم کے راگ کے آلات سے گائے، جو کہ شرابیوں کی بڑی نشانی ہے اور (شراب کی طرح) کیف آور مثلاً ستار، بربط، بجرا (اسے جھانجھ بھی کہتے ہیں، تانبے وغیرہ کی دو تھالیاں ہوتی ہیں۔ دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ایک دوسری پر مارتے ہیں) اور تمام تار والے ساز، ان سب کا استعمال، ان کا سننا حرام ہے۔ الغوزہ میں دو خیال ہیں لیکن امام بغوی کا کہنا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی حرام ہے۔ امام غزالی کا جواز کا خیال ہے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ الغوزہ بجانا بھی حرام ہے۔''

اسی طرح ابوالطیب طبری راگ و ساز کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ جیسا کہ راگ کے بیان میں تلبیس ابلیس اور تفسیر قرطبی کے حوالے سے گزر چکا اور یہ ابوالطیب طبری بھی شافعی رحمۃ اللہ علیہ مذہب کے نامی گرامی فقیہ تھے۔[3] ابن جوزی اور قرطبی کے علاوہ ان کا یہ فتویٰ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔[4]

---

① البداية والنهاية: ٢٧٨/١٣۔
② اغاثة اللهفان: ٢٠٠/١۔
③ البداية والنهاية: ٧٩/١٢۔
④ اغاثه اللهفان ٢٤٦:١۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ آلات طرب وغنا کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے جیسا کہ بعض بہتان بازوں نے کسی کتاب اور اس کا صفحہ بتائے بغیر جھوٹ کہا ہے تو ایسے افترا باندھنے والے سے ہم کہیں گے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نظریات و خیالات کو تم زیادہ جانتے ہو یا ان کے نامور جلیل القدر پیروکار؟ ان کے پیرو تو یہ لکھ گئے ہیں کہ امام صاحب راگ و ساز کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے تھے اور خود امام صاحب نے کتاب الام میں، جیسا کہ پہلے گزرا ہے یہی لکھا کہ راگ و ساز حرام ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ:

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ حنبلی تھے۔ وہ اپنی شہرہ آفاق کتاب جس کے آپ نے جابجا حوالہ جات پڑھے یعنی اغاثۃ اللھفان، علامہ صاحب نے اس کتاب میں چالیس صفحات سے اوپر راگ و ساز کی حرمت پر کتاب و سنت کے علاوہ ائمہ دین اور فقہائے اسلام کے اقوال جمع کیے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے امام کا فتویٰ بھی درج فرمایا ہے۔ علامہ طرطوشیؒ کی عبارت نقل کرتے ہیں:

(وَ اَمَّا مَذْهَبُ الْاِمَامِ اَحْمَدَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُهٗ : سَاَلْتُ اَبِيْ عَنِ الْغِنَاءِ؟ فَقَالَ : اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ ، لَا يُعْجِبُنِيْ ثُمَّ ذَكَرَ قَوْلَ مَالِكٍ: اِنَّمَا يَفْعَلُهٗ عِنْدَنَا الْفُسَّاقُ) ①

”اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے راگ کی بابت پوچھا تو بولے کہ راگ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، مجھے اچھا نہیں لگتا۔ پھر انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا کہ یہ کام ہمارے ہاں بدعمل لوگ کرتے ہیں۔“

علامہ طرطوشی رحمہ اللہ نے مزید لکھا:

(وَ نَصَّ عَلٰى كَسْرِ اٰلَاتِ اللَّهْوِ كَالطُّنْبُوْرِ وَغَيْرِهٖ اِذَا رَاٰهَا مَكْشُوْفَةً

① اغاثۃ اللھفان : ۱/ ۲۰۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَمْكَنَهُ كَسْرُهَا) ①

''اور اگر راگ کے آلات ننگے پڑے ہوں، مثلاً طنبورہ وغیرہ اور انہیں توڑنا آسان ہو تو امام احمد کا قول ہے کہ انہیں توڑ دیا جائے۔''

مزید برآں علامہ طرطوشیؒ نے وہ روایت بھی نقل کی ہے، جو پیچھے گزری جس میں یہ ذکر ہے کہ ان سے اس لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا جو یتیموں کو ترکہ میں ملی ہے اور بہترین گلوکارہ ہے تو انہوں نے حکم دیا کہ اسے گلوکارہ کا نام لے کر نہیں، عام لونڈی کے طور پر بیچا جائے، خواہ کتنا ہی خسارہ کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

آواز و ساز شیعہ علماء کی نظر میں:

اب تک ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ اہل سنت والجماعت کی تفاسیر، احادیث اور علماء و فقہاء کے حوالے سے لکھا ہے۔ اہل سنت سے مراد اہل حدیث، ظاہری، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں۔ اب ہم شیعہ اہل علم کا نکتہ نظر پیش کرتے ہیں کہ وہ بھی حرمت آواز و ساز پر متفق ہیں اور مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حجت تمام ہو، اسلام کا حکم معلوم اور شیطان کا دام ہم رنگ زمین واضح ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اس کے علاوہ آپ کو ایک جھلک اس بات کی نظر آ جائے گی کہ قرون اولیٰ میں سنی شیعہ میں وہ فاصلے نہیں تھے جو آج ہیں۔ یہ فاصلے دشمنان اسلام کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ گئے وقتوں میں ایک دوسرے سے بیٹھنا اٹھنا، استادی شاگردی اور مراسم و تعلقات تھے۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے سامنے امام مالک رحمہ اللہ زانوائے تلمذ تہ کرتے نظر آتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان سے استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ امام شعبہ رحمہ اللہ ان کے حضور بیٹھے نظر آتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ ان کے آگے شاگرد بنے بیٹھے ہیں اور یہ سب اہل سنت کی آنکھوں کے تارے ہیں اور امام جعفر رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عروہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے حدیث

① اغاثة اللهفان: ۲۰۱/۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام اور شاگرد حضرت نافع رحمہ اللہ کے سامنے طالب علم بن کر بیٹھتے ہیں۔ یہ کہانی بہت لمبی ہے۔ وہ دلوں میں ایک دوسرے کی محبتیں پالتے تھے، ہم نفرتیں اچھالتے ہیں۔ وہ باہم شیر و شکر رہتے تھے، ہم ایک دوسرے کے خلاف تیر و تبر اٹھاتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی بلائیں لیتے تھے، ہم بددعائیں دیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر سلام بھیجتے تھے، ہم تبرا کرتے ہیں۔ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ وہ ہدایت پر تھے یا ہم؟

اب آپ شیعہ کی ایسی ہی معتبر تفسیر و حدیث کے حوالے سنیے جیسے سنیوں میں ابن جریر، ابن کثیر، بخاری، ابوداود، اور ترمذی وغیرہ ہیں۔ پھر اندازہ کیجیے کہ تفسیر کس قدر ہم آہنگ ہے اور حدیث کس درجہ ہم رنگ اور فقہاء کے اقوال و آراء کتنے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

قرآن حکیم کی شیعی تفسیر مجمع البیان میں سورۂ لقمان کی چھٹی آیت جو کہ کتاب کے شروع میں گزری ہے، کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(وَ قِيلَ نَزَلَ فِي رَجُلٍ اشْتَرَى جَارِيَةً تَغْنِيهِ لَيْلًا وَ نَهَارًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَاهُ اَبُوْاُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَحِلُّ تَعْلِيمُ الْمُغَنِّيَاتِ وَ لَا بَيْعُهُنَّ ، وَ اَثْمَانُهُنَّ حَرَامٌ ـ وَ قَدْ نَزَلَ تَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِيْ﴾ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا رَفَعَ رَجُلٌ عَقِيرَتَهٗ يَتَغَنّٰى اِلَّا ارْتَدَفَهٗ شَيْطَانَانِ يَضْرِبَانِ اَرْجُلَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى يَسْكُتَ) [1]

''اور کہا گیا کہ یہ آیت اس شخص کے بارے نازل ہوئی جس نے ایک لونڈی خریدی جو اسے دن رات گانا سناتی تھی۔ یہ روایت ابن عباس سے ہے اور اس کی تائید حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، گلوکاراؤں کو نہ تو سکھانا جائز ہے نہ بیچنا اور ان کی قیمت حرام ہے اور اس کی تصدیق قرآن پاک میں نازل ہوئی ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ﴾ اور اس کی قسم جس کے ہاتھ میں

---

① مجمع البيان : ٣١٣/٤ منشورات آية الله العظمى المرعشي النجفي قم۔ ايران۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری جان ہے! جب بھی کوئی شخص گانے کے لیے اپنی آواز بلند کرتا ہے دو شیطان اس پر سوار ہو جاتے ہیں اور جب تک (گانے سے) چپ نہیں کرتا وہ اپنے پاؤں اس کے سینے اور پیٹھ پر مارتے ہیں۔"①

مجمع البیان والے نے یہ آیت کا شان نزول بتایا ہے۔ اس کے بعد آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّلَأَ مَسَامِعَهُ مِنْ غِنَاءٍ لَمْ یُؤْذَنْ لَهُ اَنْ یَّسْمَعَ صَوْتَ الرُّوْحَانِیِّیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، قِیْلَ وَ مَا الرُّوْحَانِیُّوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ قُرَّآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ))②

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے گانے سنے اسے قیامت کے دن روحانیوں کی (روح پرور) آواز سے محرومی اٹھانا پڑے گی۔ سوال ہوا، یارسول اللہ ﷺ! روحانی کون ہیں؟ فرمایا: "جنت کے قاری۔"

اس تفسیر اور اس ضمن میں درج احادیث کو پیچھے گزرنے والی احادیث سے ملا کر دیکھیں کہ کس درجہ ہم رنگ و ہم آہنگ ہیں۔

دوسری جگہ مجمع البیان میں اس طرح ہے:

(﴿ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ ﴾(بنی اسرائیل: ٦١) اَیْ بِالْغِنَاءِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْمَلَاهِیْ)

"اور جس پر تیرا بس چلے اسے اپنی آواز سے ابھار لے۔" اپنی آواز سے یعنی گانوں اور مزامیر سے۔"

الکافی شیعہ مکتب فکر میں وہی درجہ رکھتی ہے جو اہل سنت کے ہاں بخاری کا ہے۔ الکافی میں ہے:

(عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرَ عَنْ کَسْبِ الْمُغَنِّیَاتِ فَقَالَ

① یہ حدیث ضعیف ھے۔

② "ضعیف جداً" ضعیف الجامع الصغیر: ٥٤٠٩۔ مجمع البیان: ٣١٤/٤۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّتِی یَدْخُلُ عَلَیْهَا الرِّجَالُ حَرَامٌ وَالَّتِی تُدْعَی اِلَی الْاَعْرَاسِ لَیْسَ بِهٖ بَأْسٌ وَ هُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَشْتَرِی لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾)) ①

''ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر (امام محمد باقر) سے گلوکاراؤں کی کمائی کی بابت پوچھا تو فرمایا، جس گلوکارہ کے پاس مرد جاتے ہیں وہ تو حرام ہے اور جو شادی بیاہ میں بلائی جاتی ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور اسی کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو راگ گانا خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کردیں۔''

امام واجب الاحترام علی بن موسیٰ بن جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی کنیت ابوالحسن تھی اور لقب رضا، ان سے روایت ہے:

(سُئِلَ اَبُو الْحَسَنِ الرِّضَاءِ عَنْ شِرَاءِ الْمُغَنِّیَةِ فَقَالَ: قَدْ تَکُوْنُ لِلرَّجُلِ الْجَارِیَةُ تُلْهِیْهِ وَ مَا ثَمَنُهَا اِلَّا ثَمَنُ کَلْبٍ وَ ثَمَنُ کَلْبٍ سُحْتٌ وَالسُّحْتُ فِی النَّارِ) ②

''ابوالحسن رضا سے گلوکارہ خریدنے کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک مرد کی ایسی لونڈی ہوتی ہے جو اسے (دین سے) غافل کردیتی ہے۔ اس کی قیمت ایسی ہی ہے جیسی کتے کی قیمت اور کتے کی قیمت حرام ہے اور حرام (رزق) کا ٹھکانہ دوزخ۔''

گانے اور باجے حرام ہونے کے سلسلے میں ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ کا بھی فرمان سنیے:

(عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ سَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنْ بَیْعِ الْجَوَارِیِّ الْمُغَنِّیَاتِ فَقَالَ شَرَائُهُنَّ وَ بَیْعُهُنَّ حَرَامٌ وَ تَعْلِیْمُهُنَّ کُفْرٌ وَاسْتِمَاعُهُنَّ نِفَاقٌ) ③

---

① الفروع من الکافی: ۱۱۹/۵، الاستبصار: ۶۲/۳ روایت نمبر ۲۰۷ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔

② الفروع من الکافی: ۱۲۰/۵۔ الاستبصار: ۶۱/۳۔

③ الفروع من الکافی: ۱۲۰/۵۔ الاستبصار: ۶۱/۳ روایت نمبر ۲۰۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابو عبداللہ سے کسی نے گلوکارہ لونڈیاں خریدنے کی بابت پوچھا تو فرمایا انہیں خریدنا بھی حرام ہے اور بیچنا بھی اور انہیں (گانے باجے کی) تعلیم دینا کفر اور انہیں سننا نفاق ہے۔''

اسی امام عالی مقام کا ارشاد ہے:

((اَلْمُغَنِّيَةُ مَلْعُوْنَةٌ وَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَكَلَ كَسْبُهَا)) ①

''گلوکارہ پر بھی (اللہ تعالیٰ کی) لعنت ہے اور اس پر بھی جو اس کی آمدنی کھاتا ہے۔''

اور شیعہ مکتب فکر کی مشہور و معروف کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' میں ہے۔

((وَ رُوِیَ أَنَّ اَجْرَ الْمُغَنِّی وَ الْمُغَنِّيَةِ سُحْتٌ)) ②

''اور روایت ہے کہ گلوکار اور گلوکارہ کی مزدوری حرام ہے۔''

''من لا یحضرہ الفقیہ'' سے پہلے جو آثار و اخبار بحوالہ الاستبصار تحریر میں آئے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے صاحب الاستبصار لکھتے ہیں:

((فَالْوَجْهُ فِي هٰذِهِ الْاَخْبَارِ الرُّخْصَةُ فِيمَنْ لَا تَتَكَلَّمُ بِالْاَبَاطِيلِ وَ لَا تَلْعَبُ بِالْمَلَاهِيْ مِنَ الْعِيْدَانِ وَاَشْبَاهِهَا وَ لَا بِالْقَصَبِ وَغَيْرِهٖ بَلْ تَكُوْنُ مِمَّنْ تَزِفُّ الْعُرُوْسَ وَ تَتَكَلَّمُ عِنْدَهَا بِاِنْشَادِ الشِّعْرِ وَالْقَوْلِ الْبَعِيْدِ مِنَ الْفُحْشِ ، فَاَمَّا مَنْ عَدَا هٰؤُلَاءِ مِمَّنْ يَتَغَنَّيْنَ بِسَائِرِ اَنْوَاعِ الْمَلَاهِيْ فَلَا يَجُوْزُ عَلٰى حَالٍ سَوَاءٌ كَانَ فِي الْعَرَائِسِ اَوْ غَيْرِهَا)) ③

''مطلب یہ ہے کہ ان آثار کی بنا پر صرف اس عورت کو اجازت ہے جو بے ہودہ باتیں نہ کرے۔ مزامیر مثلاً بربط وغیرہ اور بانسری وغیرہ نہ بجائے بلکہ دلہن کا بناؤ سنگار کرے اور (خوشی کے) وہ گیت گائے اور باتیں کرے جن میں فحاشی نہ ہو۔ مگر جو عورتیں ان (مذکورہ بالا) احکامات سے تجاوز کر کے ہر قسم کا مزامیر بجا کر گائیں

---

① الفروع من الکافی : ۱۲۰/۵ ۔ الاستبصار : ۶۱/۳ روایت نمبر ۲۰۳۔
② من لا یحضرہ الفقیہ ۱۷۲/۳ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔
③ الاستبصار ۶۲:۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ کسی صورت میں روا نہیں، شادی کا موقع ہو یا کوئی دوسرا۔"

اب یہ دلائل سامنے آنے کے بعد بھی، یعنی قرآن پاک، حدیث رسول ﷺ، اخبار اہل بیت، اقوال صحابہ اور سنی شیعہ علماء وفقہاء کی کتابوں اور ان کے فتاویٰ کے بعد بھی کوئی مسلمان شک کرے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ آج کے فحاشی سے لبریز گانے، طرح طرح کے ساز باجے، وہ ٹیپ ریکارڈر اور وی سی آر کی کیسٹیں جن میں مندرجہ بالا تمام قباحتیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہیں اور ساز والی قوالیاں قطعاً حرام ہیں؟

جملہ فقہائے امت کا متفقہ فتویٰ:

امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنہ میں لکھا ہے:

(اِتَّفَقُوا عَلٰی تَحْرِيمِ الْمَزَامِيرِ وَالْمَلَاهِيْ وَالْمَعَازِفِ)[1]

"مزامیر یعنی ساز باجوں کے حرام ہونے پر تمام فقہائے امت کا اتفاق و اجماع ہے۔"

امام قرطبی اپنی الجامع لاحکام القرآن میں رقم طراز ہیں:

(قَالَ اَبُوْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْبَرِّ فِیْ كِتَابِ الْكَافِیْ ، مِنَ الْمُكَاسِبِ الْمُجْتَمَعِ عَلٰی تَحْرِيمِهَا الرِّبَا وَ مُهُوْرُ الْبَغَايَا وَالسُّحْتُ وَ الرِّشَادُ اَخْذُ الْاُجْرَةِ عَلَى النِّيَاحَةِ وَالْغِنَاءُ وَ عَلَى الْكُهَّانَةِ وَ اِدِّعَاءِ الْغَيْبِ وَاَخْبَارِ السَّمَاءِ وَ عَلَى الزَّمْرِ وَاللَّعِبِ وَالْبَاطِلِ كُلِّهِ)[2]

"امام ابو عمر بن عبدالبر اپنی کتاب الکافی میں لکھتے ہیں، سود، رنڈی کی کمائی، حرام، رشوت، میت پر بین کی مزدوری، گانے کی آمدنی، نجومی کا پیشہ جس میں آنے والے وقت کی باتیں اور تقدیر کا حال بیان کرتے ہیں، مزامیر کی اجرت، کھیل تماشے کی روزی اور ہر طرح کا بے ہودہ کام، ان تمام دھندوں کے حرام ہونے پر تمام اسلامی

① المرقاة : ۹ ـ ۱۳۵۔

② الجامع لاحکام القرآن ، سورة الانعام : ۵۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکاتب فکر کے فقہاء کا اتفاق ہے۔"

اسی طرح امام ابو عمرو بن الصلاح رحمہ اللہ، جو کہ علوم حدیث کے مشہور و معروف امام گزرے ہیں، جنہوں نے اصول حدیث میں مقدمہ تحریر کیا، یہ اس قدر مفید کتاب ہے کہ ان کے بعد آنے والے تمام اصولیوں نے اسی کتاب کو پیش نظر رکھا، کسی نے اس پر اضافے کیے، کسی نے اس کا اختصار کیا اور کسی نے شرح لکھی۔ ایسے ذہن رسا اور وسعتِ علم و عمقِ نظر کے مالک امام ابن صلاح رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

((وَاَمَّا اِبَاحَةُ هٰذَا السَّمَاعِ وَ تَحْلِيْلُهٗ، فَلْيُعْلَمْ اَنَّ الدَّفَّ وَالشَّبَّابَةَ وَالْغِنَاءَ ، اِذَا اجْتَمَعَتْ فَاسْتِمَاعُ ذٰلِكَ حَرَامٌ عِنْدَ اَئِمَّةِ الْمَذَاهِبِ وَ غَيْرِ هِمْ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ اَحَدٍ مِّمَّنْ يُّعْتَدُّ بِقَوْلِهٖ فِي الْاِجْمَاعِ وَالْاِخْتِلَافِ اَنَّهٗ اَبَاحَ هٰذَا السَّمَاعَ وَالْخِلَافُ الْمَنْقُوْلُ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ اِنَّمَا نُقِلَ فِي الشَّبَّابَةِ مُنْفَرِدَةً وَالدَّفِّ مُنْفَرِدًا فَمَنْ لَايُحَصِّلُ اَوْ لَايَتَاَمَّلُ رُبَمَا اعْتَقَدَ خِلَافًا بَيْنَ الشَّافِعِيِّيْنَ فِي هٰذَا السَّمَاعِ الْجَامِعِ هٰذِهِ الْمَلَاهِيْ وَ ذٰلِكَ وَهْمٌ بَيِّنٌ مِنَ الصَّائِرِ اِلَيْهِ تُغَادِيْ عَلَيْهِ اَدِلَّةُ الشَّرْعِ وَالْعَقْلِ ، مَعَ اَنَّهٗ لَيْسَ كُلُّ خِلَافٍ يُسْتَرْوَحُ اِلَيْهِ وَ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ وَ مَنْ تَتَبَّعَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ الْعُلَمَاءُ وَاَخَذَ بِالرُّخَصِ مِنْ اَقَاوِيْلِهِمْ تَزَنْدَقَ اَوْ كَادَ قَالَ وَ قَوْلُهُمْ فِي السَّمَاعِ الْمَذْكُوْرِ ، اِنَّهٗ مِنَ الْقُرُبَاتِ وَالطَّاعَاتِ، قَوْلٌ مُخَالِفٌ لِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَ مَنْ خَالَفَ اِجْمَاعَهُمْ فَعَلَيْهِ مَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيْرًا ﴾))[1]

"رہا سماع کے مباح اور حلال ہونے کا مسئلہ، تو واضح رہے کہ جب دف، الغوزہ اور

[1] اغاثة اللهفان : ۱/ ۲۰۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راگ تینوں بیک وقت ہوں تو ایسا سماع تمام امت مسلمہ کے ہر مکتب فکر کے علماء کے نزدیک حرام ہے اور اس منصب و مرتبہ کے کسی ایسے فقیہ، جس کا قول وفتویٰ اتفاق یا اختلاف کے وقت ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے، سے ثابت نہیں کہ اس نے اس طرح کے سماع کو مباح کہا ہو اور جو بعض شافعی فقہاء سے اختلاف منقول ہے تو وہ صرف الغوزہ اور صرف دف کی بابت ہے تو جو لوگ بات سمجھتے نہیں یا غور وفکر نہیں کرتے وہ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ جس سماع میں مزامیر بھی ہوں اس کے بارے میں شافعیوں میں اختلاف ہے لیکن یہ سمجھنا کھلا وہم ہے اور اس پر مذہب و عقل شاہد ہیں۔ علاوہ ازیں ہر اختلاف نہ قابل ذکر ہوتا ہے نہ قابل اعتماد اور جو شخص فقہائے امت کے اس طرح کے اختلافات کو سہارا بنا کر اس طرح کی رخصتوں کو اپنا لے گا وہ یا تو الحاد کا شکار ہو جائے گا یا اس کا خطرہ ہوگا اور سماع مذکور کے مجوزین کا یہ کہنا کہ یہ عبادت وثواب کا کام ہے، امت مسلمہ کے اجماع کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ سبحانہ کا یہ فرمان ڈراتا ہے کہ ''جو شخص ہدایت کی راہ واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا اور جملہ مومنوں کی راہ (اجماع امت) چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے گا وہ جدھر جائے گا ہم جانے دیں گے (اس کی ہدایت کی ہمیں کوئی فکر نہیں) اور اسے دوزخ میں جھونک دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔''

امام ابن صلاح رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے اجماع امت کی مخالفت کرنے والے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

جس تقریب میں گناہ ہو رہے ہوں:

کسی شادی، ولیمہ یا دیگر تقریب میں ساز بج رہے ہوں، تصویریں بنائی جا رہی ہوں یا کوئی دوسرا کھیل تماشہ دکھایا جا رہا ہو ایسی جگہ بیٹھنا اور اس تقریب میں شرکت کرنا حرام ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي ٱلْكِتَٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا۟ مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا۟ فِى حَدِيثٍ غَيْرِهِۦٓ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ جَامِعُ ٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱلْكَٰفِرِينَ فِى جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿١٤٠﴾ (النساء: ١٤٠)

''اور اس نے اپنی کتاب میں تمہارے لیے یہ (حکم) اتارا کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو، تاوقتیکہ وہ (فسق و فجور کو چھوڑ کر) دوسری باتوں میں نہ لگ جائیں، ورنہ تم بھی انہی جیسے شمار ہو گے۔ بلاشبہ اللہ کافروں اور منافقوں کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے۔''

یعنی جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہو اس جگہ بیٹھا رہنے والا خواہ برائی اور گناہ نہیں کر رہا تاہم انہی لوگوں میں سے شمار ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے اسے پسند کیا۔ اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی نے لکھا ہے کہ کچھ لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور اقتدار میں شراب پیتے پکڑے گئے، ان میں سے ایک شخص نے شراب خوری تو کجا روزہ رکھا ہوا تھا، کسی نے حضرت عمر رحمہ اللہ کو بتایا کہ فلاں شخص روزے سے ہے تو حضرت عمر رحمہ اللہ نے ﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ پڑھا۔ ان کا مطلب تھا کہ خواہ وہ روزے دار ہے تاہم آیت کی رو سے وہ بھی شرابی ہے۔ معلوم ہوا کہ معصیت کیش لوگوں سے جبکہ وہ ارتکاب معصیت کر رہے ہوں، دور رہنا چاہیے۔ اگر کسی تقریب میں باجے بج رہے ہیں تو اس میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔

اصبغ بن زید واسطی کو ایک دعوت ولیمہ میں بلایا گیا، وہ بیٹھے تھے کہ کان میں ڈھولک کی آواز پڑی، وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے بڑی منت سماجت کی لیکن وہ نہ مانے اور کھانا چھوڑ کر چلے گئے۔ ①

لیکن جو لوگ رشتہ داری اور میل جول کے دباؤ میں آ کر ایسی تقریبات میں جہاں مزامیر بج رہے ہوتے ہیں، شرکت کرتے ہیں، دعوتیں اڑاتے اور مبارکباد دیتے ہیں انہیں کان کھول کر اللہ تعالیٰ کا مندرجہ بالا فرمان سننا اور اس پر پوری توجہ سے غور کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ

① تاریخ واسط: ٢١٣۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے حرمت سماع کے سلسلے میں نویں حدیث کہ گویوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اسکے بعد والا عنوان ''ملعون سے دوستی حرام ہے'' اور ''نفرت سے مراد برائی کے خلاف محاذ آرائی ہے'' پڑھ لینے چاہئیں۔

حرفِ آخر:

پچھلے صفحات پر ساز و آواز کی مذمت میں جتنی آیات و احادیث گزری ہیں وہ سبھی ہمارے اس قسم کے ٹی وی پروگراموں پر چسپاں ہوتی ہیں گویا آج مطرب و مغنی اور لے نواز کی ضرورت نہیں۔ پس گھر میں ٹیلی ویژن، وی سی آر اور اس کی کیسٹیں رکھ لینا کافی ہیں اور اتنے وسائل نہیں تو ٹیپ ریکارڈر اور اس کی کیسٹیں مہیا کر لیجیے اور ریڈیو رکھ لیجیے۔ ان میں تصویر کی کمی ہے جسے آپ سینما گھر جا کر پورا کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ گھر میں اس طرح کی چیزیں رکھنا، خود بھی پروگرام دیکھنا اور بچوں کو بھی اس کی تربیت دینا اللہ سبحانہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے ؎

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

((وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطبوعات دار الاندلس

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
1	آداب زندگی	16
2	کتاب الجامع (اردو)	100
3	کتاب الجامع (عربی)	10
4	کتاب الجامع (پاکٹ)	55
5	المحلی (تین جلدیں)	450
6	دعوتی نصاب تربیت	60
7	زاد المجاہد	100
8	ریاض المجاہدین	15
9	مجاہد کی اذان	17
10	ہم جہاد کیوں کر رہے ہیں (اردو)	12
11	لماذا نجاهد في كشمير؟	22
12	Jihad in the Present time	20
13	قنوت نازلہ	10
14	مجاہد قیدی کی داستان	110
15	اسلامی عقیدہ	10
15	مقاماتِ جہاد	60

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17	دفاع جہاد	45
18	سقوطِ کابل وبغداد	30
19	عصر حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں	24
20	تاریخ اسلام کے فدائی دستے	18
21	اسلام عورت اور یورپ	40
22	تفہیم التوحید (ترجمہ کتاب التوحید)	20
23	دفاع حدیث	12
24	احکام زکوٰۃ وعشر	15
25	مسائل عشر پر تحقیقی نظر	10
26	صلوٰۃ المسلم	15
27	پردے کی شرعی حیثیت	16
28	صرف اعدادی	10
29	حصن المسلم	16
30	مقالات طیبہ	70
31	ٹی وی کے نقصانات	17
32	جھوٹ ایک معاشرتی ناسور	55
33	ہسپتال کی دنیا	16
34	کیا یہ بھی حرام؟	16

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

35	شہید کی نمازِ جنازہ	11
36	شہسوار صحابہ	150
37	غائبانہ نماز جنازہ	18
38	اسلام میں داڑھی کا مقام	16
39	غزوہ ہند	12
40	گلستان جہاد	16
41	اصلی اہل سنت کون؟	16
42	ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج	40
43	مومن کا لباس	16
44	قربت کی راہیں	40
45	سیرت محسن اعظم	40
46	تفسیر القرآن	120
47	منہج وتربیت	40
48	عقیدہ ومنہج	40
49	جہاد میں زہد وورع کی اہمیت	16
50	خاندانی منصوبہ بندی	16
51	مسئولیت کے تقاضے	16
52	یہود ونصاریٰ سے مخالفت کیوں اور کیسے؟	45

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

53	ہم مائیں لشکر طیبہ کی (جلد اول)	85
54	ہم مائیں لشکر طیبہ کی (جلد دوم)	115
55	ہم مائیں لشکر طیبہ کی (جلد سوم)	90
56	طلسمی اور جناتی پھندے	100
57	بچوں کی تربیت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	45
58	مجلس ذکر	12
59	جمہوریت اسلامی کیسے؟	10
60	کشمیری عورت اور امریکہ	60
61	حرام چیزیں جنہیں معمولی سمجھ لیا گیا	50
62	مسنون شادی اور مروجہ رکاوٹیں	32
63	حلال وحرام کاروبار	10
64	تزکیہ نفس اور تصوف	20
65	ہندوانہ رسوم ورواج	15
66	الجہاد الاسلامی	250
67	خطبات جہاد	25
68	جہاد کشمیر	60
69	مختصر سیرت النبی	115
70	حرمت آواز وساز	80

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

71	توحید وشرک (تفسیر سورہ الانعام کی روشنی میں)	125
72	اسلام کا نظام عفت وعصمت	125
73	عظیم شہداء کی عظیم مائیں	125
74	طاغوت کے تعاون سے جہاد (شرعی جائزہ)	12
75	بارانِ توحید	150
76	مذہبی سیاسی باوے	100
77	آسمانی جنت اور درباری جہنم	100
78	شاہراہ بہشت	90
79	اللہ موجود نہیں؟	80
80	ہندو کا ہمدرد	120
81	محمد ﷺ ہندو کتابوں میں	75
82	ہندو دھرم	50
83	روس کے تعاقب میں	70
84	موت کے فرشتے سے ملاقات	50
85	قافلہ دعوت وجہاد	120
86	اور بھارت سینڈوچ بن گیا	70
87	سفرنامہ ایران وترکی	60
88	مقام حدیث اور اصلی اہل سنت	100

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دردناک عذاب کے حق دار

اِنَّ الَّـذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ
فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَةِ ط وَ اللّٰـهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(النور : ۱۹)

جولوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

دار الاندلس

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور
+92-42-37230549

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314

Head Office : +92-42-35062910 Cell: +92-322-4006412 Fax: +92-42-37150407

E.mail: dar_ul_andlus@yahoo.com